

رَبِّ الْعَالَمَاتِ

صلوات طرفیت

محمد امجد عاشقانِ اُذنیں

ابو موسیٰ عاصی کورس  
چیمبر نمبر ۲۸ ضلع کچہری پاکپتن شریف

علیٰ سب شنزد

تَهْبِطُ إِلَيْكُم مِّنْ سَمَاءٍ

بِرَحْمَةِ رَبِّكُمْ

حصہ اول

(مرتبہ)

محمد اعجاز خان و توزی

ایدویت لائیکورس  
چینبربر ۲۸ ضلع کوہری پاکستان شریف

علمی پبلشرز لدھو

داتا دریار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 0300-4541210

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام	.....	عائیل طہری
مرتب	.....	محمود اعماز خان توڑی
باہتمام	.....	حافظ محمد وسیم قادری
سرورق	.....	فہیم گرافکس
تعداد	.....	500
صفحات	.....	224
ہدیہ	.....	
ناشر	.....	علمی پبلشرز لاہور

### ملنے کے پتے

محمود اعماز خان توڑی چھپیر نمبر ۳۸ ضلع کچہری پاکستان شرفی

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 5044456 0300-4541210

## حاصل طریقت پر ایک طائرانہ نظر

کتاب حاصل طریقت اولیاء کا پیغام ہے جیسے جیسے پڑھتے چلے جائیں گے آپ کو محسوس ہو گا کہ ایک ہی وقت میں آپ اولیاء کرام کی بے شمار کتابوں کے گلشن سے گزر رہے ہیں۔ ایک چمن میں موجود مختلف پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھر ہے ہیں۔ حاصل طریقت کے ورق الٹتے جائیں اور دیکھیں کہ محترم محمود اعجاز خان صاحب نے آپ کیلئے کیسا خوبصورت گلدستہ سجا یا ہے۔ مرتب نے اپنے والدین مرحومین کو ایصال ثواب کرنے کا منفرد انداز اپنایا ہے۔

کیونکہ ہمارے یہاں وفات کے بعد چند دن رسمی اعمال بجائے جاتے ہیں اُس کے بعد لوگ مرحوم کو بلکل بھول جاتے ہیں لیکن محمود اعجاز خان صاحب اپنے والدین کی وفات سے خود بھی درس حاصل کیا ہے اور دوسروں کیلئے بھی درس عبرت کا سامان کیا ہے حقیقت میں دیکھا جائے تو محمود اعجاز خان صاحب کا اقدام قابل صد ہزار تائش ہے کہ ایک طرف تو انہوں نے معاشرے میں بھنکتے والے افراد کو اولیاء کرام کی کتب کو پڑھنے کی ترغیب دی اور دوسری طرف اپنے والدین کو محنت کر کے وہ تحفہ پیش کیا ہے جس کا ثواب انھیں طویل عرصے تک ملتا رہے گا۔ بلکہ یوں کہیے کہ جب تک حاصل طریقت کتاب پڑھی جاتی رہے گی انھیں راحت ملتی رہے گی جو تمام مسلمانوں کیلئے عمل کی عدمہ مثال ہے۔

محمود اعجاز خان صاحب جب میرے پاس تشریف لائے تو حاصل طریقت کا مسودہ مجھے پڑھنے کیلئے دے گئے جب میں نے حاصل طریقت کا مطالعہ کیا تو میں نے محسوس کیا ہے اس کے اندر مرتب نے خوب محنت سے کتب اولیاء کا اقتباس پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے مثلاً (۱) کشف الحجوب (۲) غذیۃ الطالبین (۳) دلیل العارفین (۴) راحت القلوب (۵) اسرار الاولیاء وغیرہ کتابوں سے بھر پور استفادہ کیا ہے ضرورت ہے ایسی اچھی کتابوں کو ترتیب دیا جائے جو تعلیمات اولیاء سے منور ہوں تاکہ عوام میں نیک اعمال کا جذبہ بڑھے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے رقم الحروف نے بھی ”کشف الحجوب“ سے ”غزنی سے لا ہوتک“ ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور انہم ناشران کتب اہل سنت پاکستان کو ترقی عطا فرمائے۔ محمد وسیم قادری

## پیشِ لفظ

”سبحانک رب العلیٰ وعلیٰ الوہاب“.

پاک ہے پروردگار، اعلیٰ، اور سب سے زیادہ بخششے والا۔ جیسا کہ ہوتا آیا ہے کہ ہم روزانہ اموات کو دیکھتے ہیں اور ان میں سے بعض کی مذہبی رسومات میں بھی شامل ہوتے ہیں لیکن ہم ان سب کو سرسری انداز میں معمول کی کارروائی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اول تو اسی روز یا زیادہ سے زیادہ ایک روز بعد اپنے دنیاداری کے مشاغل میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

تب دین کا خیال آتا ہے، بعد ازاں موت حالات کی سوچ پیدا ہوتی ہے اور پھر عالم بزرخ اور روز حشر کے متعلق ذہن میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی تشفی صرف اور صرف مذہبی کتب کے مطالعے ہی سے ممکن ہے میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا اور میرے ذہن میں کچھ ایسے ہی سوالات پیدا ہوئے جب مورخہ 18 جنوری سال 2000ء میری والدہ کا انتقال ہوا۔

تب سے میں دینی رسائل کا مطالعہ شروع کیا اور اخبارات دغیرہ سے دینی امور کے متعلق راہنمائی حاصل کی، جب اس پر تشفی نہ ہوئی تو بزرگانِ دین کی کتب کے اردو تراجم حاصل کر کے ان کا مطالعہ شروع کیا۔ جن میں (1) ہشت بہشت، جو کہ کل آٹھ کتب کا مجموعہ ہے جن میں، (1) انیس الارواح، از حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ (2) دلیل العارفین، از حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ۔ (3) فوائد السالکین۔ از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ، مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (4) راحت القلوب (5) اسرار الاولیاء، از حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ بدرا الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ اور (6) غذیۃ الطالبین۔ از حضرت شیخ عبدال قادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (7) کشف

لمحوب از حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (داتا گنج بخش) (8) عوارف المعرف، از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے ذہنی سوالات کی تشفی کے بعد مطالعہ ختم کر دیتا اور اپنے روزمرہ کے معمولات زندگی میں گم ہو جاتا اور آہستہ آہستہ سب کچھ بھول جاتا۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ میرے اس مطالعے کے دوران ایام مورنہ 14 دسمبر سال 2002ء کو میرے والد کا بھی انتقال ہو گیا۔ جو میرے سابقہ خیالات کی مزید تقویت کا سبب بن گیا۔ اگرچہ میری دنیا بدل گئی لیکن میری مذہبی سوچ مزید پختہ ہوتی چلی گئی اور شوق مطالعہ بڑھتا چلا گیا جو کہ خداوند تعالیٰ کے انسان کے ساتھ رویے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی حد تک پہنچ گیا۔ جس طرح کہ ”من کان اللہ ، کان اللہ لہ“ یعنی جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے میری ان کتب کو پڑھنے اور بہترین شعور کے مطابق ان کو مجھنے میں میری مدد فرمائی۔ ورنہ میں کیا اور میرا شعور کیا۔ میری تعلیمی قابلیت محسن، بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی تک محدود ہے۔ بی اے میں نے پلیٹکل سائنس سوسائیٹی اور اضافی فارسی۔ کے مضامین کے ساتھ گورنمنٹ کالج ساہیوال سے کیا ہے۔ اور ایل۔ ایل۔ بی پنجاب یونیورسٹی لاہور سے کیا ہے۔ میں پیشہ کے اعتبار سے ایک مام و کیل ہوں۔ الگ تھے میں نے کوئی مذہبی تعلیم حاصل نہیں کی ہے۔ اگرچہ موجودہ کتاب میری موجودہ تعلیمی قابلیت سے میل نہیں کھاتی، مگر جس کی اللہ تعالیٰ مدد کرے۔ میرے مطالعے کی عادت میں یہ شامل ہے کہ میں مضمون کے مطالعے کے بعد اُس کے نوٹس لیا کرتا ہوں، جو کہ میں نے یہ طریقہ ان کتب کے مطالعے میں بھی استعمال کیا ہے۔

پہلی کتاب کے مطالعے کے بعد جب میرے تحریر کردہ نوٹسیز کی کچھ تعداد ہو گئی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس طریقے سے کتاب مرتب ہو سکتی ہے تو میں نے اس نتیجے پر سوچا اور پھر اس انداز سے نوٹس مرتب کیے کہ مضمون کی تکمیل ہو اور پہنچ بدب کتاب در کتاب میری باندھ کے مطابق میرا مطالعہ کہیں ہوتا چاہا ہے تو ہے ایسے مضمون پر مختلف بیانوں کے اقبال ہے:

گئے، تب میرے دل میں یہ خیال جا گزیں ہوا کہ کیوں نہ ان اقوال کو مضاہین کی مناسبت سے جمع کر دیا جائے۔

جس کی وجہ سے متعلقہ کتابوں میں درج مضاہین کی ترتیب اور اسلوب بدل گیا ہے تاہم میں نے مضاہین متذکرہ میں بزرگوں کے اقوال کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہ کی ہے اور نہ عی میں اس بات کا اہل ہوں۔ مزید یہ کہ ان مضاہین کی تکمیل میں، میں نے واقعات کے بیان، اور مختلف بزرگوں سے منسوب مختلف کرامات کے اظہار کو حتیً الوع تحریر کرنے سے اس وجہ سے گریز ہے کہ محض اس کی وجہ سے عام قاری کی نظر ان واقعات اور کرامات کو پڑھنے پر ہی لگی رہتی ہے اور ان بزرگوں کی اصل تعلیمات سے بھٹک جاتی ہے۔

جس طرح مجھے چیز پڑھنے لکھوں کا یہ المیہ ہے کہ ہم دراصل مذہبی تعلیم سے بالکل نا بلد، ان پڑھ اور جاہل ہوتے ہیں لیکن ہم اس کے باوجود اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہوئے موقع ملنے پر ہر مذہبی بحث میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے موقف ڈھنائی سے قائم رہتے ہوئے دوسروں کو جاہل ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے اور کسی اہل علم سے کچھ حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم سال بعد عید کی نماز پڑھنے جاتے ہیں اور یا ہمیں کبھی نمازِ جنازہ پڑھنی پڑ جائے۔ اُس وقت ہماری یہ حالت ہوتی ہے کہ ہم سنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھ رہے ہوئے ہیں۔ کہ جیسے دوسرے کر رہے ہوں، ہم بھی کر لیں۔

پوچھ ہم نہیں سکتے کہ شرم آتی ہے۔ اس مشکل کے پیش نظر میں نے تمام فرضی اور نفی نمازوں کے پڑھنے کے طریقہ اور تفصیلات حاصل کرنے کی ٹھانی، اور عام اخبار و رسائل اور بزرگان سلف کی کتب متذکرہ سے استفادہ کیا ہے۔ اور اس امر میں بھی اپنی طرف سے کوئی چیز شامل نہیں کی ہے اور نہ ہی میں اس بات کا اہل ہوں۔ سو میں نے اس کتاب کو اس انداز میں اور انہی امور کے مذہبی مرتب کیا ہے، پتہ نہیں کہ مضمون کا تقاضا کس حد تک پورا ہوا ہے۔

اور میں کس حد تک مضمون سے انصاف کر سکا ہوں۔ مجھے یہ احساس ہے کہ میری یہ کتاب، کچھ لوگوں کا علمی معیار زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی تشفی نہ کر سکے گی، ان سے گذارش ہے کہ وہ ان کتب کا مطالعہ فرمائیں، جن کا میں حوالہ دے چکا ہوں مجھے یہ بھی احساس ہے کہ میری یہ کتاب کچھ لوگوں کی سمجھتی میں نہ آئے گی۔ ان سے یہ گذارش ہے کہ وہ براۓ مہربانی اس کا مطالعہ نہ کریں، اور بے جا غلطیاں نکالنے سے گریز کریں۔

مزید یہ کہ میں اپنی تعلیمی قابلیت عرض کر چکا ہوں اس وجہ سے غلطیوں کا احتمال موجود ہے، تاہم میں وثوق سے کہتا ہوں کہ کوئی غلطی دانستہ نہ ہو گی بلکہ کم علمی کی وجہ سے ہو گی۔ جس کو معاف فرمایا جائے۔ مزید یہ کہ اس کتاب میں میں نے جو بزرگان دین کی بتائی ہوئی عبادات اور ذکر اذکار جو بیان کیے ہیں ان کا آج کے افراتفری کے دور میں من و عن عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے، کیونکہ وہ عبادات اور ذکر اذکار تقریباً 24 گھنٹوں پر محيط ہیں۔

تاہم نفلی عبادات اور ذکر اذکار میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ چیزوں کو منتخب کر کے اُس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کے تحریر کرنے میں میں نے ہر قسم کی مذہبی فرقہ بندی سے بچنے کی کوشش کی، کیونکہ میں اپنے آپ کو ماشاء اللہ اولیاء اللہ کا غلام بن کر، مسلمان کہلوانا پسند کرتا ہوں اور یہی میرے لیے اعزاز کی بات ہو گی۔

مزید کہ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ میری اس کتاب کے پڑھنے سے قاری کے ذہن میں ضرور تبدیلی ہو گی اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور میں نے یہ کتاب کسی تجارتی مقصد کیلئے تحریر نہیں کی ہے، اولًا میرا مقصد صرف خود فائدہ حاصل کرنے کا تھا۔ بعد میں یہ خیال کہ شاید اس سے کسی دوسرے آدمی کا بھی بھلا ہو جائے۔ مگر فائدہ وہی ہے جو اللہ دے۔

اس کتاب کی تیاری میں مجھے کل مل اکر، عرصہ تقریباً 5 سال کا لگا ہے۔ اور یہ نیک کام محض میرے والدین کے انتقال کے نتیجے میں ممکن ہوا ہے۔ اب سورت دیگر شاید میرے دل میں ایسا خیال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اس لیے گذارش ہے کہ میرے والدین کے حق میں اقبال دنائے خیر

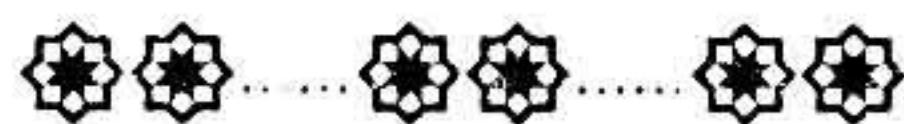
کی جائے۔ اور شاہد میری یہ کتاب کسی دوسرے آدمی کا دینی بھلا کر جائے اور میرے لیے کسی نیکی کا سبب بن جائے اور میری نیکی قبول کر لی جائے اور شاہد روز آخرت میرے کام آجائے۔ میری نجات کا سبب بن جائے اور میرے گناہوں کی تلافی ہو جائے۔

”ان العزة لله ورسوله وللمؤمنين“.

اور عزت اللہ اور رسول اور مؤمنوں کیلئے ہے۔

میرے خاک و خون سے تو نے، یہ جہاں کیا ہے پیدا  
صلہ شہید کیا ہے تب و تاب جاؤ دانہ  
تری بندہ پروری سے، میرے دن گذر رہے ہیں  
نہ گلہ ہے دوستوں کا، نہ شکایت زمانہ

اقبال



## عرض ناشر

میری ناقص رائے میں، شریعت نے ایک مسلمان کا نصف دن، دنیا کیلئے اور نصف دین کیلئے رکھا ہے، اور رات آرام کیلئے وقف کی ہے۔ بخوبی فرائض نمازوں کا شیدول دیکھ لیں تو یہ بات بخوبی سمجھ میں آ جائے گی۔

یعنی نمازِ فجر کے بعد نمازِ ظہر تک تقریباً 7 گھنٹے کا وقفہ، دنیاداری اور روزی کمانے کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور بقیہ چار نمازوں دو دو گھنٹے کے وقفے کے بعد آ جاتی ہیں، بقیہ نصف دن پر محيط نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے بقیہ نصف دن دین داری کیلئے وقفہ نظر آتا ہے۔ آج سے تقریباً 35,40 سال پہچھے نظر دوڑائیں اور اُس دور کے آدمی کو یاد کریں تو آپ کو وہ آدمی اس شیدول پر عمل کرتا ہوا نظر آئے گا۔ کہ وہ صحیح سوریے اٹھتا، نمازِ فجر ادا کرتا اور پھر دنیاداری اور روزی کا دہنہ کرنے میں لگ جاتا اور پھر بعد ازاں نمازِ ظہر کے وقت مسجد میں جامیٹھتا اور پھر وہاں سے نمازِ عشاء ادا کر کے ہی گھر لوٹتا۔ اور پھر روٹی کھا کر سور ہتا، دکھانی دیتا ہے۔

قباحت اُس وقت پیدا ہوئی جب ہمارا شیدول تبدیل ہو گیا۔ ہم نے صحیح نمازِ فجر کے بہت بعد دن نکلے اٹھنا شروع کیا، اپنا روزگار اور دنیاداری تقریباً نمازِ عصر تک پھیلا لی۔ اور رات آرام کی بجائے تفریح، یعنی بیٹھکیں، سینما اور پھر ٹیلی و ٹن وغیرہ یا پھر دیگر غیر اسلامی مشاہل کی نذر کر دی۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ، ہماری غالب اکثریت مخفی دنیاداری کی ہی ہو کر رہ گئی اور دین داری مکمل طور پر پر نظر انداز ہو کر رہ گئی۔ ہم مخفی نام اور رسوم و رواج کے مسلمان باقی رہ گئے۔ ہم میں سے تمام اسلامی شعائر ختم ہو گئے اور ہم انسانیت کے بھی نچلے درجے پر رکھرے ہو گئے اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو گئے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر  
اور تم ہوئے خوار، تارکِ قرآن ہو کر

طریقت ہی کے واسطے نفلی عبادات اور ذکر اذکار ہیں۔ اور بزرگان سلف نے شریعت پر مکمل عمل داری کے بعد تمام نفلی عبادات اور ذکر اذکار کو اپنایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ، آدھا دن جو شریعت نے دنیاداری اور روزی کمانے کیلئے چھوڑ رکھا تھا، وہ بھی ان کیلئے باقی نہ رہا اور رات جو آرام کیلئے تھی وہ قربان ہو گئی۔ اور وہ تمام کے تمام دین کے ہو کرہ گئے پھر جیسا کہ، من کان اللہ، کان اللہ لہ، یعنی جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

تو پھر اللہ اُن کا ہو گیا، اُن کے ہم عصروں نے دیکھا کہ، اللہ تعالیٰ نے براہ راست بغیر کسی وسیلہ کے اُن کی روزی روٹی اور دنیاداری اپنے ذمے لے لی، اور اُن کی زبان اور حرکات و سکنات میں مقناطیسیت پیدا کر دی، جس کو ہم کرامت کہتے ہیں اور اس مقناطیسیت یا کرامت کے حامل شخص کو ولی اللہ آج کے دور میں اپنے اندر حرکات و سکنات اور زبان میں مقناطیسیت پیدا کی جاسکتی ہے یا کرامت حاصل کی جاسکتی ہے یا ولی اللہ (یعنی اللہ کا دوست) بن جاسکتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثاث کث نہیں ہے۔ طریقہ وہی ہے جو بزرگان سلف نے اپنایا۔ یعنی مکمل طور پر شریعت پر عمل کیا اور پھر طریقت میں تمام نفلی عبادات اور ذکر اذکار کو اپنایا اور راتوں کو قیام کیا۔ جس کے نتیجے میں اُن کی دنیاداری مکمل طور پر چھوٹ گئی اور وہ اللہ ہی ہو کرہ گئے، اور یہ چوبیس گھنٹوں کا کام ہے۔ کمزور دل آدمی کے لبس کی بات نہیں۔

اگر کوئی شخص فرض نماز میں پڑھ کر، یا کوئی ایک وظیفہ رث کریا اُس پر عمل کر کے یا شخص دا حصی بڑھا کر یہ دعویٰ کرے کہ وہ ولی اللہ ہو گیا ہے یا اُس میں کوئی کرامت آگئی ہے تو وہ شخص جھونا دروغ گو مدعا ہے۔

توے گر خواہی ، مسلمان زہستن  
نمیست ممکن ، جذبه قرائ زہستن

العارض

خان محمد ایضاز خان و توزی ایڈر و کیت ہائیکورٹ

## مناجات

ماکا ذکر تکویم ، چد تو پاکی اے خدائی  
 نه روم من آرا ، که تم آرا نه نمائی  
 ہمه درکار ته پوئم ، ہمه از فضل ته جوئم  
 ہمه تو حید ته گوئم ، کہ بے توحید سزاوی  
 تو خداوند زمینی ، تو خداوند سماوی  
 تو خداوند سیمینی ، تو خداوند لیاری  
 تذنو جفت نه جوئی ، تج رو خفت نه جائی  
 آعدا بیزنو جفتی ، ماکا کام روائی  
 تو علیمی تو حلیمی ، تو حکیمی تو قدیمی  
 تو نمائندہ فضلی ، تو سزاوار شنائی  
 تو خبیری تو کبیری ، تو سمیعی تو بصیری  
 توئی عزی توئی ذلی ، ماکا عرش نمائی  
 ہم راعزو جلالی ، ہم را علم بقائی  
 ہم زانور سروری ، ہم راعیب خطائی  
 ہم راعیب توپوشی ، ہم راعیب تو دانی  
 ہم رارزق رسانی کہ تو باوجود عطاوی  
 نہ پھری نہ کواکب ، نہ نجومی نہ جواہر  
 نہ منازل نہ مکانی ، نہ نشینی نہ بپائی  
 بری از رنج نیازی ، بری از درد گدازی  
 بری از بین مسیری ، بری از چون چرائی

بری از خوردن خفتن ، بیری از شرک و شباهات  
 بری از صورت رنگیم ، بری از عیب خطای  
 نبود خلق تبودی ، نبود خلق تپاشی  
 نه ناجتنی نه بگردی ، نه فضائی نه بقائی  
 ناتوان وصف تو کردن ، که تو در وصف نیایی  
 ناتوان فهم تو کردن ، که تو در فهم نیایی  
 لپ دندان زبانم ، هم تو حیده ته گوئم  
 برا از آتش دوزخ ، ذکرم باج رهائی  
 آعداء لیس کمسلی ، سهدا لیس کسدی  
 لمن املک تو گفتی ، تو سزاوای شنای



حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا عجج بخشن اپنی کتاب کشف المحبوب میں فرماتے ہیں کہ  
حضرت نے فرمایا۔ ”کل میسر لما خلق له“۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو جس مقصد کیلئے پیدا کیا ہے اُس کا سامان بھم پہنچایا ہے۔  
نزوں کی کو دوری کی تاب نہیں ہوتی اور رہبی کو نزوں کی طاقت نہیں۔ اسرارِ معانی کی  
تلائش بہت دشوار ہے۔ بجز ان لوگوں کے جن کا مقصد حیات یہی ہو۔

حجاب دو ہیں۔ ایک رینی جسمی دو نہیں ہوتا۔

دوسرانہ غینی۔ جو بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔

ان کی تشریح یہ ہے کہ، کچھ لوگ باطن محبوب ہوتے ہیں اور وہ حق و باطل میں تین نہیں  
کرتے اور کچھ لوگوں کا حجاب و صفائی یعنی عارضی ہوتا ہے اور وہ جو یائے حق ہوتے ہیں اور وہ باطل  
سے گریز کرتے ہیں۔ حجاب ذاتی یعنی رینی کسمی نہیں اٹھتا۔ رین، خفتم اور ضع کے معنی ایک ہی ہیں  
۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسیون“۔

یعنی، بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے۔

”ان الذين كفروا أسواء عليهم ء اندر تهم ام لم تنذر هم لا يؤذ منون“۔

یعنی، جن لوگوں نے کفر کیا، برابر ہے، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں  
لائیں گے پھر اسکی وجہ اس طرح بیان فرمائی کہ:-

”ختم الله علی قلوبهم“۔

یعنی، اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔

حجاب سفتی جیسے غینی کہتے ہیں وہ کسی نہ کسی وقت دور ہو جاتا ہے۔ جبلت کا بدلنا یعنی  
ذاتی حجاب (رینی کا اٹھنا) ازروئے مشاہدہ ناممکن ہے۔ لیکن صفتی عوارض بدل سکتے ہیں۔ حضرت  
جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ

الرِّينُ مِنْ جَمْلَةِ الْوَطَنَاتِ وَالْغَيْنِ مِنْ جَمْلَةِ الْخَطَرَاتِ .

یعنی، رین وطنات کی قبیل سے ہے اور غین خطرات کی قسم ہے وطن پائیدار ہوتا ہے اور خطر عارضی ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ، پھر سے شیشه بنایا جا سکتا یعنی جن لوگوں کی سرشت میں انکارِ حق اور اختیار باطل ہے وہ راستہ نہیں پائیں گے۔

اس کے برعکس، اگر آئینہ زنگ آلود ہو جائے تو صیقل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظلمت پھر کی جلت ہے اور روشنی آئینہ کی۔ آئینہ کی اصلیت قائم رہتی ہے اور اس کی عارضی صفت یعنی زنگ دور ہو جاتا ہے۔ یعنی، جو لوگ حجابات یعنی میں بتلا ہیں مگر نورِ حق کی جھلک ان کے اندر موجود ہے، ان کے حجابات غینی اٹھ سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ ان پر حقیقت کی راہ روشن ہو جائے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، اپنی کتاب ”عوارف المعارف“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ”لَمَنْ كَانَ لِهِ قَلْبٌ سَلِيمٌ مِنَ الْأَعْرَاضِ وَالْأَمْرَاضِ“، یعنی اُس شخص کیلئے جس کو قلبِ اعراض اور امراض سادہ اور سلامت حاصل ہو۔

”أَنْعِي إِلَيْكَ قُلُوبًا طَالِمًا مَطْلُوبٍ، سَحَابَ الْوَحْىِ فِيهَا الْبَحْرُ الْحَكْمُ“

یعنی میں تجھے سانتا ہوں ایسے قلوب کی کہانی جس نے وحی کے ایسے بادل بر سادیے کہ ان میں حکمت کے دریا بھرے ہوئے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ”وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَهُ شَيْطَانٌ فَهُوَ لَهُ قَرِيرٌ“۔ یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اندها اور غافل ہو تو اس پر ہم شیطان تقدیر کر دیتے ہیں جو اُسی کے ساتھ رہتا ہے۔

جس شخص کے وسو سے مالک بن گئے اور اُس کے باطن پر حدیثِ نفس غالب ہو گئی تو وہ ”حسِ استماع“ پر قدرت نہیں رکھتا، وسو سے دخانات ہیں جو نفس امارہ کی آتش سے اٹھنے

والے ہیں اور عفونت ہے جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہو جاتی ہے۔ اور خطوط فانی اور مزہ دنیاوی۔ جو ہوا و ہوس کی لپیٹ اور تباہی کی الیٹ ہیں۔ ایندھن کی مثال میں، جس سے آگ زیادہ بھڑ کے اور قلب کو تنگی پہنچے۔

پند و نصیحت، اس شخص کیلئے ہیں، جس کو قلب حاصل ہو۔ یعنی اس شخص کیلئے جس کو قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو۔ یعنی، کان اس نے لگایا اور وہ حاضر اور متوجہ ہوا۔ حسین ابن منصور کے بقول، اس شخص کیلئے جس کو ایسا قلب حاصل ہو، جس میں شہود حق کے سوا کوئی خطرہ نہ ہو۔ یعنی پند و نصیحت اس قوم کیلئے ہیں جن کو قلب حاصل ہے، نہ کہ عام آدمیوں کے لیے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے، "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، اسْتَجِيبُوا اللَّهُ وَالرَّسُولَ، إِذَا دَهَا كِمْ لِمَا يَحِيِّكُمْ".

یعنی، اے ایمان والو، اللہ اور رسول کیلئے استحابت کرو۔ جب تمہیں بالائیں اس چیز کیلئے، جو تمہاری زندگی کا باعث ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے ارددگردنہ پھرتے، تو وہ ضرور آسمان کے مقامات اور ملائکہ کو دیکھتے۔ قلوب ایسے ہونے چاہیں۔

"ان تاملتكم فكلی عيون ، او تذکرتم فكلی قلوب"۔

یعنی اگر میں نظر تمہاری طرف کروں تو سراپا چشم ہوں، اور تمہیں یاد کروں تو ہمہ تن دل ہوں

"اَشْمَمْنَكُ نَسِيمًا لِسْتَ اَعْرَفُهُ ، اَظْلَمْتُ لَمِياءً جَرَتْ مُنِيكَ اَرْدَانَا"۔

یعنی، میں خوشبو لیا ہوں نرم ہوا سے کہ اس سے واقف نہیں ہوں، میرے گمان میں وہ ایک سبز رنگ ہے فرمایا کہ، جنہوں نے اپنے مالک کے سوا، دوسرے کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتوں کو روک لی، وہ حیات ابدی پا گئے۔ پس نفوس کی حیات متابعتِ رسول سے ہے اور قلوب کی

حیات مشاہدہ غیوب سے ہے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا، تقصیر کے دیکھنے سے ہے۔

استجابت چار وجہ پر ہے۔ (۱) توحید کی اجابت (۲) تحقیق کی اجابت (۳) تسلیم کی اجابت (۴) تقریب کی اجابت استجابت بقدر سامع، سماع بحیثیت فہم، فہم بقدر معرفت قدر کلام ہے۔ معرفت کلام، علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہے۔ اور فہم کے وجہ، غیر محصور ہیں اس لیے کہ وجودہ کلام غیر محصور ہیں۔

تو فہم سے علم ہے، علم سے عمل اور علم عمل اس میں باری باری آتے ہیں۔ اور یہ عمل وہی قلوب کا عمل ہے اور عمل قلوب عمل قلب کے علاوہ ہے۔

حسنِ استماع سے مراد یہ ہے کہ، متکلم کو مہلت دی جائے کہ وہ اپنی بات پوری کرے اور ادھر ادھر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد رکھنے والے کی طرف منہ اور نظر رکھے۔ علم کیلئے ایک صورت ظاہری اور دوسری باطنی ہے جو فہم ہے، اور ہرگاہ سنانے والے خود اللہ تعالیٰ ہے۔ جو کبھی زبان سے سنا تا ہے اور کبھی مطالعہ کتب کے ساتھ فرمایا کہ۔ قرآن سے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ اُس کیلئے ظاہر اور باطن ہے اور ہر ایک حرف کیلئے ایک حد ہے، اور ہر ایک حد کیلئے ایک مطلع ہے۔ اور مطلع کیا چیز ہے، یہ کہ طلوع کرتی ہے وہ قوم، جو اس پر عمل کرتی ہے۔ اور باطن نصیحت اور تنبیہ ہے، اُس شخص کیلئے جو قراءت کرتا اور امت سے سماحت کرتا ہے۔ اور کوئی شخص پورا فہمی نہیں ہوتا حتیٰ کہ قرآن کے وجود کشیرنہ دیکھتا ہو۔

پس تفسیر علم ہے، ہر آیت کے نزول، شان اور قصہ کا، اور تاویل آیت کا پھیرنا ہے ایک معنی کی طرف جس کا احتمال اس میں ہو۔

ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہے اور ہر مرتبہ تلاوت میں نیا مطلع اور فہم آنا اور ہر فہم کے ساتھ عمل نہ لالا ہے۔ تو ان کا عمل، فہم عمل کی طرف بلا تا ہے اور کا عمل، صفائی فہم اور نظر دقيق کو معانی خطاب میں کھینچتا ہے۔ اور مطلع یہ ہے کہ یہ آیت پر اُس کے سبب، شہودِ متکلم پر طلوع کرے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے اپنے کلام

میں متجلی ہوا ہے۔ مگر وہ نہیں دیکھتے۔ پس ہر ایک آیت کیلئے اس وجہ سے مطلع ہے۔

### مطالعہ ادب مطالعہ کا ادب یہ ہے کہ

بندہ جب کسی چیز کے مطالعہ کا ارادہ کرے تو کبھی اس کا مطالعہ ہوائے نفسانی، ذکر و تلاوت پر کم صبری سے ہوتا ہے۔ تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہے جیسے لوگوں کو صحبت اور ان کی بات چیت سے آرام پاتا ہے۔

تو چاہیے کہ زیرِ کام مطالعہ میں اپنے نفس کو ٹھوٹ لے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی حد تک حاصل کرے۔ اور حد سے زیادہ اُس میں رعایت نہ کرے۔ مزے نہ اڑائے۔ جب وہ کسی کتاب یا کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کی طرف مبادرت نہ کرے مگر بعد شبات و پاروانا بته اور رجوع، اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اور اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تائید چاہیے اس کیلئے استخارہ پہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہے۔

اس واسطے کہ۔ کبھی مطالعہ سے بھی اللہ تعالیٰ وہ مراتب روزی، اور نصیب کرتا ہے، جو اُس کے حال کی ترقی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس پر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے کشود کرتا ہے، مطالعہ کتب سے اُس معنی میں ڈھل گیا، جو سو ع سے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہے۔ تاکہ بندہ اُس میں اپنے حال کی تجسس کرے اور اپنے لیے علم و ادب کو سکھے۔ وہ ایک بڑا بابِ رحمت کے ابواب سے ہے اور سلوکِ آخرت میں سب سے زیادہ نفع دیتا ہے۔

### ارشادِ ربانی ہے کہ

”خذا العفو وامر بالعرف واعرض عن الجهلين . وامام ينز غنك من

الشيطن نزع فاستغذ بالله انه سميح عليم“

یعنی، (اے نبی) نرمی اور در گذر کا طریقہ اختیار کرو اور معروف کی تلقین کیے جاؤ۔ اور

جاہلوں سے مت الجھو۔ اور جب کبھی شیاطین تمہیں اکسائیں تو اللہ کی پناہ مانگو وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انیس الارواح میں تحریر فرماتے ہیں۔

(1) قیام و نماز:- (1) جو شخص رات کو قیام کرے اور خلقت سوئی ہوئی ہو، تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ دوسری رات تک اُسے نگاہ میں رکھیں اور رات سے لے کر دن کے نکلنے تک اُس کیلئے عشق طلب کرتے رہیں۔

(2) جو شخص قیام کرے:- اگر چہ اونٹ کے مقدار گردان ہلائے اُس سے بہتر ہے کہ وہ سات حج اور عمرہ کرے۔ رحمت کے دروازے اُس کیلئے کھل جاتے ہیں۔

(3) ایمان میں کچھ مزہ نہیں، تاؤ قبیلہ دن اور رات قیام نہ کرے پس جو شخص یہ دونوں کام کرتا ہے، ایمان کا مزہ چکھتا ہے اور خداوند تعالیٰ اُس سے خوش ہوتا ہے۔ اور وہ جود عاکرستا ہے، قبول ہو جاتی ہے۔

(4) حدیث مبارکہ میں ہے کہ، ایمان بڑھنے ہے۔ اس کا لباس پر ہیزگاری ہے۔ اس کا سرہانہ فقر ہے اور اس کی دواعلم ہے اور کلمہ طیبہ کی شہادت پر ایمان ہے۔ ایمان کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ جو شخص انکار کرتا ہے، اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

(5) حضور کیلئے حکم آیا کہ، جاؤ کافروں سے جنگ کرو، جب تک کہ وہ کلمہ طیبہ نہ کہیں۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے جنگ کی۔ اور انہوں نے گواہی دی کہ خدا ایک ہے۔ پھر نماز کا حکم آیا، انہوں نے قبول کیا۔ پھر روزہ، حج اور زکوٰۃ کے احکامات آئے، جوانہوں نے قبول کیے۔ اور خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لائے۔

(6) جو شخص ارادتا نماز ترک کرتا ہے وہ حدیث کے مطابق کافر ہے۔ مساوائے رحمت خداوندی اور بخشش حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جس شخص نے نماز کے فرضوں کو ہی ادا کیا اور ان

میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں کیا، تو خداوند تعالیٰ اُس کیلئے حساب آسان کر دیتا ہے۔

اگر فرضوں میں کسی قسم کا نقصان کیا، تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ دیکھو، اُس نے کوئی دیدہ دانستہ نقصان نہیں کیا اور عبارت بھی کی ہے، تو اُسے فرضوں کے عوض شمار کرو۔ اگر اُس نے فرض بھی پورے ادانہ کیے ہوں اور نہ ہی کوئی اور عبارت کی ہو تو وہ دوزج کے لائق ہے۔

(7) دانا آدمی اُس وقت تک نماز نہیں پڑھتا، جب تک کہ نماز میں پوری حضوری حاصل نہ ہو۔ جس نماز میں مشاہدہ حق نہ ہوا س میں کیا نعمت ہو سکتی ہے تمہیں یاد رہے کہ کوئی عمل نماز سے بڑھ کر نہیں۔ جو شخص نماز ادا نہیں کرتا، وہ پشیمان ہوتا ہے۔

چاہیے کہ تو، اللہ اکبر کہے، فکر سے قرآن شریف پڑھے عاجزی کے ساتھ رکوع کرے، سکینی کے ساتھ سجدہ کرے اور بیٹھ کر التحیات پڑھے۔ تو فرشتے تیرے لیے معافی کے خواستہ کر رہیں گے جب تک کہ تو سلام کہے۔

(8) جو شخص عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت، نماز ادا کرے تو اُس کو ہر رکعت کے بعدے جنت میں ایک محل ملتا ہے اور ایسا بھی ہے کہ، گویا اُس نے ساری عمر خداوند تعالیٰ کی عبارت کی ہو۔ جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ جنت میں جاتا ہے۔

جو شخص عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ بغیر حساب جنت میں جائے گا۔ اور یہ نماز خداوند تعالیٰ کے دوست کے علاوہ کوئی نہیں ادا کرتا۔

(9) جو شخص جمعہ کے روز، صبح کی نماز کے وقت 100 (سو) مرتبہ، سورۃ اخلاص پڑھے اور ہمیشہ پڑھے تو اُس پر بہت زیادہ نعمتیں ہوتی ہیں۔ اور جمعہ ہی کے روز 20 رکعت نماز ادا کرنے سے بیشمار ثواب ملتا ہے۔ اور نمازی، روز قیامت لاکھ شہیدوں اور صدیقوں کے ہمراہ اُٹھے گا۔

(10) جو شخص سورج نکلتے وقت، دو یا چار، رکعت نماز ادا کرے تو فرشتے اُس کے نامہ، اعمال میں حج اور عمرے کا ثواب لکھتے ہیں۔ اور اُس سے بہت افضل ہوتا ہے کہ وہ دنیا کا تمام مال صدقہ کرے۔

(11) جو شخص دن رات میں ہر نماز کے بعد ”سورۃ یسین“ اور ”آیت الکرسی“، ایک، ایک دفعہ اور ”سورۃ اخلاص“، تین دفعہ پڑھتے تو خداوند تعالیٰ اس کے مال اور عمر کو زیادہ کرتا ہے۔ اور قیامت کے دن میزان، پل صراط اور حساب آسان کر دے گا۔

(12) حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو شخص سوتے وقت (۱) سورۃ فاتحہ، اور ”سورۃ اخلاص“، پڑھتا ہے۔ وہ روز قیامت، امینوں میں سے ہو گا۔ پیغمبروں کے بعد سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور جنت میں جاتے وقت حضرت عیسیٰ کے نزدیک ہو گا۔

(۲) ”سورۃ الکفر ون“، پڑھتا ہے، تو ہزار آدمی جنت میں اُس کی گواہی دیں گے۔ اور اگر کوئی تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتا ہے۔ تو وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

(13) حدیث مبارکہ ہے کہ، سب سے افضل نماز ہے۔ دوسرے درجہ پر صدقہ ہے اور تیسرا درجہ پر تلاوت قرآن پاک ہے۔

## 2- مومن

(۱) مومن وہ شخص ہے جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔

اول موت، دوئم درویشی، سوم فاتحہ  
پس جوان کو دوست رکھتا ہے۔ فرشتے اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ جنت میں جائے گا۔

(2) جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے۔ تو خداوند تعالیٰ، اس کی دنیا اور آخرت میں حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص علم سیکھتا ہے تو خداوند تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اُس کا شمار اولیاء میں کیا جائے۔

(3) مرد کو چاہیے کہ، اس دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے اور نزدیک نہ پھٹکے، جو کچھ ہے راہِ خدا میں صرف کر دے کچھ ذخیرہ نہ کرے اور حسد کو دل سے نکال دے۔

(4) مرد کو چاہیے کہ، تمام موجودات سے فارغ ہو کر دوست کی طرف مشغول رہے۔ اور جو کچھ

دوست کہے اُس کی پیروی کرے۔

اے دوریش! مرد وہ ہے، جو خداوند تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو نہ مدنظر رکھے اور نہ ہی دنیا اور آخرت میں بتلا ہو اور جو کچھ اُس کے پاس ہے، اس کی طرف نگاہ نہ کرے۔ جب انسان اس مرتے ہے پہنچ جاتا ہے تو پھر جو کچھ اُس کے دوست کی ملکیت ہوتا ہے وہ سب کچھ اُس کا ہو جاتا ہے

(5) حدیث مبارکہ ہے کہ، صدقہ دینا دوزخ کی آگ سے پردہ ہے صدقہ کے بعد دوسرے درجے کا نیک عمل قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہے۔ صدقہ نوری ہے اور حوروں کی خوبصورتی کا باعث صدقہ ہزار رکعت نمازِ نفل سے بہتر ہے۔ صدقہ دینے والوں کا ایک گروہ عرش کے نیچے مقام اپائے گا۔ صدقہ دینے والوں کیلئے موت کے بعد ان کیلئے گنبد بنے گا۔ صدقہ جنت کی سیدھی را ہے۔ سچی لوگ ایک ہزار سال پہلے جنت کی بوونگھیں گے اور ہر روز ان کو پیغمبروں کا ثواب ملے گا (6) جس وقت کوئی پیاس کو پانی پلاتا ہے، اُسی وقت اُس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں جو شخص بھوکے کو کھانا کھلائے۔ خداوند تعالیٰ اس کی ہزار حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور جنت میں اُس کیلئے محل بنایا جاتا ہے۔

(7) جو شخص مجلس سے اٹھتے وقت سلام کہتا ہے۔ اُس پر خداوند تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اُس کی نیکیاں اور زندگی زیادہ ہوتی ہے۔ سلام نبیوں کی سنت ہے تمام پیغمبر سب سے پہلے سلام کہا کرتے تھے علم، علم ہے جس کو عامِ جانتے ہیں۔ زہد، زہدے جس کو زاہد جانتے ہیں۔ اور یہ وہ بھید ہیں جن کو اہل معنی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(8) روزی کمانے والے، صدیق اور خدا کے دوست ہیں لیکن چاہیے، کہ ہر وقت نماز ادا کرے اور شریعت کی احمد سے باہر قدم نہ رکھے۔ لیکن عاقل شخص کا روزی کمانا حرام ہے۔

(9) جو شخص مومن نہ ہو گا میں دیتا ہے، اُس کی دعا چند روز تک قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر بغیر توبہ کے مر جائے تو گنہ کار نہ ہرہتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے مومن کو ستایا، گویا اُس نے مجھ کو ناراض کیا۔ اور جس نے مجھ کو ناراض کیا، گویا اُس نے خداوند تعالیٰ کو ناراض کیا۔

ہر مومن کے سینے میں اسی (80) پردے ہوتے ہیں اور ہر پردے میں ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی مومن کو ستاتا ہے۔ گویا اُس نے اسی (80) فرشتوں کو ناراض کیا۔ مومن کو منافق اور لعنتی کے سوا، کوئی نہیں ستاتا۔

(10) جو شخص مصیبت کے وقت گریہ وزاری کرتا ہے اور واویلا مچاتا ہے، تو چالیس (40) روز کے گناہ اُس کے ذمے لکھے جاتے ہیں اور سو (100) سال کی عبادت صبط آئی جاتی ہے۔ اور وہ دوزخ میں شیطان کے ہمراہ ہو گا۔ جو مصیبت میں اپنا گریبان چاک کرے تو خداوند تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتا۔ جس شخص نے کپڑے پھاڑ ڈالے تو روز قیامت اس کی دونوں بھننوں کے درمیان لکھا ہو گا کہ وہ خداوند تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہے۔

جو شخص مصیبت کے وقت لباس سیاہ کرے تو اُس کیلئے دوزخ میں ستر (70) گھر تیار ہوتے ہیں۔ اور اُس کی کسی قسم کی اطاعت قبول نہیں ہوتی اور ہزار (1000) بدی اس کے نامہ، اعمال میں لکھی جاتی ہے اور ایسا ہے کہ جیسے اُس نے ستر (70) مومنوں کو جان سے مار ڈالا ہے اور آسمان کے فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔ جب تک کہ وہ سیاہ لباس پہنے رہے۔

جو شخص مصیبت میں آہ دزاری یا شور کرتا ہے تو اس کا نام منافق مومنوں میں بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ ایسا کفر ہے اور ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے۔

(11) جو شخص شراب پیئے یا نیچے یا اُس کی قیمت میں سے کچھ کھائے تو اُس پر لعنت ہے۔ اور یہ شرایعت ہے۔ ورنہ طریقت میں ندی کا پانی پینے سے اگر خدا کی بندگی میں سستی ہو تو وہ بمنزلہ شراب ہے۔

جو جاں اور نفس کی خواہش کے واسطے ذبح کیا جاتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے خانہ کعبہ بیان کرنے میں مدد کی ہو۔

(12) اُرکیاں خدا کا بدهیہ ہیں۔ جو شخص ان کے پیدا ہونے پر خوشی کرے، تو یہ خوشی خانہ کعبہ کی ستر (70) مرتبہ زیارت کرنے سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے۔ اور جو شخص ان کو خوش رکھتا ہے۔ تو

خدا اور اُس کا رسول بھی اُس سے خوش ہوتے ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اُڑکیوں کو بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ پیار کرتے تھے۔

(13) اگر عورت سے خاوند راضی ہوا اور عورت وفات پا جائے تو اُس کیلئے جنت میں ستر درجے قائم ہوتے ہیں اور وہ جنت میں حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہمراہ داخل ہوگی۔ اگر عورت مرجائے اور اُس کا شوہر اُس پر راضی نہ ہو تو اُس کیلئے دوزخ کے ساتوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر عورت شوہر سے ترش روئی سے پیش آئے اور اُس کی جانب نہ دیکھے تو اُس کے نامہ، اعمال میں ستاروں کے برابر گناہ لکھ دیے جاتے ہیں۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی  
تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن  
اقبال

### ”دین“

حدیث مبارکہ ہے کہ کفر، ایمان، اسلام، نفاق اور علم و عمل میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کفر یہ کہ جو خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا کیا جائے۔ اس سے ایمان خارج نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرے یہ کہ سلمانی سے پھیر جانا۔ فرض باتوں سے منکر ہو جانا۔ جس سے ایمان خارج ہو جاتا ہے۔

(2) نفاق۔ (۱) اول یہ کہ بندہ حلال و حرام اور امر و نبی کا اقرار کرے۔ پھر گناہ میں مشغول ہو جائے۔ برائی کرے اور خداوند تعالیٰ سے نہ ڈرے اور یہ امید رکھے کہ خداوند تعالیٰ اُسے بد کار جانتا ہے۔ اور توبہ کی بھی امید رکھے۔

(۲) دوئم یہ کہ زبان سے حلال و حرام اور امر و نبی کا اقرار کرے اور دل میں خیال کرے کہ نماز،

روزہ اور زکوٰۃ یہ عمل ہیں کہ اگر میں کروں گا۔ تو ان کا ثواب ملے گا۔ یہ نفاق ہے اور اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے۔

(3) ایمان: (۱) جوز بان سے اقرار کرتے ہیں اور دل میں شک رکھتے ہیں۔ یہ منافقوں کا ایمان ہے۔ (۲) دوسرا ایمان خاص ہے۔ جسکی مومن لوگ زبان اور دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ ایمان سوائے نیکوکاروں کے کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا۔

(4) اسلام: ایک یہ کہ جب خداوند تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو تو شک نہ کرے اور جب اُس کے سامنے سجدہ کرے تو دل و زبان سے اُسے ایک جانے۔ بس یہی پاکیزہ اسلام ہے۔

(5) علم: جو شخص علم کا ایک کلمہ سنے اور ایسی جگہ بیٹھے جہاں علم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اُس سے بہتر ہے کہ ایک سال عبادت کرے۔

(6) عمل: (۱) ایک خاص، جو خدا کیلئے کیا جائے۔

(۲) دوسرا جو لوگوں کے دھلاوائے کیلئے کیا جائے۔ ایسا کرنا اچھا بھی نہیں اور اُس کا بدلہ بھی نہیں ملتا۔

فرمایا کہ

تین قسم کے لوگ جنت کی طرف نہیں آئیں گے اور ان تینوں کو سخت عذاب ہو گا۔

(۱) جھوٹا درویش (۲) بخیل دولت مند (۳) خائن سوداگر جب ان تینوں اقسام کے لوگ عام ہو جائیں گے تو خداوند تعالیٰ دنیا سے برکت اٹھائے گا۔



## توبہ

حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کیلئے توبہ کرنی فرض ہے اور خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمایا ہے کہ میں نے توبہ فرض کر دی اور جب تک خلقت اس جہان میں ہے اور جب تک تیرے فرزند توبہ کریں گے، میں ان کی توبہ قبول کر دوں گا۔

مرنے سے پہلے توبہ کرو، پھر بعد میں افسوس کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ حدیث میں ہے کہ، خداوند تعالیٰ نے مغرب کی طرف رات کی توبہ کیلئے ایک دروازہ بنایا ہے جس کی فراہی ستر سال کی راہ کے برابر ہے۔

توبہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نصوحی۔ یہ کہ اُس کے بعد انسان گناہ کے نزدیک نہ پہنکے۔

(۲) دوسری توبہ یہ ہے کہ، دن رات توبہ کرے اور توڑڈا لے، یہ توبہ اچھی نہیں۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں

مجھے ہے حکم اذال لا الہ الا اللہ

اور

خود نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ، مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اقبال



## 1۔ ایمان، صفات ایمان

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو تبلیغ فرماتے تو اولاً آپ فرماتے:  
”قولو لا الہ الا اللہ مفلحو۔“

یعنی ”کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فلا ح پاؤ گے“

### شش کلمہ

اول کلمہ طیب۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یعنی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له و اشہد ان

محمد عبدہ و رسولہ۔

یعنی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک

نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ طَوْلًا

حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم۔

یعنی۔ پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور گناہوں سے نجتنے اور نیک کام کرنے کی، قوت اللہ ہی کی طرف سے

ہے، جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

چہار کلمہ توحید۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له ، لہ الملک و لہ الحمد

یحیی و یمیت و هو حی لا یموت ، ابداً ابداً ، ذوالجلال والاکرام ، بیده الخیر

، وهو على كل شئٍ قادر۔

یعنی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہی

ہے۔ اُسی کیلئے تمام تعریف ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے جو نہیں سونے کا عظمت اور بزرگی والا ہے۔ بہتری اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**پنجم کلمہ استغفار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبته عمداً او خطأ سرا او علانية، واتوب اليه من الذنب الذي اعلم ومن الذنب الذي لا اعلم . انك انت علام الغيوب وستار العيوب وغفار الذنوب . ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم .**

یعنی۔ میں تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے۔ ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کریا بھول کر، در پردہ یا کھلمن کھلا کیا۔ اور میں توبہ کرتا ہوں اُس کے حضور، اُس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اُس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں۔ بیشک تو غیبوں کا جاننے والا اور غیبوں کو چھپانے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ اور گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو عالمی شان اور عظمت والا ہے۔

**ششم کلمہ رِکفر۔ اللهم اني اعوذ بك من ان اشرك بك شيئاً وانا اعلم به واستغفرك لاماً اعلم به تبت عنه وتبرأت من الكفر والشرك والكذب والغيبة والبدعة والنعمة والفواحش والبهتان والمعاصي كلها واسلمت . واقول لا اله الا الله محمد رسول الله .**

یعنی۔ الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں۔ اور مجھے اس کا علم ہو۔ اور میں معافی مانگتا ہوں، تجھ سے اُس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے اُس سے توبہ کی اور بیزار ہوا۔ کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور نیبعت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے۔ اور میں ایمان ایا اور کہتا ہوں کہ، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

## صفاتِ ایمان

(1) ایمان تحمل۔ امانت باللہ کما ہو باسمائے و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ اقرار بالسان و تصدیق بالقلب۔

(2) ایمان مفصل۔ امانت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسالتہ والیوم الآخر والقدر خیرہ و شرہ ، من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ۔

شروع ایام و حی میں جب حضور ﷺ گھبرا جاتے تو حضرت جبرائیل ظاہر ہو کر کہتے، یا محمد ﷺ ، انکے رسول حق۔ تب آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔

یعنی - (1) ایمان محمل۔ میں ایمان لایا، اللہ پر ہر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سارے احکامات کو قبول کیا۔ زبان سے اقرار اور دل سے یقین ہے۔

(2) ایمان مفصل۔ میں ایمان لایا اللہ پر اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر۔ اور اچھی بڑی تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔

## اہمیتِ ایمان

(1) قرآن پاک کی سورۃ ابراہیم، میں ہے کہ، جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا، تو ان کے کاموں کی مثال را کھو کی ہے۔ جس پر آندھی واںے دن زور کی ہوا چلی ہو۔ وہ اپنے کاموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

(2) عبد اللہ بن جدیان نامی ایک شخص، جو قریشی اور مشرک تھا اُس نے ظہورِ اسلام سے قبل اچھے کام کیے تھے اُس کی بابت ایک دفعہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یافت فرمایا کہ، یا رسول اللہ، عبد اللہ نے قبل از اسلام جو نیکی کے کام کیے، کیا اُس کو ان

کا اجر ملے گا۔

توجوا بآحضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، نہیں اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیونکہ کسی دن اُس نے یہ نہیں کہا کہ، خداوند امیرے گناہوں کو قیامت کے دن معاف فرمادے۔ یعنی جو شنس اخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتا، اُس کے تمام اچھے اعمال غارت ہو جاتے ہیں۔

### ”اقامة الصلوٰۃ“

الصلوٰۃ عماد الدین . الصلوٰۃ معراج المؤمنین.

نماز دین کا ستون ہے، نماز مومنوں کی معراج ہے۔

وأقيموا الصلوٰۃ واتوز کوہ وارکعومع الراءکعین.

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکو۔

ان الصلوٰۃ تنهی عن الفحشاء والمنكر.

یقیناً نماز، انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے

فاما قضيت الصلوٰۃ فانتشر و افي الارض ، واتبعوا امن فضل الله ، و

اذكر الله كثيراً ، لعلكم تفلحون .

جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کے فضل کی تلاش کرو۔ اور خدا کو

کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون . الا تعبد و الا اياد .

میں نے جن اور انسان کو اس کے سوا کسی اور غرض کیلئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ حدیث میں ہے کہ، بے شک شرک اور کفر کے درمیان علیحدگی، پیدا کرنے والی چیز نماز ہے۔

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی، اللہ اُس سے بری ہے۔

## 1- نماز کی ضروری اصطلاحات

(1) ہر نماز پڑھنے سے قبل، وضو سے ہونا لازمی ہے۔

جو اس طرح کیا جاتا ہے۔ بحوالہ، عوارف المعارف ”لوازماتِ وضو“

(ا) اگر ضرورت ہو تو پہلے استنجا یعنی طہارت کرے۔ پھر سوکھی مسوک کو پانی سے تر کرے اور طول و عرض میں دانتوں کو مسوک کرے اور اگر اختصار کرنا ہو تو عرض میں کرے۔ جب مسوک سے فارغ ہو تو اسے دھوئے اور وضو کیلئے بیٹھے اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ بسم اللہ سے ابتداء کرے اور پڑھے۔

”رب اعوذبک من همزاة الشياطين“

(ii) پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے اور کہے۔

”اللهم انی اسْتَالَکَ ایمناً وَالبرکة وَاعوْذُ بِکَ مِن الشُّوْمِ وَالهَلْكَةِ۔“

(iii) پھر منہ میں پانی ڈال کر تین مرتبہ کلی کرے اور دائیں ہاتھ کی شہادت انگلی سے تینوں مرتبہ کلی کرے اور ہاتھ کی شہادت انگلی سے دانتوں کو مسوک سے اوپر بیان کردہ طریقہ سے صاف کرے۔ اور کہے۔

”اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و اعلیٰ تلاوة کتابک و

کثرة الذکر لک“

(iv) پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر باائیں ہاتھ کی انگلی سے ناک کے نتھنے ساف کرئے اور کہے۔

”اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و او جدنی رائحة الجنة و انت علیٰ راضٍ۔“

اور ناک نسگنی کے وقت کہے۔

”اللهم صل على محمد وعلی آل محمد واعوذ بك من رواح النار  
وسوء الدار“

(v) پھر پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور کانوں کی کنپیوں تک تین مرتبہ دھوئے اور اس وقت کہے۔

”اللهم صل على محمد وعلی آل محمد ، وبیض وجهی یوم قبیض  
وجوه اونیائک ولا تسود وجهی یوم تسود وجوه اعدائک“

(vi) پھر دونوں بازو کہنیوں تک تین بار دھوئے۔ پہلے دایاں اور پھر بایاں۔ دایاں بازو دھوتے وقت کہے۔

”اللهم صل على محمد وعلی آل محمد ، و اتنی کتابی بیمینی و  
حسابنی حساباً یسمیراً.  
اور باعیں بازو کے دھوتے وقت کہے۔

”اللهم انی اعوذ بک ان توثینی کتابی بشمالی او من وزراء ظهری“  
(vii) پھر نیا پانی لے کر سر، کانوں اور گردن کا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے مسخ کرے۔ اور سر کے مسح کے وقت کہیے۔

”اللهم صل على محمد وعلی آل محمد ، واغتفی برحمتك  
وانزل على برکاتك و اظلنی تحت ظل عرشك يوم لا ظل الا ظل عرشك“  
دونوں کانوں کے مسح کے وقت کہے۔

”اللهم صل على آل محمد ، واجعلنی ممن يسمع القول فيتبع  
احسن ، اللهم اسمعني منادى الجنة مع الابرار“  
گردن کے مسح کے وقت کہے۔

”اللهم نک رقبتی من النار و اعوذ بک من اسلسل و الاغلال“ .

(viii) پھر پہلے دایاں اور پھر بائیاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے۔ دایاں پاؤں دھوتے وقت کہے۔ ”اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و تبت قدمی علی الصراط مع اقدام المؤمنین“۔ اور بائیاں پاؤں دھوتے وقت کہے۔

”اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و اعوذ بک ان تزل قدمی عن الصراط يوم تزل فيه اقدام المنافقین“۔

(ix) جب وضو سے فارغ ہو تو آسان کی طرف سراٹھائے اور کہے۔

(۱) اشهد ان لا الہ الا اللہ، وحده لاشریک له و اشهد ان محمد ا عبده و رسوله سب حانک اللهم و بحمدک ، لا الہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی استغفرک و اتوب اليک فاغفرلی و تب علی، انک انت التواب الرحيم۔

(۲) اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد واجعلنی من التوبین واجعلنی من المتطهرين واجعلنی صوراً و شکوراً واجعلنی اذکر ک کثیراً و اسبح ک بکرة واصيلاً۔

(x) وضو کی سنتیں۔ یہ کہ اول طہارت میں بسم اللہ کہنا، دونوں ہاتھوں کا کلائی تک دھونا، کلی کرنا ناک میں پانی دینا اور ان دونوں میں مبالغہ یعنی، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا اور ان دونوں میں مبالغہ یعنی پانی تمامی کو پہنچنا چاہیے کلی میں تین غردارے کرے حتیٰ کہ حلقوم کے سرے تک پانی الٹ، آؤئے اور ناک میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی پہنچ تک کھینچ، البتہ روزہ دار ہو تو اس میں نرمی کرے۔

یہ کہ گھنی داڑھی کا خلال، کھلی انگلیوں کا خلال، منه کا دھونا، پورے سر کا مسح، دونوں

کانوں کا مسح اور پاؤں کا دھونا ہے یہ کہ داھنے طرف سے ابتداء کرے اور تین تین بار ہر عضو، کو دھوئے اور خیال رکھے کہ ہر چیز میں تین بار سے کچھ زیادہ نہ ہو۔

یہ کہ وضو کے دوران نہ ہاتھ کو جھاڑے، نہ پانی کا چھپکا مارے۔ اور نہ کوئی بات کرے۔ یہ کہ تازہ وضو کرنا مستحب ہے اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو بہل ہو ورنہ مکروہ ہے۔

یہ کہ پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا۔ بعضی عمام، غصہ اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے۔ اور ان باتوں پر غور کرنا، جن سے کچھ حاصل نہیں ہے، خواہ و توں میں ہو یا فعل میں اُس کے پچھے تازہ وضو کرے۔ نیند سے جائے تو غسل زیادہ تر قلب نہیر میں موثر ہوگا۔ اور بندہ اگر ہر ایک نماز کیلئے غسل کرے تو بہت بہتر ہوگا۔

(بحوالہ عوارف المعارف از خواجہ شیخ شہب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

2- نیت، جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرنا۔

مثلاً۔ جب نماز کیلئے کھڑا ہو تو چاہیے۔ قبلہ کی طرف نی ہر میں منہ کرے اور بارگاہ الہی کی طرف باطن میں توجہ کرے اور سورۃ والناس پڑ کر اپنے دل میں آیت توجہ کہیے۔

”انی وجہت وجهی للذی فطر السیارات والاض حنیفًا و ما انا من المشرکین“.

یعنی، میں نے توجہ کیا اپنے منہ کو واسطے اس کے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو ایک اسی کا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

مثلاً، جس نیت کرتا ہوں اس نماز کی، نماز پڑھتا ہوں واسطے خدا کے، 2 یا 3 یا 4 رکعت، فرض، سنت، و تریانفل نماز اگر فرض ہوں تو فرض اللہ تعالیٰ کے۔ اگر سنت ہوں تو سنت مطابقت رسول ﷺ کے۔ اگر نفل ہوں تو نفل عبادت اللہ یا شکرانہ اور اگر وتر ہوں تو وتر اس رات کے۔ اور

وقت نماز، جس نماز کا وقت ہو۔ منہ طرف خانہ کعبہ کے بندگی خدا کی، دل یا زبان پر کہہ کر فوراً تکبیر تحریمہ کہے۔

3- تکبیر تحریمہ: نیت کرنے کے فوراً ”بعد اللہ اکبر“ کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں کی لوٹک لے جائے اور پھر اپنی ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ دہنی ہتھیلی باعثیں ہاتھ کی کلائی پر حلقہ بنالے اور نظر سجدہ کی جگہ پر رہے۔ جب کہ خواتین اپنے ہاتھ کندھ تک بلند کریں اور اس کے بعد اپنے سینے پر اس طرح باندھ لیں کہ دہنی ہتھیلی باعثیں ہتھیلی کی پشت پر ہو۔

4- قیام قبلہ: رخ کھڑے ہو کر، ثنا، تعوذ، تسمیہ سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد قرآن شریف کی کوئی دوسری سورۃ پڑھنا، جیسا کہ سورۃ اخلاص، کو قیام کہتے ہیں۔

(1) ثنا۔ ”سبحتک اللهم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا  
الله غیرک۔“

یعنی، پاک ہے تیری ذات اے اللہ اور حمد و ثناء تیرے لیے ہے اور برکت والا تیرانام ہے اور بلند و بالا تیری شان ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسکے بعد یہ پڑھے۔

(2) تعوذ۔ ”اعوذ بالله من الشیطون الرجیم۔“

یعنی، میں بناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردوں سے۔

(3) تسمیہ۔ ”بسم الله الرحمن الرحيم“۔

یعنی، اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

(4) سورۃ فاتحہ۔ ”الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم ملک يوم

الدين اياك نعبدو اياك نستعين اهدا الصراط المستقيم صراط الذين

انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين ط۔“

یعنی، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جو بڑا

مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مالک ہے قیامت کے دن کا۔ ہم تیری ہی عبارت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا، ان کا راستہ، جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ نہ کہ ان کا راستہ، جن پر تیرا غصب ہوا۔ اور نہ گمراہوں کا راستہ یا اللہ دعا قبول فرم۔

اگر نمازی اکیلا ہو تو ما بعد سورۃ فاتحہ، قرأت سے پہلے سکوت سے پہلے یہ پڑھے۔  
یعنی، اے اللہ، دوری ڈال دے، میرے اور میری خطاؤں کے درمیان، جس قدر  
دوری ڈالی ہے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان۔ اے اللہ، پاک کر دے تو مجھے گناہوں سے  
جس طرح پاک صاف کیا جاتا ہے، سفید کپڑا میل کچیل سے، اے اللہ دھو دے میرے گناہ، پانی  
برف اور اولوں سے۔

(۵) سورۃ اخلاص۔ ”قَلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ  
الله كفوأً أَحَدًا“.

یعنی، کہہ دو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنانہ اُس کو کسی نے جنا  
اور کوئی اُس کے برابر نہیں۔

## 5۔ رکوع

قیام کے بعد، اللہ اکبر کہہ کر ایسے جھکنا کہ دونوں ہاتھ گھٹنؤں پر ہوں۔

تبیح (۱) سبحان ربی العظیم۔

یعنی، پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

(۲) سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفر لی

یعنی، پاک ہے تو اے اللہ ہمارے رب اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ الہی مجھے  
بخش دے اُس کے بعد کہے۔ ”اللهم لک رکعت ولک خشمت وبک احسنت  
ولک اسمت خشع لک سمعی و بصری و عظمی و معی و غصی“۔

رکوع میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھا رہے اور پھر ”سُمْ الْلَّمْ حَمْدَه“۔ کہتے ہوئے سراٹھائے اور جب پورا کھڑا ہو جائے تو

## 6- قومہ

کی تسبیح (۱) رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ یعنی اے ہمارے رب اور تیرے ہی لیے حمد ہے۔ (۲) حَمْدٌ كَثِيرًا طَيْبًا مُبَارَّ كَافِيهٍ۔ یعنی حمد کثیر، پاکیزہ اور ہر دم بڑھتی رہنے والی۔ (۳) رَبَّنَا لَكَ مَلَأَ السَّمَوَاتِ وَمَلَأَ الْأَرْضَ وَمَلَأَ مَا شَيْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ。 (۴) أَهْلُ الشَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحْقَ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتُ وَلَا مَعْطَى لِمَا مَنَعْتُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا لِجَدِّنِكَ الْجَدَا。 (۵) اگر نوافل میں رکوع سے سراٹھا کر طواں دینا چاہیے تو جتنی بار چاہیے، ”لِرَبِّ الْحَمْدَ“ کہے۔

## 7- سجدہ

قومہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور، ناک اور پیشانی زمین پر رکھنا۔ خواتین اپنے ہاتھ زمین پر بچھادیں ارو سمت کر سجدہ کریں۔

تسبیح۔ (۱) سَبْحَانَ رَبِّ الْأَعْلَى۔ یعنی بے عیب ہے میرا رب بالا و برتر۔ (۲) سَبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي。 یعنی پاک ہے تو اے اللہ رب ہمارے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، الہی مجھے بخش دے۔ (۳) اپنے سجدہ میں پہلی تسبیح تین سے لے کر دس بار تک کہے جس کے بعد یہ کہے۔

(۱) اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدَتْ وَبِكَ آمَنتْ وَلَكَ اسْلَمْتْ سَاجِدُو جَهْنَمَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوْرَهُ وَشَقَ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

(۲) اگر اپنے سجدہ میں سبوح قدوس ربنا و رب الملائکہ والروح، کہے تو اچھا ہے۔ (۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے میں فرمایا۔

سجدلک سوادی و خیالی واللہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً و  
کرھا۔“.

## 8- جلسہ

دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر کیلئے بیٹھنا۔

دعا۔ ”اللهم اغفر لی وارحمنی واجبرنی واهدمنی وعافنی وارزقنی وازمعنی۔“  
یعنی، الہی مجھے بخش دے، مجھ پر حم فرم۔ میرے نقصان پورے کر۔ مجھے بدایت دے۔  
مجھے عافیت عطا فرم۔ مجھے رزق دے اور مجھے رفت عطا فرم۔  
نوافل میں ”رب اغفر وارحم“۔ مکر رکعت ہوتے ہوئے طول دے سکتا ہے، بصورت ایجاد اس  
نشست کو زیادہ طول نہ دے۔

نوٹ۔ رکعت سے مراد، نیت تکبیر تحریک، قیام، رونق قومہ اور دو تحدید اور آن کے درمیان جلسہ  
ہیں جن کے بغیر ایک رکعت نماز مکمل نہیں ہوتی۔

## 9- قعدہ

دور رکعت کے بعد تشهد کیلئے بیٹھنا۔

## 10- قعدہ آخری

تمین یا چار رکعت والی نماز میں تشهد کیلئے آخری مرتبہ بیٹھنا۔ خواتین اپنے دونوں پاؤں  
دائیں یا بائیں طرف نکال کر سترین بیٹھیں۔

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته.

یعنی تمام قولی عبادتیں، تمام فعلی عبادتیں اور تمام مائی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ سلام ہو  
آپ ﷺ پر، اے نبی۔ اور اللہ کی رحمت اور برکت۔ سلام ہو جم پا اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں  
گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ، اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

(۲) درود ابراهیمی۔ ”اللهم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید اللهم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔

یعنی، اے اللہ رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آن کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اروان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگ والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آن کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آن کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگ والا ہے۔

(۳) دعا۔ رب اجعلنى مقىم الصلوة و من ذريتى ربنا وقبل دعاء ربنا اغفرلى ولوالدى وللمؤمنين يوم يقامون الحساب۔“

یعنی، اے رب مجھ کو بنا نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی، اے رب ہمارے ہماری دعا قبول فرم۔ اے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو۔ اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب قائم ہو۔

(۴) قعدہ آخری کی اضافی دعائیں۔ (۱) اللهم انى اعوذبك من المأثم والمغفرم۔“ یعنی اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں تیری، گناہ کے کاموں سے اور قرضداری سے۔

(۲) اللهم انى اعوذبك من عذاب القبر و اعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من فتنة المسيح الداجل و اعوذبك من فتنة المحيا والممات۔“

یعنی، اے اللہ، میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری، عذاب قبر سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، عذاب جہنم سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، مسیح دجال کے فتنے سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری، زندگی اور موت کے فتنے سے۔

تَشَهِّدُ لِعْنِ الْحَيَاةِ اَوْ رُدِّ دُعَائِنَ سَعْيٍ بَعْدَ فَارَغَ هُوَ كَرَ، پہلے دعائیں منہ پھیر کر، السلام علیکم ورحمة اللہ پھر باعیں منہ پھیر کر یہی، السلام علیکم ورحمة اللہ کہے۔

## 12- نماز کے بعد کی تسبیح

(۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) اللہ اکبر ۳۳+۳۳+۳۳ بار (۴) استغفار اللہ ۳ بار (۵) آیت الکرسی ایک بار۔

## 13- نماز کے بعد کی دعائیں

اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حَسْنِ عِبَادَتِكَ ۔

یعنی، اے اللہ میری مدوفر ما، کہ میں تیرا ذکر کرتا رہوں۔ تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور بہترین طریقے سے تیری عبادات کروں۔

(۱) اللَّهُمَّ انتَ السَّلَامُ وَ مَنْكَ السَّلَامُ وَ الْبَكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حِينَ ارْبَناَ بَالسَّلَامَ وَ ادْخُلْنَا دَارَ السَّلَامَ ، تَبَارَكْتَ رَبَنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَالْجَلَالَ وَ الْاَكْرَامَ ۔

یعنی، اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے۔ اے اللہ ہم کو عاقیت کے ساتھ زندہ رکھا اور ہم کو سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل کر۔ تو بہت برکت والا ہے۔ اے عظمت اور بزرگی والے۔

(۲) ”اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اعْطَيْتَ وَ لَا مَعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا يَنْفَعُ ذَالِّجَدُ مِنْكَ الْجَدُ“ ۔

یعنی، اے اللہ، گوئی رو سکنے والا نہیں اس کا جو تم دے اور کوئی دینے والا نہیں اس کا جو تو روک لے اور نہیں فائدہ پہنچا سکتی بڑا ہی وائے کو تیرے مقابلے میں اس کی بڑائی۔

## دعائے قوت

اللَّا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَنِّيْنِكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَوْءُ مِنْ بَكَ وَ نَتُوكَلْ عَلَيْكَ

و نشنى عليك الخير، و نشكرك ولا نكفرك و نخلع نترك من يفجرك  
اللهم اياك نعبدوك نصلى و نسجد و اليك نسعى و نحلف و نرجو  
رحمتك و نخشى عذابك ان عذابك بالكافار ملحق ”.

یعنی ، الہی ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشنش مانگتے ہیں ۔ اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور ناشکری نہیں کرتے ۔ اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے ۔  
الہی تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں ۔ اور سجدہ کرتے ہیں ۔ اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں ۔ بے شک تیراعذاب کا فروں کو پہنچنے والا ہے ۔

اے اللہ ہدایت دے مجھے تو ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت دی اور عافیت دے مجھے ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے عافیت دی اور دوست بنائے تو مجھ کو اپنا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے دوست بنایا ۔ اور برکت عطا فرمایا ۔ اس لیے کہ فیصلہ تو ہی کرتا ہے اور نہیں کیا جاسکتا تیرے خلاف ۔ بلاشبہ نہیں ذلیل ہوتا وہ جس کو تو دوست رکھے ۔ اور نہیں عزت پاسکتا وہ جس سے تو دشمنی رکھے ۔ بڑا برکت والا ہے تو اے ہمارے رب اور بلند مرتبہ ہے تو ۔  
مغفرت طلب کرتے ہیں ہم تجھ سے اور توبہ کرتے ہیں تیرے حضور ۔ اور رحمت نازل کرے اللہ اُس نبی ﷺ پر ۔

## ادائیگی نماز

ا۔ نماز پنجگانہ ۔ روزانہ کی کل فرض نمازیں پانچ ہیں ۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔  
(ا) نماز فجر ۔ وقت نماز، پڑھ پختنے سے لے کر سورج کے نکلنے سے پہلے تک ۔ کل رکعت نماز 4 عدد، یعنی 2 سنت موکدہ، دو فرض ۔

(ii) نماز ظہر۔ وقت نماز، دو پھر ڈھلنے سے لے کر سایہ، دو مثل، یعنی دو گنا ہونے تک۔ کل رکعت نماز 12 عدد، یعنی، 4 سنت موکدہ، 4 فرنٹ 2 سنت موکدہ، 2 نفل۔

(ا۔ الف) نماز جمعہ۔ وقت نماز، بوقت نماز ظہر بروز جمعہ کل رکعت نماز 14 عدد، یعنی 4 سنت موکدہ، 2 فرنٹ پھر 4 سنت موکدہ پھر 2 سنت موکدہ اور 2 نفل۔

(iii) نماز عصر۔ وقت نماز، دو مثل سایہ سے لے کر سورج کے غروب ہونے سے پہلے تک، کل رکعت نماز 8 عدد، یعنی، 4 سنت غیر موکدہ، 4 فرنٹ۔

(v) نماز مغرب۔ وقت نماز، سورج کے غروب ہونے کے بعد تسلیم کی شفق کی سرخی ختم ہونے تک کل رکعت نماز 7 عدد، یعنی 3 فرنٹ، 2 سنت موکدہ، اور 2 نفل۔

(v) نماز عشا، وقت نماز، سفید شفق کے ختم ہونے سے لے کر نصف رات تک۔ کل رکعت نماز 17 عدد، یعنی، 4 سنت غیر موکدہ 4 فرنٹ، 2 سنت موکدہ، 2 نفل 3 وتر 2 نفل۔

## 2۔ طرزِ ادا میکنی نماز

(i) نماز ظہر اور نماز عصر کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اور قرآنی ختم آواز سے پڑھی جاتی ہیں۔ نماز فجر، نماز مغرب، اور نماز عشا، کے فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے اور باقی رکعت خاموش سے سورۃ فاتحہ بڑھ کر پوری کی جاتی ہیں۔

(ii) اگر دو فرنٹ ہیں تو ان کے بعد درود شرائیں اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیا جائے اور اگر فرض کی نماز کی تین یا چار رکعتیں ہوں تو تشهد کے بعد باقی رکعتیں ادا کی جائیں۔

(iii) نماز عشا میں فرض، سنت اور دو نفل کے بعد وتر کی تین رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ جو واجب ہیں۔ پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، اور کوئی قرآنی سورت یا تین چھوٹی آیات پڑھی جاتی ہیں جبکہ تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ، کوئی قرآنی سورۃ یا آیات کے بعد، مانے قنوت پڑھ کر رکوع کیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں وتر کی نماز پا جماعت ہوتی ہے جبکہ باقی میا رہ ماں

میں وتروں کی نماز انفرادی طریقے ہی سے ادا کی جاتی ہے۔

(۱۷) نمازِ تراویح۔ یہ نماز مردوں کیلئے سنت ہے، جو کہ ماہ رمضان میں نمازِ عشاء کے فرض اور سنتوں کی ادائیگی کے بعد 20 رکعت تک باجماعت دو دور رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے جس کے بعد وتر باجماعت پڑھے جاتے ہیں۔ اور نمازِ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر تسبیح تراویح پڑھنا مستحب ہے۔ نمازِ تراویح میں ایک مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ نمازِ تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے۔ اگر ممکن نہ ہو تو کچھ سورتیں یا آیات پڑھ لی جاتی ہیں۔

### طریقہ نماز

(۱) دونوں نمازوں میں اتنا فرق کرے کہ ان دونوں کے درمیان اقامت کہی جاسکتی ہو۔ اور اگر وضویوں کیا ہو تو دوبارہ وضو کرے۔

(۲) اول نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت نیت نماز جمع بین الصالیٰ تین کی کرے۔ اور پہلے ان نمازوں کے فرائض ادا کرے اور سنتوں کو فرضوں سے فارغ ہونے تک موخر کر دے۔ اور دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیان کسی اور نماز سے فصل پیدا نہ کرے۔ اور اگر کسی نے دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیان سنتیں پڑھ لیں۔ تو جمع کا حکم باطل ہو جائے گا۔ اور جب اول نماز کے وقت میں دوسری نماز پڑھ رہا ہو تو اس وقت میں بھی دونوں نمازوں کے فرضوں کے درمیانی سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

(۳) جمع کی نیت پہلی نماز کے اول وقت میں کرے خواہ اُس وقت کرے کہ جب نیت کرنے کے بعد وقت باقی ہو۔ تنگ وقت میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر پہلی نماز کا وقت جمع کی نیت کے بغیر نکل گیا تو پھر جمع کی نیت درست نہیں۔

(۴) نمازِ قصر۔ چار رکعتیں والی نماز کو قصر کر کے یہ فر دور رکعتوں میں پڑھنا ان صورتوں میں جائز ہے کہ اپنی بستی کی بادی یا اپنی قوم کے خیموں سے اتنا دور نکل جائے کہ سفر کی طوالت 4 منزل

57 میل ہو۔ اور اگر کسی شہر یا قریہ میں داخل ہو اور وہاں 15 دن سے زیادہ تک کے قیام کا ارادہ ہو تو وہ بجائے مسافر کے مقیم سمجھا جائے گا۔ اور پوری نماز ادا کرنی ہوگی۔

(5) نمازِ عیدین۔ (۱) نمازی کو چاہیے کہ جب صفیں درست ہو جائیں اور امام تکبیر تحریمہ کہے، تو وہ بھی امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہے اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے اور پھر باندھ لے۔ پھر ثناء پڑھے جس کے بعد مزید تین مرتبہ تکبیر کہے اور تکبیر تحریمہ کی مانند، دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے۔ ہر تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے۔ مگر تیسرا تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ (۲) امام تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ، اور قرأت پڑھے اور مقتدى خاموشی سے سنبھالے۔ اور امام کی پیروی میں رکوع و تجوید کرے۔ اور ان کی تسبیحات پڑھے اور آہستہ آواز میں تکبیر کرے۔

(۳) دوسری رکعت میں مقتدى قرأت خاموشی سے سنبھالے اور امام کے ساتھ آہستہ آواز میں تین تکبیریں کہے۔ مقتدى ہاتھ نہ باندھتا رہے بلکہ کھلے چھوڑ دیا کرے۔ اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔ (۴) نمازِ عیدین کے بعد خطبہ پڑھنا اور سننا واجب ہے اور نمازِ عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھنا واجب ہے۔

(6) نماز جنازہ۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ با قاعدہ وضو کر کے قبلہ رو ہو کر چار تکبیروں کے ساتھ باجماعت ادا کرے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے بعد، ثناء پڑھے۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد، درود ابراہیمی پڑھے۔

(۳) تیسرا تکبیر کے بعد، مسنون دعا میں پڑھے۔

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد، سلام پھیر دے۔

نماز جنازہ کی دعا میں۔ (۱) اللہم اغفر لحینا و میتنا و شاهدنا فا و غایبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و انشبنا۔ یعنی الہی بخش دے ہمارے ہرزندہ کو اور ہمارے ہر

متوفی کو، اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غیر حاضر کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو، اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔

(۲) اللہم من احیته منا فاحیه علی الاسلام و من توفیته منا نتو فه علی الایمان  
اللہ تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھتے تو اُس کو اسلام پر زندہ رکھا اور ہم میں سے جس کو موت دتے تو  
اُس کو ایمان پر موت دے۔

(۳) اللہم اغفر له وارحمه واعف عنه واعف عليه و اکرم نزله و وسع مدخله  
واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما ينقى التوب الابيض من  
الذئب وابده ، داراً خيراً من داره واهلاً خيراً من اهله وزوجاً خيراً من زوجه  
واداً خله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار ۔

اے اللہ مغفرت فرما اُس کی اور رحم فرم اُس پر اور عافیت دے اُس کو اور اُس سے معاف  
کر دے، عزت کے ساتھ مہربان فرم اُس پر۔ اور کثرا دہ کردے اُس کی قبر کو۔ اور دھوڈاں اُس کی  
خطاوں تو پانی اور برف سے اور اولوں سے۔ اور پاک کر دے اُس کو گناہوں سے جس طرح پاک  
کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے۔ اور عطا فرم اُس کو گھر بہتر اُس کے گھر سے اور عطا فرم، اُس  
کو ابیل خانہ بہتر اُس کے ابیل خانہ سے اور بیوی بہتر اُس کی بیوی سے۔ اور داخل فرم اُس سے جنت  
میں اور بچا اُس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے۔

(۴) بچے کی میت کی دعا۔ "اللہم اجعله لنا سلفاً و فرطاً و ذخراً و اجرأً۔ یعنی  
اے اللہ بنادے اس بچے کو، ہمارے لیے پیش رو اور استقبال کرنے والا، اور میر منزل اور ذخیرہ  
آخرت اور اجر۔

(۵) لڑکے کی میت کی دعا

اللہم اجعله لنا فرطاً و اجعله لنا اجرأً و ذخراً و اجعله لنا شافعاً و مشفعاً۔

اللہ اس لڑکے کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان نے والا بنادے۔ اور اس کو ہمارے لیے اجر کا موجب اور وقت پر کام آنے والا بنادے۔ اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے اور جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(۶) لڑکی کی میت کی دعا۔ "اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فِرْطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْرًا وَذِخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمَشْفِعَةً"۔

اللہ اس لڑکی کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنادے۔ اور اس کو ہمارے لیے اجر کی موجب اور وقت پر کام آنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

(۷) قبرستان میں داخل ہونے کی دعا۔ السلام عليکم یا اهل القبور انتم لنا سلف و نحن لكم تبع وانا انشاء الله بكم للاحقون نسئل الله لنا ولکم العافية و يغفر الله لنا ولکم ويرحمنا الله ايانا راياكم۔

تم پر سلام، اے قبروں والو، تم ہم سے پہلے چلے گئے۔ اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے میں۔ اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے لیے خدا سے راحت مانگتے ہیں۔ اور اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے اور ہم پر اور تم پر رحمت کرے۔

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت نماز میں کھڑا ہو تو اس وقت:-

(۱) اللہ اکبر کبیراً، والحمد لله كثیراً، وسبحان الله بكرة واميلاً ، کہہ کر پھر دس مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ کہہ اور پھر اللہ اکبر ذوالملک والملکوت والجبروت والکبیریا و العظمۃ والجلال والقدرة کہہ۔

(۲) اللہم لك الحمد انت نور السموات والاض و لك الحمد،

انت بهاء السموات والارض ، ولک الحمد ، انت قیوم و السموات والارض ،  
ولک الحمد ، انت رب السموات والارض . ومن فيهن ومن محلیهن انت  
الحق ومنك الحق و لقاک حق والجنة حق والنار حق والنبوون حق ومحمد  
صلی اللہ علیہ وسلم عليه السلام حق ” .

## نفلی نمازیں

### (1) روزانہ کی نفلی نمازیں

(۱) نماز تہجد - وقت نماز ، دو تھائی رات گذرانے سے صبح صادق سے پہلے یعنی نمازِ فجر  
سے پہلے تک۔

کل رکعت نماز - ۲ - تا - ۱۲ - یعنی ۲ رکعت سے لے کر ۱۲ رکعت تک طریقہ نماز ، بیان کردہ  
حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی ، بحوالہ عوارف المعارف۔

(۱) پہلے دور کعت نماز تحریۃ الوضو، کی پڑھے، جس میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد یہ آیت۔

”ولو انہم اذ ظلموا انفسہم“ پڑھے۔ پھر دوسرا رکعت میں یہ آیت، ”ومن  
یعمل سوء او یظلم نفسه ثم یستغفر اللہ یجدد اللہ عفوراً رحیماً“۔

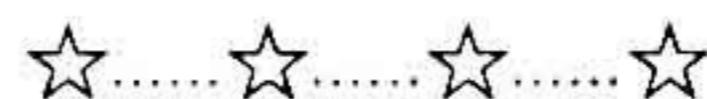
(۲) پھر نماز ، دو بلکلی رکعتوں سے شروع کرے اور چاہے تو ان دونوں میں ”آیۃ الکرسی“ اور آمن  
الرسول ، پڑھے۔ اُس کے بعد دور کعت دراز نماز کی ادا کرے۔ پھر مزید دور کعت دراز نماز کی جو  
پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور پھر اسی طرح درجہ بدرجہ ارتتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ بارہ یا آٹھ  
رکعت نماز پڑھے۔ یا پھر اس پر بڑھائے۔

(2) نماز اشراق - وقت نماز ، طلوع آفتاب کے فوراً بعد یعنی نماز فجر کے بعد ، کل رکعت نماز ،  
کم از کم ، 2 زیادہ سے زیادہ 4۔

(3) نماز چاشت۔ وقت نماز، سورج بقدر نیرہ بلند ہو جانے سے، وقت زوال سے پہلے تک کل رکعت نماز 2۔ تا۔ 12۔ یعنی کم از کم 2 زیادہ سے زیادہ 12۔ نماز چاشت کی قرأت یہ ہے کہ اس میں سورۃ والشمس و صلحاً اور سورۃ والضحیٰ پڑھے۔

(4) نماز اوایمین۔ وقت نماز، نماز مغرب کے فوراً بعد کل رکعت نماز، 6

(5) چوتھا وظیفہ۔ ظہر اور عصر کے درمیان کی نماز۔ اس سے مراد جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں ذکر الہی کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اس روز زندہ رکھے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے۔ اور حسنہ اکرم ﷺ ظہر و عصر اور مغرب اور کے درمیانی زمانے عبادتوں کو رات کی عبادتوں کے مثل بتایا کرتے تھے۔ ذکر و نماز کیلئے ظہر اور عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھنے رہنا مستحب ہے تاکہ اعتکاف ہو جائے اور انتظار بھی۔



## 2۔ دعائیہ نمازیں

(۱) نماز تسبیح۔ وقت نماز، مسوائے اوقاتِ زوال یا اوقاتِ ممنوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے تاہم بہتر وقت قبل یا ما بعد، از نماز جمعہ ہے۔ کل رکعت نماز ۴، ایک سلام سے۔

طریقہ نماز (۱) پہلی رکعت میں، ثناء کے بعد تیرا کلمہ ۱۵ بار پڑھیں، پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کے بعد رکوع پر سبحان رب العظیم، کے بعد وہی تیرا کلمہ ۱۰ بار پڑھیں۔ پھر رکوع کے بعد اور سمع اللہ من حمدہ اور ربنا لک الحمد، کے بعد اور کھڑے ہونے پر، وہی تیرا کلمہ ۱۰ بار پڑھیں۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ استراحت میں وہی تیرا کلمہ ۱۰ بار پڑھیں۔

(۲) دوسری، تیسرا اور چوتھی رکعت میں، سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص کے بعد، رکوع اور سجود میں، پہلی رکعت والی ترتیب اور طریقہ برقرار رکھیں۔ درمیان اور آخر کے التحیات میں تشهد کے بعد اور درود ابراہیمی سے پہلے، ۱۰ بار، وہی تیرا کلمہ پڑھیں، یہ کل ۳۰۰ مرتبہ تسبیح ہوئی۔

(۳) سلام پھیرنے کے بعد، چند بار، استغفار پڑھیں۔ پھر ۱۰ بار، چوتھا کلمہ پڑھ کر دعا مانگ لیں۔

(۲) نماز دافعِ عذاب قبر۔ وقت نماز، مسوائے اوقاتِ زوال یا اوقاتِ ممنوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے کل رکعت نماز ۲ طریقہ نماز۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ فرقان کا آخری رکوع اخیر سورۃ تک۔

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ مومنوں ابتداء سے، ”فتارک اللہ  
احسن الخالقین“ تک۔

فواائد نماز۔ (۱) نمازی کو عذاب قبر اور عظیم اضطراب سے امن دیا جائے گا۔

(۲) نمازی کو اس کا نامہ، اعمال بروز حشر داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۳) نمازی کو بغیر خواہش کے، قرآنی علم، عطا فرمایا جائے گا۔

(۴) نمازی، جنات اور انسانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(3) نماز کفایت یا طہانیت قلب۔ وقت نماز، مساوئے اوقاتِ زوال یا اوقاتِ منوعہ کے، ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 2 طریقہ نماز۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار پڑھیں اور پھر سے فسیکفہم اللہ، وہو السمع العلیم 50 بار پڑھے۔

(4) نماز طلب حاجت۔ وقت نماز، مساوئے اوقاتِ زوال یا اوقاتِ منوعہ کے ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 4 دوسلاموں سے۔ طریقہ نماز (۱) پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد قبل اللہم مالک الملک، دو آیت بغیر حساب تک تیسرا پارہ، رکوع گیارہ۔ یا آیت الکرسی 15 بار پڑھیں۔ (۲) دوسری رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ کوثر 15 بار پڑھیں۔ اور التحیات کے بعد سلام پھیر کر دو رکعت ختم کریں۔

(۳) تیسرا رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون 15 بار پڑھیں۔ (۴) چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 15 پڑھیں۔ اور التحیات اور سلام کے بعد قعدہ آخری میں جس قدر ممکن ہو، درود شریف پڑھیں علاوہ ازیں، پیر کی نماز بھی نماز طلب حاجت ہے۔

(5) نماز دفع خصوصت۔ وقت نماز، مساوئے اوقاتِ زوال یا اوقاتِ منوعہ کے مقرر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 4، ایک سلام سے۔ مقررہ وقت، یہ نمازان 17 اوقات میں پڑھی جاسکتی ہے۔

(۱) ماہ ربیع کی پہلی رات (۲) ماہ شعبان میں نصف شب میں (۳) ماہ رمضان کے آخری جمعہ (۴) دونوں عیدوں کے دن (۵) یوم عرفہ (۶) یوم عاشورہ کو۔ طریقہ نماز۔ (۱) پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 11 مرتبہ پڑھے۔

- (۲) دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار اور سورۃ الکافرون تین 3 بار پڑھے۔
- (۳) تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 10 بار اور سورۃ العکاشر تین 3 بار پڑھے۔
- (۴) چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص 15 بار اور ایک 1 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے پھر اس نماز کا ثواب اپنے دشمنوں کو بخش دے۔

(۵) زوال کے بعد کی نماز۔ وقت نماز، زوال کے فوراً بعد اور عصر سے پہلے، کل رکعت نماز 4 ایک سام سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔ جو شخص زوال کے بعد چار رکعت اچھی طرح قرأت اور رکوع و تجدو سے پڑھتا ہے تو۔ ہزار فرشتے اُس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور شام تک اُس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

(۶) گھر سے باہر جانے اور واپس آنے کی نماز۔ وقت نماز، ماسوئے اوقاف زوال یا اوقات ممنوعہ کے ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ کل رکعت نماز 2 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم گھر سے نکلو تو دور رکعت نماز پڑھ لیا کرو یہ رکعتیں تم کو بیرونی اور خارجی آفات سے محفوظ رکھیں گی۔ اور جب گھر میں داخل ہو تو بھی دو رکعتیں پڑھ کرو۔ یہ رکعتیں تم کو داخلی اور اندر ورنی خوبی اور پریشانی سے مامون رکھیں گی۔

(۷) نماز کسوف۔ یعنی سورج یا چاند، گرہن کی نماز۔ وقت نماز، گرہن شروع ہونے سے مکمل روشنی کی واپسی تک۔ کل رکعت نماز 2، چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ۔ مسنون یہ ہے کہ نماز جامع مسجد میں باجماعت ادا کی جائے تا ہم یہ نماز گھر میں پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر دوران نماز گرہن کھل جائے تو نماز کو منقطع نہیں کرنا چاہیے بلکہ نماز میں تخفیف کر دینا مستحب ہے۔

طریقہ نماز (۱) پہلی رکعت میں، تکبیر تحریمہ کے بعد ثانی، تعوذ اسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ پڑھے، پھر رکوع کرے۔ اور رکوع میں سو (100) آیات کے برابر، سیحان ربی العظیم پڑھے۔ پھر سمع اللہ من حمد، ربنا لک الحمد، کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور پھر سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ آل

عمران پڑھے۔ اور دوبارہ رکوع کرے جو پہلے سے طوالت میں کم ہو۔

پھر سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد، کہتا ہوا سراٹھائے اور سجدے میں چلا جائے اور سجدے میں سو آیات کے برابر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

(۲) پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نساء پڑھے اور پہلی رکعت کی مانند طویل رکوع کرے۔ پھر سراٹھا کر سورۃ فاتحہ کے سورۃ مائدہ پڑھے اور دوبارہ رکوع کرے، جو پہلے سے طوالت میں کم ہو۔ پھر رکوع سے سراٹھائے اور سجدے میں چلا جائے اور سجدے میں سو (100) آیات کے برابر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔ اور پھر تشهد، کے بعد سلام پھیر دے اور نماز کا اختتام کرے۔

(۳) قرأت کی مقدار (۱) اول رکعت میں، دوسرے قیام کے اندر قرأت، اول قرأت سے دو تہائی ہوگی۔

(۴) دوسری رکعت میں، تیرے قیام کے اندر، قرأت کی مقدار اول قیام کی قرأت سے نصف ہو گی چوتھے قیام کے اندر، قرأت کی مقدار، تیرے قیام کی قرأت سے دو تہائی ہوگی۔

(۵) اسی طرح رکوع وجود کی مقدار، ہر قیام کی قرأت کی مقدار سے دو تہائی کے برابر ہوگی۔  
(۶) اگر متذکرہ سورتیں یاد نہ ہوں تو، ان آیات کے بعد قرآن پاک کی دوسری سورتیں یا سورۃ اخلاص، پڑھے۔

(۷) نماز استققاء۔ یعنی بارش کیلئے نماز، وقت نماز، بوقت نماز چاشت، کل رکعت نماز 2 یہ نماز بغیر اذان کے پڑھائی جائے گی۔ اور یہ نماز امام کے ساتھ باجماعت، میدان یا عیدگاہ میں پڑھائی جائے گی۔ اس نماز کا امام خلیفہ یا اُس کا نائب ہو گا۔

اس نماز کے احکام و احوال اور صفات عید کی نماز کی طرح ہیں، تاہم یہ طلب حاجت کی نماز ہے۔ اور عاجزی اور مسکینی کی ہے۔ جس میں خوشبو لوگانا مستحب نہیں ہے۔

**طریقہ نماز۔ (۱)** پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ 6 زائد تکبیریں کہی جائیں گی اردو دوسری رکعت میں 5 زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔ اور یہ تکبیرات دونوں رکعت میں قیام کی تکبیر کے علاوہ ہیں۔ اور ہر دو تکبیروں کے درمیان امام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

(۲) نماز کے بعد، امام خطبہ پڑھے، تاہم نماز سے قبل بھی خطبہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ تاہم امام اپنی آسانی کیلئے نماز کے بعد صرف دعا پڑھی اکتفا کر سکتا ہے۔ اگر امام خطبہ پڑھے تو خطبہ کا آغاز، عید کے خطبہ کی طرح تکبیر سے کرے اور درود شریف، کثرت سے پڑھے۔ اور ان آیات کو بھی پڑھے۔

”فَقُلْتَ اسْتغْفِرُوكُمْ أَنْهُ كَانَ غَفَارًا يَرْسَلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مَدْرَارًا،“  
یعنی حضرت نوح نے، ان سے کہا کہ اپنے رب سے تم استغفار کرو وہی بخشنے والا ہے وہ آسمان سے موسلا دھار بارش اُتارتا ہے۔

(۳) امام خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر، اپنی چادر اس طرح الٹ دے کر، دامیں کندھے والا حصہ باعیں کندھے پر اور باعیں کندھے والا حصہ دامیں کندھے پر اور بالائی کنارہ نیچے اور نیچے والا کنارہ اوپر کو ڈالے۔ اور دوسرے لوگ اُس کی اقتدار کریں اور گھر پہنچنے تک اسی طرح رہیں اور گھر پہنچ کر، کپڑوں کے ساتھ چادریں بھی بدل لیں۔

(۱۰) نماز خوف۔ یعنی جنگ کے وقت کی نماز۔ کل رکعت نماز 2 باجماعت، وقت نماز، بوقت نماز ظہر عصر اور عشاء۔

**شرائط نماز۔ (۱)** مدقاب دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو۔

(۲) دشمن قبلہ کے سوا کسی دوسری سمت میں ہو۔

(۳) لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انہیں متفرک کیا جاسکے۔ یعنی کم سے کم 6 عدد۔ اور دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف موجود ہو۔

**طریقہ نماز (۱)** امام کے ساتھ ایک صاف کھڑی ہو اور دوسری صاف دشمن کے سامنے ہو۔ (۲) امام

اول صف کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے اور پھر سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ مقتدی دوسری رکعت پوری کر لیں۔ (۳) پھر اول صف کی جگہ دوسری صف آجائے اور دوسری صف کی جگہ اول صف چلی جائے (۴) امام دوسری صف کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے اور پھر امام مقدوم میں اتنی دیر کرے کہ یہ صف اپنی رکعت پوری کرے۔ (۵) اور پھر امام اس صف کو لے کر سلام پھیر دے۔

ان نمازوں کی بابت ”غنية الطالبين“ سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

### 3۔ ہفتہ وار نمازیں

#### (۱) جمعہ کے دن اور رات کی نمازیں

(۱) دن کی نماز۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا پورا دن عبادت کا ہے۔ جو شخص ایک دونیہ آفتاب بلند ہونے پر اچھی طرح وضو کر کے، اللہ تعالیٰ کیلئے چاشت کی تسبیح کی دور کتعیں، ثواب کی نیت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کیلئے دوسو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دوسو برا نیاں معاف کر دیتا ہے۔

اور جو بندہ چار رکعت پڑھے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے چار سو درجات بلند فرمادیتا ہے۔ اور جو آٹھ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ جنت میں اُس کے آٹھ سو درجات بلند فرمادیتا ہے۔ اور اُس کے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

اور جو شخص بارہ رکعت پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے بارہ سو نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور اُس کے بار سو درجات بلند فرمادیتا ہے۔

**حضرت ﷺ نے فرمایا کہ:-**

جس نے جمعہ کے دن صبح کی نماز باجماعت ادا کی اور پھر طلوع آفتاب تک مسجد میں

بیٹھا ذکر کرتا رہا تو اس کو جنت الفردوس میں ستر درجات نصیب ہوں گے اور ہر دو درجات کا درمیانی فاصل تیز رو گھوڑے کی ستر سالہ قطع مسافت کے برابر ہو گا۔

جس نے جمعہ کی نماز باجماعت ادا کی تو اس کو جنت الفردوس میں پانچ سو منزلیں عطا ہوں گی اور ہر دو منزلوں کا درمیانی فاصل تیز رو گھوڑے کی پچاس سالہ مسافتے برابر ہو گا۔ جس نے عصر کی نماز باجماعت پڑھی تو گویا اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے آنٹھ غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔ اور جس نے مغرب کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے ایک مقبول حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کیا۔

جو شخص جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دور رکعت نماز پڑھ لے اور اول رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی ایک بار اور سورۃ فلق پچیس بار پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، سورۃ اخلاص ایک بار اور سورۃ فلق بیس بار پڑھے اور اس کے بعد سلام پھیر کر پانچ مرتبہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پڑھے تو ایسے شخص کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی، جب تک وہ جنت میں اپنا مقام نہیں دیکھ لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا خواب میں دیدار نہیں کرے گا۔

جمعہ کا دن ہوتا دن چڑھنے کے بعد تم، دور رکعتیں اس طرح ادا کر لیا کرو کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ فلق اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ والناس پڑھو۔ اور پھر اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دو۔ اسے بعد بیٹھے بیٹھے سات بار آیت الکرسی پڑھو۔ اس سے فارغ ہو کر پھر آٹھ رکعتیں، چار چار کر کے اس طرح ادا کرو کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ نصر، ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھو۔ پھر اپنی نماز پوری کرلو۔ اور اس کے بعد ستر مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، پڑھو۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ:-

جو کوئی مومن یا مومنہ اس نماز کو اس طریقہ سے، جو میں نے بتایا ہے پڑھ لے گا، تو میں، جنت میں اس کا ضامن ہو جاؤں گا اور وہ اپنے م تمام سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین و بنیں دے گا۔ بشرطیکہ وہ سلمان ہوں۔ اور مرشد کے نیچے منادی مدادے کا، کہ

اے خدا کے بندے اب تو از سرِ نعمٰل شروع کر دے، تیرے پچھے تمام گناہ معاف کر دیئے گے۔

## ۲۔ رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے شب جمعہ میں، مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی۔ تو گویا اُس نے بارہ سال تک دن کے روزے رکھے اور رات کی عبادت کی۔

جو کوئی عشاء کی نماز، جمعہ کی شب میں با جماعت ادا کرے۔ اور اُس کے بعد وہ شخص دو رکعت سنت ادا کرے اور اُس کے بعد دس رکعت نفل ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور معوذ تین اور سورۃ اخلاص، ایک بار پڑھے۔ اور پھر تین رکعت وتر، ادا کر کے، اپنی دلخی کروٹ سو جائے، اور اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھے۔ تو اس کا وجہ یہ ہے کہ ویسا اُس نے تمام شب قدر، عبادت میں بسر کی۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ۔ جمعہ میں ایک شان رات، اور تابناک دن میں مجھ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا لردا۔

## 2۔ دن کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

(۱) جو کوئی ہفتہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون تین بار پڑھے اور سلام پھیس کر آیت الکبری پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اے:-

ہر حرف کے عوض، ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دے گا اور اُس کے نامہ اعمال میں ایک سال کے روزوں اور رات کے قیام کا ثواب درج کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کو ہر حرف کے بدے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور وہ شخص عرش کے سامیہ میں شہیدوں اور نبیوں کے ہمراہ ان کی صفوں میں موجود ہو گا۔

## (2) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جو بندہ ہفتہ کی شب میں مغرب پہلا اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت نماز نوافل ادا کرت تو،

اللہ تعالیٰ:- اُس کیلئے جنت میں قصر بنادے گا اور عطا فرمائے گا۔ اور گویا اُس نے ہر مومن اور مومنہ کے حق میں صدقہ ادا کیا اور یہودیت سے بیزاری کا اظہار کیا اور پھر خداوند تعالیٰ کے کرم کے ذمہ ہے کہ اسے بخش دے۔

### (3) اتوار، کے دن اور رات کی نمازیں۔

جس نے اتوار کے دن چار رکعت نماز پڑھی، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، ایک بار امن الرسول پڑھا، تو اللہ تعالیٰ، ہر نصرانی مرد اور عورت کی نیکیوں کے برابر نیکیاں دیتا ہے۔ اور نبی کا ثواب مرحوم فرمائے گا۔ اور ہر رکعت کے بد لے اُسے کو ہزار نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ہر حرف کے عوض اُس کو مشکل ازفروں سے تعمیر کیا ہوا ایک شہر، اُس کو عطا فرمائے گا۔

اگر کوئی شخص اتوار کے دن، ظہر کے فرض اور سننوں کے بعد چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ:- پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ”الم سجدہ“ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ”تبارک الملک“ پڑھے اور تشهد پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور پھر کھڑا ہو کر دور کعیں اور پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ، کے بعد سورۃ جمعہ، کی قراءت کرے۔ اور پھر دعا مانگے تو۔ اللہ تعالیٰ پر اُس کا حق ہے کہ۔

اس کی حاجت پوری فرمائے، اور عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔

### (۲) رات کی نماز - حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جو بندہ اتوار کی شب میں بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار اور معوذ تین ایک بار ایک۔ اور اللہ تعالیٰ سے، سو بار استغفار اپنے نفس کیلئے اور والدین کیلئے، سو بار استغفار کرے اور مجھ، یعنی حضور ﷺ پر سو بار درود بھیجے۔ اور اپنے عجز کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے جھک جائے اور مزید یہ کلمہ پڑھے

تو ایسے شخص کا حشر روز قیامت، امن پانے والوں کے ساتھ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے کرم کے ذمہ ہوگا کہ وہ اُس کو جنت میں انبیاء کے ساتھ داخل فرمادے۔  
کلمہ یہ ہے۔

اَشَهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشَهَدُ اَنَّ اَدَمَ صَفْوَةَ اللَّهِ وَ فَطَرَ تَهُ ، وَ اَبْرَاهِيمَ  
خَلِيلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَ مُوسَىٰ كَلِيمَ اللَّهِ تَعَالَى عِيسَىٰ رُوحَ اللَّهِ سَبَحَانَهُ وَ مُحَمَّدَ  
حَبِيبَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَ .

(۴) سوموار کے دن اور رات کی نمازیں یا نماز طلب حاجت  
(۱) دن کی نماز۔ حضور نے فرمایا کہ

جس نے پیر کے دن آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار ”آیت الکرسی“ اور ایک بار ”سورۃ اخلاص“ اور ایک ایک بار معوذ تین، پڑھ کر سلام پھیرا۔ پھر دس مرتبہ ”استغفار اللہ“ اور پھر دس بار درود شریف، پڑھاتو۔  
اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

جو شخص پیر کے دن بارہ رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ ”آیت الکرسی“ پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد، بارہ مرتبہ ”سورۃ اخلاص“ اور بارہ مرتبہ ”استغفار“ پڑھے تو۔ روز قیامت منادی پکارے گا کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں کہاں ہے، وہ اٹھے اور اپنا ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے۔

اُس کو ثواب میں جو چیز عطا ہوگی وہ، ایک ہزار جوڑے اور تاج ہوگا۔ اور اُس کے استقبال کیلئے ایک ہزار فرشتے موجود ہوں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ، جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو شخص پیر کی شب میں چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ

فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص دس بارہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص میں بار تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص تیس بار، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ اخلاص چالیس بار پڑھے اور پھر تشهد پڑھ کر سلام پھیر دے۔

سلام کے بعد 75 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے والدین کے لیے 75 بار استغفار کرو اور پھر مجھ، (یعنی حضور ﷺ) پر 75 بار، درود شریف، پڑھے پھر اپنی حاجت طلب کرے، تو اس کا خدا پر حق ہو جاتا ہے کہ اس کا سوال پورا کرے، اسی لیے اس کو نماز حاجت بھی کہا جاتا ہے۔ جو شخص پیر کی شب کو دور رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پندرہ مرتبہ پڑھے، اور پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور اس کے بعد پندرہ مرتبہ ”آیت الکرسی“ اور پندرہ مرتبہ ”استغفار“ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا نام جنتی لوگوں میں مقرر فرمادیتا ہے۔

خواہ وہ اہل دوزخ سے ہی کیوں نہ ہو، اس کے تمام ظاہری گناہ بخش دے گا، اس کو ہر آیت کے بد لے حج وغیرہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اگر دوسرے سو مواد کے درمیان وہ فوت ہو گیا تو، اس کو شہید کا درجہ ملے گا۔

(5) منگل، کے دن اور رات کی نمازیں

(۱) دن کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو شخص منگل کے دن دس رکعت نماز، نصف النہار یعنی دو پہرست قبل یعنی دن چڑھے پڑھے گا۔ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے گا تو۔ اس کے نامہ اعمال میں 70 دن تک کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اس دوران اگر وہ فوت ہو جائے گا تو اس کو شہادت کی موت نسب ہو گی۔ اور اس کے 70 سال کے گناہ بخش

رسیہ چنان بھی نہ ہے۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

جو کوئی منگل کی شب دس رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ نصر پانچ بار، پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں ایک ایسا گھر عطا فرمائے گا جو طول و عرض میں، دنیا سے سات گناہ بڑا ہوگا۔

(۶) بده، کی دن اور رات کی نماز میں

(۱) دن کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بده کے دن، چاشت کے وقت، بارہ رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آیت الکرسی، ایک ایک بار۔ اور سورۃ اخلاص اور معوذۃ تین، تین بار، پڑھے تو۔ ایسے شخص کو ایک فرشتہ جو عرش کے قریب رہتا ہے پکار کر کہے گا کہ۔ اے اللہ کے بندے! تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے اب از سرِ نو عمل شروع کر۔ اللہ تعالیٰ اُس سے عذاب قبر، فشار قبر اور ظلمت قبر کو، دور فرمادیتا ہے۔ اور اُس سے قیامت کی تمام مصیبیں اٹھائے گا۔ اور اُس بندہ کے دن کا عمل نبی کے عمل صدقے کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

(۲) رات کی نماز۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

بده کی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فلق دس بار، دوسری رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والناس دس بار، پڑھے تو۔ ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اتر کرتے ہیں اور اُس نمازی کیلئے قیامت تک ثواب کہتے رہتے ہیں۔

(۷) جمعرات کے دن اور رات کی نماز میں

(۱) دن کی نماز۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

جو بندہ جمعرات کے دن، ظہر اور عصر کے درمیان، دو رکعت نماز، اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 100 مرتبہ آیت الکرسی پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ

کے بعد 100 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ اور نماز کے بعد، 100 مرتبہ مجھ (یعنی مجھ ﷺ) پر درود و سلام بھیجتے تو۔

اللہ تعالیٰ: اسے رجب، شعبان اور رمضان کے روزوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ اس کو ایک حج کا ثواب بھی ملے گا۔ اسکے نامہ اعمال میں ان تمام لوگوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایماں لائے ہیں اور اس پر توکل کیا ہے۔

(۲) رات کی نماز، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ جمعرات کی رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان، دور کعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ۔

ہر رکعت میں سو، ۃ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ آیت الکرسی، پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص اور معوذین پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر پندرہ بار ”استغفراللہ“ پڑھ کر اس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچانے تو گویا اس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا، اگرچہ وہ اپنے والدین کا نافرمان اور عاقِ نرده، بیٹا، ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو صد یقین اور شہادا کا درجہ عطا فرمائے گا۔

نوافل کی ادائیگی۔ فرائض اور سنن کی ادائیگی کے بعد نفل نمازوں، روزوں اور صدقات ادا کرنے کی طرف توجہ کی جائے۔ اور فرائض اور سنن کو ادا کیے بغیر ان عبادات نافلہ میں مشغول نہ ہو۔ اگر ان فرائض کی تکمیل نہیں کر سکا ہے تو مذکورہ دن اور رات کے نوافل میں مختلف النوع فرائض ہی کی قضاۓ کی نیت کرے تاکہ اس کے فرائض ساکت ہو جائیں کیونکہ قضا فرائض کی کمی کو پورا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لیے زیادہ سے زیادہ اجر جمع کر دے گا، جب وہ تمام فرائض کی ادائیگی سے سکدوش ہو جائے گا۔ تو پھر، مذکورہ اوقات میں نوافل کی نیت کی جائے۔

نوث:۔ ان تمام نمازوں کی بابت غیثۃ الطالبین، ہی سے رہنمائی حاصل کی گئی ہے)

## 4۔ شب و روز - فقہا کی نظر میں

### 1۔ دن کا استقبال

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں، بحوالہ، دلیل العارفین، مرتبہ  
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) آپ نے فرمایا کہ (۱) جب انھو تو دائیں پہلو اٹھو۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر باشرا اٹھو و خسوکرو۔ پھر دو گانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھو۔ پھر سورۃ بقرہ کی چند ایک آیات پڑھ کر سورۃ انعام کی ستر آیات پڑھو۔ پھر سو مرتبہ کلمہ طیبہ کا ذکر کرو۔

(۲) پھر صحیح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرو کہ۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ المشرح اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ المترکیف پڑھو۔ پھر سو مرتبہ

”سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ“۔ ”استغفر اللہ

من کل ذنب و اتو ب الیه“، پڑھو۔

(۳) جب صحیح کی نماز ادا کر چکو تو قبلہ رخ بیٹھ کر:-

(۲) دس مرتبہ کلمہ توحید پڑھو۔ پھر تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر تین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمُلْوَانُونَ وَتَعَاقِبُ الْعَصْرَانَ وَتَكْرَارَ  
الْحَرِيرَانَ وَاسْتَصْحَابَ الْفَرْقَرَانَ وَالْقَمَرَانَ ، بَلْغُ عَلَىٰ رُوحَ مُحَمَّدٍ مِنِ التَّحْيَةِ  
وَالسَّلَامِ .

پھر تین مرتبہ، یا عزیز یا غفور پڑھو اور پھر تین مرتبہ سو مکہ پڑھو۔

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔ ”استغفر اللہ من کل ذنب و اتو ب الیه“۔

پھر یہ پڑھو۔ ”سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ

استغفراللہ الذی لا اله الا هو الحی القيوم غفار الذنوب ستار العیوب علام الغیوب کشاف الكروب مقلب القلوب اتوب ”پھرتین مرتبہ یہ پڑھو۔

یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بدیع السموات والارض یا ذالجلال والاکرام برحمتك یا ارحم الراحمین۔

پھرتین مرتبہ یہ پڑھو ”لا حولا ولا قوة الا بالله العلی العظیم، یا قدیم یا دائم یا حی یا قیوم یا احدیاً محمدیاً حلیم یا عظیم یا علی یانور یا فرد یاوتر یا باقی یا حی یا قیوم یا حی رفض حاجتی بحق محمد ﷺ واله اجمعین“۔

پھر اللہ تعالیٰ ننانوے نام او رحیم ﷺ رسول اللہ کے ننانوے نام پڑھ کر پھرتین مرتبہ یہ درود شریف پڑھو۔

اللّهم صل علیٰ محمد حتی لا یقی من الصلوۃ شبئی وارحم علیٰ محمد حتی لا یقی من الرحمة شیء و بارک علیٰ محمد حتی لا یقی من البرکات شیء۔

(ب) پھر ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھ کر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”اللّهم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تنزل من تشاء بیدک الخیر ، انک علیٰ کل شیء قادر“۔  
پھرتین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر سات مرتبہ یہ پڑھو۔

”فَإِن تَوْلُوا لَوْلَا فَقْل حسبي اللہ لا اله الا هو اليه توكلت و هو رب العرش العظیم ، پھرتین مرتبہ یہ پڑھو۔

”رَبَّنَا لَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لِنَابَه ط و اعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الکفرین. برحمتك یا ارحم الراحمین“۔

پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِي وَالْجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ  
وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“۔ پھر تین  
مرتبہ یہ پڑھو۔

”سَبَّحَانَ الْأَوَّلَ الْمُبْدِيِّ، سَبَّحَانَ الْبَاقِيِّ الْمُعِيدَّ اللَّهُ الصَّمْدُ لَمْ يَلِدْ وَ  
لَمْ يُوْلَدْ لَمْ يَكُنْ لَهُ كَفُواً أَحَدٌ“۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدَّا حَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلَمًا“۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”أَتُوبُ تَوْبَةً عَبْرِ ظَالِمٍ، لَا عِلْمَكَ لِنَفْسِهِ نَفْعٌ، وَلَا ضَرٌّ وَلَا مُوتٌ  
وَلَا حِيَاةٌ وَلَا نَشُورًا“۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

اللَّهُمَّ يَا حَيِّ يَا قَيُومَ يَا اللَّهَ يَا إِلَهٍ، إِلَّا أَنْتَ أَسْتَلِكَ إِنْ تَحِيْ قَلْبِي بِنُورٍ  
مَعْرِفَتِكَ أَبْدًا، يَا اللَّهَ يَا اللَّهَ“۔ پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

يَا مُسَبِّبِ الْأَسْبَابِ يَا مَفْتُوحِ الْأَبْوَابِ يَا مَقْلُبِ الْقُلُوبِ وَالْأَبْصَارِ يَا دَلِيلِ  
الْمُتَحِيرِينَ يَا غَيَاثِ الْمُسْتَغْثِثِينَ اغْنِنِي، تُوْكِلْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّ وَفَوْضَتُ  
أَمْرِي إِلَيْكَ يَا رَبِّ، لَا حُولَّ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، مَشَاءُ اللَّهِ كَانَ  
وَمَا لَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ بِحَقِّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينَ“۔ پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔

اللَّهُمَّ اصْلُحْ أَمَّةَ مُحَمَّدٍ، اللَّهُمَّ ارْحَمْ أَمَّةَ مُحَمَّدٍ“

(ج) پھر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَلِكَ بِاسْمَائِكَ وَاسْمَكَ الْأَعْظَمِ اعْطِنِي،  
مَا سَائِكَ بِفَضْلِكَ وَكَرِمِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فِي الْقُبُورِ  
قَضَاهُ وَأَمْرَهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فِي اَبْرَوْ وَالْبَحْرِ سَبِيلِهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا مَلَأَ

و لا ملجا الا اليه ،

رب لاتذرني فرداً و انت خير الوارثين ” . پھرتین مرتبیہ یہ پڑھو۔

”سبحان الله ملاء الميزان و منتهى العلم وزينة العرش و مبلغ الرضا برحمةك يا ارحم الراحمين ” پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔

”رضيت بالله يا كريما و بحمد نبيا و بالاسلام دينا و بالقرآن اماما وبالكعبة قبلة و بالمؤمنين اخوانا ” .  
(د) پھرتین مرتبہ یہ پڑھو۔

”بسم الله خير الاسماء بسم الله رب الارض والسماء ، بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الارض ولا في السماء وهو السميع العليم ” . پھر چند مرتبہ ” اللهم اجرنا من النار يا مجير ” پڑھو۔

پھر دس مرتبہ ، ” لا اله الا الله پڑھنے کے بعد ” محمد رسول الله ” پڑھوا و پھر ایک مرتبہ یہ پڑھو۔ و اشهد ان الجنة حق ، والنار حق ، والميزان حق ، والموت حق ، والسؤال حق ، والصراط حق ، والشفاعة حق ، وكرامة الأولياء حق ، معجزة الانبياء حق ، فى الدار الدنيا و ان الساعة اتية لا ريب فيها ، و ان الله يبعث من فى القبور .

پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھو۔ اللهم زد نورنا و زد حضورنا و زد مغفرتنا و زد طاعتنا و زد نعمتنا و زد محبتنا و زد عشقنا و زد قبولنا ، بر حمتك يا ارحم الراحمين . پھر۔ سبعات عشرہ، سورۃ لیسین، سورۃ الملک اور سورۃ جمعہ پڑھو۔

(v) جب سورۃ بلند ہوتا ” نماز اشراق ” دس رکعت اور پانچ سلام سے اس طرح پڑھو کہ:- پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ ” اذا اذ للت الارض زلزلہ ” ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ کوثر، ایک ایک مرتبہ پڑھو۔ نماز کے بعد، دس مرتبہ ” درود شریف ” پڑھ کر

## تلاوت قرآنی میں مشغول ہو جاؤ۔

پھر ”نماز چاشت“ بارہ رکعت چھ سلاموں سے اس طرح ادا کرو کے:- ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ والضحیٰ ایک بار پڑھو۔ سلام کے بعد کلمہ ”سبحان اللہ آخوندگی پڑھو اور پھر ”دروع شریف“، ”سوم مرتبہ پڑھو۔ اور پھر سورۃ الفیل ”الم ترکیف“ سے لے کر سورۃ والناس“ تک دس سورتیں پڑھو، اس کے بعد سورۃ نوح“ پڑھو۔ پھر دیر تک تلاوت قرآنی اور یادِ الہی میں نماز ظہر، عصر تک مشغول رہو۔ اور نماز عصر، ادا کرنے کے بعد، سوم مرتبہ ”لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم“ پڑھو۔ پھر ”سورۃ فتح“، اور سورۃ الملک“ پانچ پانچ مرتبہ پڑھو اور پھر سورۃ ”عِمَّ پیتسالون“، اور ”سورۃ والنازعات“ پڑھو۔

(۷) شام کی نماز۔ اس نماز کے پڑھنے کے دوران فرائض کے بعد سنتوں کی پہلی رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، تین مرتبہ اور سورۃ فلق، ایک مرتبہ پڑھو۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، تین مرتبہ اور سورۃ والناس، ایک مرتبہ پڑھو۔ جس کے بعد دو رکعت نماز، حفظِ ایمان ادا کرو۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر یہ پڑھو۔ ”یا حسی یاقیوم ثبتتني علی الایمان۔“

نماز او ابین۔ یہ نماز اس طرح ادا کرے کہ، چھ رکعت تین سلام سے پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد سورۃ اذ ازلزلت الارض، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ العکاش، اور تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ واقعہ پڑھو۔ اور بقیہ نماز ادا کرو اور پھر نماز عشاء تک یادِ الہی میں مشغول رہو۔ اور نمازِ عشاء سے پہلے یہ دعا پڑھو۔

”اللّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحْسِنِ عِبَادَتِكَ۔“

نماز طلب حاجت۔ نماز عشاء کے بعد چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد تین مرتبہ آیت الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد، تینوں

قل شریف، پڑھو۔ انشاء اللہ حاجت روایوگی۔

**صلوٰۃ السعادۃ۔** یہ چار رکعت نماز، اس طرح ادا کر دکہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد ”سورۃ انماز لنا“، تین مرتبہ اور ”سورۃ اخلاص“ پندرہ مرتبہ پڑھو۔ اور نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھ کر تین مرتبہ یہ پڑھو۔

”یا حی یا قیوم ، ثبتنا علی الایمان۔“

جب بیٹھو تو یہ پڑھو۔

”اللّٰهُمَّ انِّي اسْأَلُكَ بِرَبْكَةَ فِي الْعُمُرِ وَ صَحَّةَ فِي الْمَعِيشَةِ وَ سَعَةَ فِي الرِّزْقِ وَ زِيادةَ فِي الْعِلْمِ ، وَ ثَبَّتْنَا عَلَى الْإِيمَانِ“۔ رات کے تین حصے کرو۔ پہلا حصہ نمازِ عشاء، دوسرا حصہ، آرام کا۔ تیسرا حصہ، نماز تہجد۔

نماز تہجد۔ یہ نماز آٹھ رکعت کی ہے جس کو چار سلام سے ادا کرو۔ جس قدر قرآن شریف یاد ہو پڑھو۔ پھر تھوڑی دیر سو جاؤ۔ اور پھر اٹھ کر تازہ وضو کرو۔ اور پھر صبح تک یادِ الہی میں مشغول رہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ۔ (۱) حدیث شریف میں ہے کہ جسے کوئی مشکل پیش آئے تو وہ حسب ذیل طریقے سے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، تَبَّاعَذَ ، پُرِّصَّھَ۔** اور آئین کے وقت تین مرتبہ آئین کہے۔ (یعنی لفظ رحیم کو لفظ الحمد سے ملا کر پڑھے)۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کو حل فرمادے گا۔

(۲) صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیانی وقفہ میں، **بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۃ فاتحہ ۴۱ مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے تمام درد دوں اور بیماریوں کیلئے شفاء ہے۔**

(۳) جو شخص ورد مقرر کرے، اُسے روزانہ پڑھنا چاہیے۔ دن کو اگر نہ پڑھ سکے تو رات کو ضرور پڑھے۔ ہر روز کسی اور کام میں مشغول ہونے سے پہلے اپنا ورد مکمل کرے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ورد کا تارک لعنتی ہے۔ انبیاء اولیاء مشائخ اور مردانِ خدا کا جو وظیفہ ہوتا ہے وہ برابر

پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ اپنے پیروں سے سنتے ہیں بجالاتے ہیں۔

مزید فرمایا کہ، جو ورد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں وہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی پڑھا کرو اور وظیفے میں ناغمنہ ہو۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی قرآن مجید حفظ کرنا چاہیے تو اس نیت سے،

(۱) ہر روز ”سورۃ یوسف“ پڑھا کرے۔

(۲) ایک ہزار بار ”سورۃ اخلاص“ پڑھا کرے، انشا اللہ تعالیٰ خدا نصیب میں کرے گا۔

## 2- دن کا استقبال

حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

(۱) بندہ، فجر کی نماز کی کیلئے پوری طہارت کر کے صحیح نکلنے سے پہلے تیار ہو۔ بعد ازاں اذان دے، اگر موذن کی اجابت نہ ہو اُس کے بعد دو رکعت فجر کی ادا کرے، جس میں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے۔ یا۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ بقرہ کی ”قولو آمنا باللّه و ما انزل الآیہ“۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، ربنا آمنا بھا انزلت و اتبعنا الرسول پڑھے۔ بعد

ازال، استغفار اور تسبیح، پڑھے، جس قدر اسے تعداد آسان معلوم ہو۔ یا کلمہ ”استغفر اللہ لذنبی سبحان اللہ بحمد ربی“، پڑھے، تو اُس کا تسبیح و استغفار کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اُس کے بعد پڑھے، ”اللّهم صل علی محمد و علی آل محمد“۔

جس کے بعد یہ دعائیں پڑھے۔

- (۱) اللہم اسالک رحمة من عندک تهدی بها قلبی وتجمع بها شملی وتلم بها شعثے وتردبها الفتی وتصلح بها دینی وتحفظ بها غائبی وترفع بها شاهدی وتزکی بها عملی ومتبیض بها وجهنی تلقنی بھار شدی وتعصمنی بها من کل سوء۔
- (۲) اللہم اعطنی ایماناً صادقاً ویقیناً لیس بعده کفرو رحمة امال شرف کرامتک فی الدنیا والآخرة۔
- (۳) اللہم انی اسالک الفوذ الفذ عن القضاۃ و منازل الشہداء و عیش السعداء و النصر علی الاعداء و مرافعة الانبیاء۔
- (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے تو گھر سے باہر نکلتے وقت یہ فرماتے۔ ”وقل رب ادخلنی مدخل صدق و اخر جنی مخرج صدق ، واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔“
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں فرماتے۔
- ”اللہم انی اسالک بحق السائلین علیک وبحق ممثائی هذا اليک لمر اخرج اشر او بطر او لاریاء ولا سمعة خرجت القاء سخطک واتبغاء مرضاتک اسالک ، ان تنقزني من النار وان تغفر لى ذنبى انه لا یغفر الذنوب الا انت“
- (۳) صوفی کا سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے اور ایسی جگہ اپنے اور پر لازم کرے جس میں قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرے۔ اور یہ کہ انتقال اپنا اُس کے تو گھر کی طرف دین اپنے کیلئے اسلم اور محفوظ تر دیکھتے تاکہ بات کرنے اور کسی شے کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو۔
- (۱) جب وہ نماز کیلئے مسجد یا سجادہ پر آئے تو کہے۔
- ”بسم الله والحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله ، اللہم اغفر لى ذنبى وفتح لى ابواب رحمتك“
- (۲) جب وہ نماز کے بعد سلام پھیرے تو۔

(۱) چہارم کلمہ توحید پڑھے (۲) لا الہ الا اللہ وحده صدق وعده ونصر  
عبدہ، واعز جنده، وہزم الاحزاب وحده۔ (۳) "لا الہ الا اللہ اهل انعمة  
والفضل والثناء الحسن"۔ (۴) لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یاہ مخلصین لہ الدین  
ولو کرہ الکافرون۔ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

"هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ"۔ اور پھر خداوند تعالیٰ کے  
ننانوے (۹۹) اسائے گرامی پڑھے۔

(۵) پھر سورۃ فاتحہ، اول سورۃ بقرہ و المفلحون تک، اور دو آیات، والہکم الہ واحد،  
اور آیت الکرسی، اور دو آیات اُس کے بعد کی اور آمن الرسول، اور آیت اُس سے پہلے کی  
اور شهد اللہ، اور قل اللہم مالک الملک اور ان ربکم اللہ الذی خلق السموات  
والارض، المحسنين تک، اور لقد جاء کم الرسول، آخر تک، اور قل ادعو اللہ،  
دو آیات اور آخر سورۃ الکھف کو ان الذين آمنوا اور ذوالنون اذهب مغاضباً سے تاخیر  
الوارثین، اور دو آیات سبحان اللہ حين لمسون و حين تقبحون، اور سبحان ربک  
رب العزت، تا آخر، سورۃ والصفات اور لقد صدق اللہ، اور اول سورۃ الحدید،  
تابذات الصدور، اور آخر سورۃ الحشر، لو انزلنا، کو پڑھے۔

بعد ازاں، سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اور اللہ اکبر ۳۳ بار پڑھے۔ اور سینکڑہ کو  
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له سے پورا کرے۔

3۔ پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہوتا، سبعات عشر، کو پڑھنا شروع کرے۔ سبعات عشر جو کہ دس  
چیزوں پر مشتمل ہے، ہر ایک کو سات سات بار پڑھنا چاہیے۔ جو کہ حسب ذیل ہیں۔ سبعات عشر  
(۱) سورۃ فاتحہ۔ (۲) سورۃ اخلاص (۳) سورۃ الکافرون (۴) آیت الکرسی (۵) سوم کلمہ (۶)  
تعوز (۷) سورۃ فلق (۸) سورۃ والناس (۹) یہ دعا۔ "اللَّهُمَّ افْعُلْ بِى وَبِهِمْ عَاجِلًا وَ  
آجِلًا فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، مَا أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلُ بِنَا، يَا مُولَانَا مَانِحُنَّ لَهُ

اہل، انک عفور حلیم جواد کریم رئوف رحیم“ اور (۱۰) درود شریف، پڑھنے کے بعد۔

اپنے نفس، اپنے والدین، مومنین اور مومنات کیلئے استغفار کرے تو پھر تسبیح اور تلاوت کی طرف آؤئے۔ یہاں تک کہ، ایک نیزہ کے برابر آفتاہ بلند ہو۔

(۵)- اپنی نشت گاہ سے پھرنے سے قبل دور کعت نماز اس طرح ادا کرے کہ، پہلی رکعت میں، سورۃ الفاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد آمن الرسول، اور اللہ نور السموات والارض آخر آیت تک پڑھے، جس کے بعد یہ دعائیں پڑھے۔

(۱) ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْفَحْبُتْ لَا أَسْتَطِعُ رَفْعَ أَكْرَاهٍ وَلَا أَمْلَكُ نَفْعًا إِنْ جَوَّ وَاصْحَبْتَ مَرْتَهْنَا جَمْلَى وَاصْبَحَ امْرًا بِيْدِ غَيْرِي فَلَا فَقِيرٌ أَفْقُرُ مِنِّي“۔

(۲) ”اللَّهُمَّ لَا تَشْمَتْ بِي عَدُوِّي وَلَا تَسْئِي بِي صَدِيقِي وَلَا تَجْعَلْ مَصِيبَتِي فِي دِينِي وَلَا تَجْعَلْ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هُمَّيْ وَلَا مَبْلُغَ عِلْمِي وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْيَ منْ لَا يَرْحَمْنِي“۔

(۳) ”اللَّهُمَّ اعُوذُ بِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي نَزَّلَ النَّعْمَ وَاعُوذُ بِكَ مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي تَوْجِبُ النَّقْمَ“۔

پھر دور کعت اور پڑھے، جن میں معوذ تین، ایک ایک رکعت میں اکٹھے پڑھے۔ جن کے بعد کلمات استغوازہ پڑھے اور پناہ مانگنے کا ذکر کرے، جن کے بعد یہ پڑھے۔

”اعوذ بالسمک و کلمتك التامة من شر السامة والهامة واعوذ باسمک و کلمتك التامة من شر عذابک و شر عبادک واعوذ باسمک و کلمتك التامة من شر ما يجري به الليل والنہار“۔ ”ان ربی اللہ لا اله الا هو عليه تو کلت، وهو رب العرش العظیم“۔

بعد ازاں دور کعت اور پڑھے، اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں کرے اس کے واسطے استخارہ ہو۔ ان دور کعتوں میں، قل یا ایمہا الکافرون اور قل هو اللہ احد،

## اور دعاء استخارہ پڑھئے

پھر دور رکعت اور پڑھئے، جن میں پہلی رکعت میں، سورۃ الواقعہ، اور دوسری رکعت میں، سورۃ الاعلیٰ پڑھئے جس کے بعد یہ درود شریف پڑھئے۔

**اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ حَنْكَ أَحْبَابَ الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ وَحْشِيْتُكَ خَوْفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِي وَاقْطُعْ عَنِّي حَاجَاتَ الدُّنْيَا بِالشُّوقِ إِلَيْكَ لَقَائِكَ وَإِذَا قَرَرْتَ أَعْيَنَ أَهْلَ الدُّنْيَا بِدُنْيَا هُمْ فَاقْرِرْ عِينِي بِعِيَانِكَ وَاجْعَلْ طَاعَتُكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنِّي، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ .**

پھر دور رکعت اور پڑھئے، جن میں اپنے وظیفہ سے پڑھئے جو قرآن سے ہو۔

(6) پھر اس کے بعد، اگر اسے دنیا کا شغل نہ ہو تو چاہیے کہ انفل انواع عمل کے اندر، نماز اور تلاوت اور ذکر، دو پہر تک کرے۔ اور گھر کی طرف سے باہر نہ نکلے مگر بعد اس کے کہ دور رکعت نماز پڑھ لے۔ اور گھر میں نہ آئے۔ الاجبکہ دور رکعت نماز ادا کرے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو باہر جانے کی برائی سے بچائے اور اندر آنے کی برائی سے اس کی حفاظت کرے۔ بعد ازاں گھر والوں نے یعنی زوجہ وغیرہ سے سلام کہے اور جب گھر میں کوئی نہ ہو، تب بھی سلام کہے۔ اور کہے۔

"السلام على عباد الله الصالحين المؤمنين" .

(7) اگر خالی وقت ہو تو، بہتر ہے کہ وہ اس وقت تک نماز چاشت پڑھئے۔ جبکہ آفتاب بلند اور صبح کی نماز سے ظہر کی نماز تک وقت ادھیا جائے، جس طرح کہ، ظہر، غصر، اور مغرب، کے درمیان تنصیب کرتا ہے۔ یہ نماز چاشت کیلئے افضل وقت ہے۔

نماز چاشت کی کم از کم دور رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ اور ہر دور رکعت کے پیچھے اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح و استغفار، پڑھئے۔

اگر اس پر قضا ہو تو، ایک یادو دان کی نماز زیادہ کی نماز پڑھئے وگرنہ رکعتیں لمبی لمبی پڑھئے اور قرآن اس میں پڑھئے۔ وگرنہ چند رکعات خفیفہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص، کے ساتھ اور دوسری،

آیات قرآن شریف کے ساتھ پڑھے۔ جن میں دعا ہو جیسے کہ یہ آیت ”ربنا علیک تو کلنا والیک انبا والیک المصیر“۔ اور نمازِ چاشت کے درمیان سورکعت خفیفہ پڑھے۔

(8) بعضے صالحین ایسے تھے کہ جن کا ورد، رات اور دن میں، سو، دوسو، پانچ سو، اور ہزار، رکعت کا تھا۔ اور جائز ہے اُس طالب کیلئے، جو بچا ہو، کہ نمازِ چاشت کی استوا سے روز تک، سورکعتیں اور پڑھے اور اُس کی کم سے کم بیس رکعتیں ہیں جن کو خفیفہ پڑھے۔

تاکہ ہر دور کعت میں، ایک حصہ قرآن شریف کا، زیادہ یا کم پڑھے۔ اور بعد از نمازِ چاشت، کے اور بعد از فراغ، دوسری رکعت کے، سونا بہتر ہے۔

(9) ترتیب نماز یہ ہے کہ جب تک کہ انتراح خاطر ہو اور نفس اُس کی اجابت کرے، وہ پڑھے اگر تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اور اگر تلاوت سے بھی تھک جائے تو ذکر اللہ تعالیٰ بالقلب وبالسان کرے۔ اور اگر ذکر سے بھی تھک جائے تو اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے، پھر مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی مقید کرے کہ جس طرح ظاہر کو عمل سے اور روح کو ذکر سے مقید کرتا ہے۔

پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو اور دسو سے اُس کے مالک بن جائیں اور حدیث نفس اُس کے باطن میں جhom کریں۔ تو چاہیے کہ سور ہے۔ اس واسطے کہ نیند میں سلامتی ہے۔ اور سزاوار ہے کہ، قیولہ سے، زوال سے ایک جماعت پہلے سے جاگے، تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استواء و زوال تیار ہو رہے۔

(10) جیسا کہ فرمان ہے کہ، نماز کو دن کے دونوں طرف قائم کر، اپنے رب کی حمد و تسبیح کر، بیشتر اس کے کہ، آفتاب طلوع کرے اور قبل اس کے کہ، آفتاب غروب ہو۔ قبل طلوع نہش، نمازِ صبح ہے اور قبل از غروب آفتاب، نمازِ عصر ہے۔ اور ”من اناء اللیل فسبح“ سے مراد نمازِ عشاء ہے اور ”اطراف انہار“ سے مراد نمازِ ظہر اور نمازِ مغرب ہے۔

(11) نماز زوال۔ اس نماز کا وقت قبل از ظہر اُس کے اول اوقات میں ہے۔ اول زوال میں

سنٰت اور فرض سے پہلے، چار رکعت ایک سلام سے پڑھے، اور قبل از مودن وقت کو جان لے، تب نمازِ زوال کو پڑھنا شروع کرے۔ وقت زوال وہ نماز ختم ہونے کے بعد اور اذان اس حال میں سے کہ وہ اس نماز کو پڑھ چکا ہو۔ اور جس کے بعد وہ نماز ظہر کیلئے مستعد ہو۔

نمازِ زوال وقت زوال ختم ہونے کے بعد میں بڑے دنوں میں سورۃ بقرہ، پڑھے اور چھوٹے دنوں میں، جو اُس سے تخلیل ہو پڑھے۔

(12) ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر اُس وقت کہ باطن کو پھرا پنے حال پر صفائی سے نہ پائے، اور نماز میں کھڑا نہ ہو، جبکہ بستگی اور کدورت زائل نہ ہو۔ اگر سنٰت کے بعد فرض کیلئے جماعت کے اکٹھے ہونے کا انتظار کرے تو وہ دعا جو نماز فجر کے فرض و سنٰت کے درمیان کی ہے، پڑھے۔ پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوتا، سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی، پڑھے۔ اور پھر، سبحان اللہ الحمد للہ، اور اللہ اکبر 33+33+33 بار پڑھے۔

(13) بعد ازاں، ظہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو زندہ کرے اور آباد کرے، جس طرح کہ عشاء کے بعد اُس کی ترتیب کے موافق۔ جو ظہر اور عصر کے درمیان کے وقت کو دور کعت سے زندہ کرے تو، ان میں ایک چوتھائی قرآن شریف پڑھے۔ یا کہ اُس کو چار رکعت میں پڑھے تو بہت ہی اچھا ہے جو اس کا ارادہ کرے کہ اس وقت کو بڑے دنوں میں بیس رکعتوں سے زندہ کرے یا کہ سورکعتوں سے تو اُس میں سورۃ اخلاص ہزار مرتبہ پڑھے۔ جو کہ ہر ایک رکعت میں پچاس ہوں اور زوال سے قبل مساوک کرے۔

(14) جو چاہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان اپنی نماز میں رکعت میں، ہر ایک رکعت کے اندر، ایک آیت یا بعض آیات پڑھے تو وہ۔

”ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار“

(۲) پہلی رکعت میں پڑھے۔

”ربنا افرغ علينا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا على القوم الكافرين“.

- (۳) تیسرا رکعت میں "ربنا لا تو اخذنا" آخر سورۃ تک پڑھے۔
- (۴) چوتھی رکعت میں "ربنا لا قزع فکو بنا (الایہ)" پڑھے۔
- (۵) پانچویں رکعت میں "ربنا اتنا سمعنا منادیا یہ نادی لایمان" (الایہ) پڑھے۔
- (۶) چھٹی رکعت میں "ربنا بمانزلت" پڑھے۔
- (۷) ساتویں کعبت میں "انت ولینا فاغفرلنا" پڑھے۔
- (۸) آٹھویں رکعت میں "فاطر السموات والارض انت ولی" پڑھے۔
- (۹) نویں رکعت یہ "ربنا انک تعلم مانخفی و مانعلن" (الایہ) پڑھے۔
- (۱۰) دسویں رکعت میں "وقل رب زدنی علماً" پڑھے۔
- (۱۱) گیارویں رکعت میں "لا اله الا انت سبحانک" پڑھے۔
- (۱۲) بارویں رکعت میں "رب لا تذرنی فرداً" پڑھے۔
- (۱۳) تیردیز رکعت میں "وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَالرَّحْمَ وَإِنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ" پڑھے۔
- (۱۴) پندرویں رکعت میں "رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت على وعلی والدی وان اعمل صالحات رضاہ وادخلنی برحمتك فی عبادک الصالحين" پڑھے۔
- (۱۵) سولہویں رکعت میں "يعلم خائنة الاعین و ما تخفي الصدور" پڑھے۔
- (۱۶) سترویں رکعت میں "رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التي انعمت على الایہ" (سورۃ الاحقاف) سے پڑھے۔
- (۱۷) اٹھارویں رکعت میں "ربنا عليك تو كلنا" پڑھے۔
- (۱۸) انیسویں رکعت میں "رب اغفر لی و والرالدی و لمن دخل بیتی مومنا و لمسو منیں و الموسیقی و لا تزد الظالیمین الابرار" پڑھے۔

(٢٠) بیسویں رکعت میں ”ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قناعذاب النار“۔ پڑھے۔

(١٥)۔ بعد ازاں عصر، سے قبل چار رکعیتیں پڑھے، ان چار رکعتوں میں، (۱) اذاز لزلت (۲) والعادیات، اور (۳) القارعہ (۴) الہکم التکاثر، پڑھے، اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض ایام میں اُس کے اندر، ”والسماء ذات البروج“ کو داخل قرأت کرے۔ عصر کی نماز کے بعد، جو ہم نے آیات دعا اور دوسری چیزیں لکھی ہیں، وہ پڑھے۔ جو اسے آسان معلوم ہو اور بندہ از عصر تا مغرب سو مرتبہ چہار مکملہ پڑھے۔

3۔ رات کا استقبال، حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

1۔ بندہ ساتھ وضو اور طہارت کے، شب کا استقبال کرنے تیار ہو، اور مساعت غروب سے پہلے پڑھے۔ اور برابر تسبیح و استغفار میں ہو۔ اور غروب کے وقت ”سورۃ و الشمس وللیل“، اور معوذ تین بطور استقبال شب کے پڑھے۔ جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہے اور دن پیچھے شب کے تو یہ سزاوار ہے کہ ذکر اور شکر کے ساتھ، ایک کو دوسرے کے پیچھے لاوے کہ اُن کے درمیان کوئی چیز نہ ہو، جیسے کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی۔

ذکر۔ کل اعمال قلب ہیں۔ شکر اعمالی جوارح ہیں جب موذن مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا، دو خفیف رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھے۔ اور جب مغرب کی نماز پڑھے ہے، تو بعد مغرب، سنت کی دور رکعت پڑھے، اور اُن میں جلدی کرے اور اُن میں سورۃ الکافرون، اور سورۃ اخلاص، پڑھے۔ اور پھر ملائک شب اور کراما کا تبین پر سلام کہے۔

2۔ بعد ازاں اس طرح پڑھے۔

(۱) ”مرحبا بملائكة الليل، مرحبا بالملكين الكريمين الكاتبين كتباني صحيفتي،

، وانی اشہدان لا الہ الا اللہ ، و اشہد ان محمد الرسول اللہ . و اشہدان اجنة حق ، والنا ، حجت ، والحوض حق ، والشفاعة حق والصراط حق ، والمیزان حق ، و اشہدار المساءعه تیة لاریب فيها وان اللہ یبعث من فی القبور ”.

(۲) ”اللّٰهُمَّ وَدْعُكَ هَذِهِ الشَّهادَةَ لِيَوْمَ حَاجَتِي إِلَيْهَا“.

(۳) اللّٰهُمَّ حَفظْ بَهَا وَزْرِيْ وَاغْفِرْ بَهَا ذَنْبِيْ وَتَقْلِبْ بَهَا مِيزَانِيْ وَأَوْجَبْ لَبَهَا اَمَانِيْ وَتَجَاوِزْ عَنِيْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“.

3۔ عشاء کے درمیان دور رکعتیں، جن میں ”سورۃ برونج“ اور ”سورۃ طارق“ پڑھے، پھر ان کے بعد مزید دور رکعت پڑھے۔ جن کی پہلی رکعت میں، سورۃ البقر، کی دس اول آیات اور اہم کلمہ واحد، آخر آیات تک اور قل شریف پندرہ مرتبہ پڑھے دوسری رکعت میں، آیت الکرسی، آمن الرسول اور قل شریف پندرہ مرتبہ پڑھے۔ او، پچھلی دو رکعتوں میں، سورۃ الزمر اور سورۃ واقعہ پڑھے۔

اُس کے بعد جو نمازوہ چاہے پڑھے۔ اور اگر چاہے تو اس وقت نمازوں میں اپنے حزب سے پڑھے۔ اگر چاہے تو بیس خفیف رکعت سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص سے پڑھے جو عشاء میں موافصلت دور رکعت سے کرئے اُن کو وہ طول دے تو اچھا ہے۔ ان دور رکعتوں کو قیام میں قرآن مجید سے طول دے اور قرآن مجید پڑھنے کے بعد اپنے حزب سے پڑھے یا مکر راسی آیات کو پڑھ جس میں دعا ہو اور تلاوت جسے مکر ر پڑھے۔

بعد ازاں چار رکعت عشاء کے قبل پڑھے، اس کے بعد دور رکعتیں پڑھے یا اپنے کسی خلوت کے مکان میں چار رکعت پڑھے۔ ان چار رکعت میں، سورۃ، لقمان، یسین، حم، تبارک الذی اور دخان، پڑھے۔ اگر تخفیف کرنا چاہے تو۔ آیت الکرسی آمن الرسول، اول سورۃ الحمد یہا اور آخر سورۃ الحشر، پڑھے۔ متذکرہ چار رکعتیں کے بعد مزید گیارہ رکعت نمازوں پڑھے۔

جن میں تین سو آیات قرآن مجید تک پڑھے، اور اگر چاہے تو اس قدر اس سے تھوڑی رکعتوں میں، جو کہ، سورۃ الملک سے آخر قرآن مجید تک پڑھ لے۔ اور اگر قرآن مجید حفظ نہ ہو تو،

ہر ایک رکعت میں پانچ سے لے کر دس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ، سورۃ اخلاص، پڑھے، اور تہجد کے آخر تک، وتر کی تاخیر نہ کرے۔ اگر وتر اول شب میں پڑھے تو بعد وتر کے، دور کعت میں بیٹھ کر سورۃ اذ ازلزلت، اور سورۃ العکاش، پڑھے۔ حتیٰ کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اسے ادا کرے اور آخر تہجد میں وتر پڑھے ہر مسحات یعنی پانچ سورتیں، الحدید، حشر، صف، جمعہ اور سورۃ تغابن پڑھے اور اگر ان کے ساتھ سورۃ اعلیٰ کو ملائے تو چھ سورتیں ہو جائیں گی۔

4- سونے کے آداب: حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی، رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب، عوارف المعارف میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

(۱) حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ، جو عورت کی راتوں کا عادی ہو، وہ فلاح اور نجات نہ پائے گا اس میں شک نہیں کہ عورت رفاسیت اور تن آرائی کی طرف بلا تی ہے اور مشغول بالشہد نے، قیام، اور رات اور دن کے روزہ سے باز رکھتی ہے۔ اور باطن پر مفلسی کا خوف طاری کرتی ہے۔ اور پھر مال جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہے۔

(۲) حدیث مبارکہ ہے کہ بندہ جب سوئے اور وضو سے ہو تو اُس کی روح عرش پر عرونج کرتی ہے اور اُس کے خواب صادق ہوتے ہیں صد یقین میں بعضے وہ ہوتے ہیں کہ جن کو خواب میں بات چیت، مکالمہ اور محادثہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کو امر و نہی کرتا ہے۔ اور جو خواب میں امر و نہی سے مفتوح ہوتا ہے وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے۔ اور مخالف عمل کی صورت میں وہ خدا و نہ تعالیٰ کا گناہگار ہوتا ہے۔

(۳) سزاوار یہ ہے کہ، اس کی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ، اور جناب قربت اُس کی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے، اور زبان سے یہ کہے۔

”الحمد لله الذي احياناً بعد ما اماتنا واليه النشور“.

اور پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات، پڑھے جس کے بعد، پاک پانی کا قصد

کرے۔ سوتے وقت یا تو دانے اور کروٹ پر رہے یا پیٹھ پر، کہ منہ قبلہ کی جانب ہو، اور کہے۔

(۱) ”بَارَكَ اللَّهُ، اللَّهُمَّ وَضَعْتَ جَنْبِي وَبَكَ ارْفَعْهُ، اللَّهُمَّ انْ اسْكُنْ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَانْ ارْسَلْتَهَا فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحين“.

(۲) ”اللَّهُمَّ انِّي اسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجْهَتْ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوْضَيْتُ امْرِي إِلَيْكَ وَالْجَاتِ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً مِنْهُ وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مُلْجَأٌ وَلَا مُنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكَتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِيَنْكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ“.

(۳) اللَّهُمَّ قَنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي حَكَمَ فَقَهْمَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَطَنَ مَخْبِرًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي مَلَكَ فَقْدَرَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هُوَ يَحْيِي الْمَوْتَىَ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“.

(۴) اللَّهُمَّ انِّي اعُوذُ بِكَ مِنْ غَضْبِكَ وَسُوءِ عِقَابِكَ وَشَرِّ عِبَادِكَ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّ كُلِّهِ“.

(۵) سورۃ بقرہ کی چار اول آیات، اور پانچویں ”ان فی خلق السموات والارض“ - اور آیت الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحید اور آخر سورۃ الحشر اور سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص اور معوذین، پڑھے۔

(۶) پھر ان کو اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرے، جن کو وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے، اور اس پر اضافہ کرے اجوہ پڑھ چکا ہے اور پھر دس اول آیات، سورۃ الکہف کی، اور دس اس کے آخر کی پڑھے، جس کے بعد یہ پڑھے۔

(۱) اللَّهُمَّ فِي أَحْبَبِ السَّاعَاتِ إِلَيْكَ وَاسْتَعْلَمْ بِأَحْبَبِ الْعَمَالِ إِلَيْكَ، الَّتِي تَقْرِينِي إِلَيْكَ زَلْفِي وَتَبْعَدْنِي مِنْ سُخْطَكَ بَعْدَ اسْأَلْكَ فَتَعْطِينِي اسْتَغْفِرَكَ مُتَغْفِرِلِي وَادْعُوكَ فَسْتَجِيبُ لِي“.

(۲) ”اللَّهُمَّ لَا تُوْمِنِي مَكْرُمَكَ وَلَا تُوْلِنِي غَيْرَكَ وَلَا تُرْفَعْ عَنِي سُتُرَكَ وَلَا

تنسی ذکر ک و لاتجعلنی من الغافلین۔“

(۳) پھر تسبیح و تحمید و تکبیر، یعنی تیرا کلمہ، پڑھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو میں بار، پڑھتے ہوئے سو کے عدد کو پورا کرے۔

5۔ وظیفہ نمازیں: حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب، راحت القلوب مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں کہ ۱۔ نمازِ عاشورہ، یا نمازِ ماہِ محرم۔ عاشورہ کے عشرہ میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونا چاہیے صرف طاعت تلاوت دعا اور نماز ہی میں مشغول رہنا چاہیے، اس لیے کہ اس عشرہ میں قبر اور رحمت دونوں نازل ہوئی ہیں۔ اس عشرہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گذری اور ان کے فرزند کو کس بے رحمی سے شہید کیے گئے فرمایا کہ جو شخص۔

(۱) ماہِ محرم کی پہلی رات، 6 رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک بار اور سورۃ اخلاص، دس بار پڑھے یا پھر، دور رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ یسین، ایک بار پڑھے، تو خداوند تعالیٰ، اُس کو جنت میں دو ہزار محل عنایت فرمائے گا۔

(۲) عاشورہ کی رات، چار رکعت نماز کا حکم ہے۔ جس میں ہر رکعت میں، سورۃ فاتحہ ایک بار، آیت الکرسی تین بار اور سورۃ اخلاص دس بار پڑھنی چاہیے۔ اور نماز کے بعد سورۃ اخلاص سو بار، پڑھنی چاہیے۔

(۳) عاشورہ کے روز 6 رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ الشمس، سورۃ القدر، سورۃ الزلزل، سورۃ اخلاص اور معوذ تین، سب ایک ایک بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سر بخود ہو کر، سورۃ الکافرون پڑھے تو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور وہ جو مانگے گا پائے گا۔

(۴) عاشورہ میں ستر مرتبہ، حسبي اللہ و نعم الوکيل و نعم المولی و نعم النصیر، پڑھنے والے کو خداوند تعالیٰ بخش دے گا اور اُس کا نام اولیاء اور مشائخ میں لکھے گا اور عاشورہ میں

سورج نکتے وقت 2 رکعت نماز ادا کرنی چاہیے اور جس قدر ممکن ہو قرآن مجید پڑھنا چاہیے اور پھر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، يَا أَوَّلَ الْأَوْلَيْنِ ، يَا آخِرَ الْآخِرَيْنِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا  
أَنْتَ أَوْلُ مَا خَلَقْتَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَتَخْلُقُ أَخْرًى ، مَا تَخْلُقُ فِي هَذَا الْيَوْمِ آتَنِي  
فِيهِ خَيْرًا مَا أَوْلَيْتَ مَا فِيهِ ، بَانِيَّاءَكَ وَاصْفِيَّاءَكَ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْبَلَائِيَا وَ  
آتَنِي مَا أَعْطَمْتَ فِيهِ مِنَ الْكَرَامَةِ ، بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

(۵) جو شخص عارشورہ کے روز سمرتبہ چہار کلمہ کے ساتھ یہ کلمات، لامانع لاما اعطیت و لا  
معطی بما منعت ولا راد مما فضیلت، ولا ینفع ولا یضر، غیرک یا عزیز یا  
غفار، کہے تو خداوند تعالیٰ اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔

(۶) ماہ محرم کے عشرہ میں اس دعا کیلئے حکم ہوا ہے بسم اللہ الرحمن الرحيم، اللهم انت  
الله الا بدی القديم وهذه سنة جدید، اسئلک فيه العصمة من الشيطان  
الرجين والامان من الشيطان، ومن كل شر دين ومن البلايا والآفات، فذلک  
ونسئلک العون واتعدل على هذه النفس الا مارة بالسوء والا شتغال بما  
يقربنى اليك، يارحمن يارؤوف يارحيم يا ذوالجلال والا كرام برحمتك يا  
ارحم الراحمين.

2- نماز ماہ صفر۔ ماہ صفر بہت بھاری اور سخت مہینہ ہے، کیونکہ جب یہ مہینہ آتا تو حضور ﷺ  
تنگ دل ہو جاتے اور جب یہ ماہ گذر جاتا تو حضور ﷺ خوش ہوتے اور فرماتے:- ”جو شخص مجھے  
ماہ صفر گذرنے کی خبر دے گا، میں اُس کو جنت میں جانے کی خبر دوں گا۔“

خداوند تعالیٰ، ہر سال دس لاکھ اسی ہزار بلا کیمیں نازل فرماتا ہے۔ جن میں سے نو لاکھ  
بیس ہزار، بلا کیمیں صرف اسی ماہ میں نازل ہوتی ہیں۔ اور یا پھر سارے ماہ صفر میں، تین لاکھ بتیس

ہزار، بلا میں نازل ہوتی ہیں۔ آخری چہار شنبہ، نہایت بھاری ہے۔ اور جو شخص بلااء میں بتلا ہوتا ہے، وہ اسی ماہ میں ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر اسی ماہ میں طوفان کی بلااء نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی ماہ کی پہلی کوآگ میں ڈالا گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام، اسی ماہ میں کیڑوں کی مصیبت میں بتلا ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے سر پر آرا، اسی ماہ کے آخر میں رکھا گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق میں چھرمی، اسی ماہ کے آخری چہار شنبہ کو گھونپی گئی۔

حضرت جرجیس کے سات مکڑے اسی ماہ ہی میں کیے گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام، اسی ماہ ہی میں مچھلی کے پیٹ میں بند ہوئے۔ اور پھر یہی ماہ تھا جب سلطان الانبیاء، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الموت لاحق ہوا۔ جس کے بعد ان کا وصال ظاہری ہو گیا۔ انہی تھیں تمام انبیاء پر جو مصیبتوں نازل ہوئیں۔ ماہ صفر ہی میں ہوئیں۔

(۱) جو شخص ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ میں، چار رکعت نماز اس لیے ادا کرے کہ خداوند تعالیٰ اُسے بلاوں سے محفوظ رکھے تو، دوسرے سال تک، اُس پر کوئی بلااء نازل نہیں ہوتی۔

(۲) تمام مسلمانوں کے بچاؤ کیلئے، ماہ صفر کی پہلی رات کو، نماز عشا، کے فرایض کے بعد، چار رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون، پندرہ بار، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص، گیارہ مرتبہ تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فلق، پندرہ بار، چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والناس، پندرہ بار، پڑھے اور سلام کہے۔

بعد ازاں، ایا ک نعبد وايا ک نستعين چند مرتبہ کہے، اور پھر ستر مرتبہ، درود

شریف، پڑھے۔

اس نماز کی دعا یہ ہے۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَا أَشْدِيدِ الْقُوٰى وَيَا شَدِيدِ الْمُحَالِ يَا مُفْصِلِ

يامکرہ، يالا الله الا انت برحمتك يا رحيم“.

(۳) حج نماز قبل از وقت ادا کی جائے تو خداوند تعالیٰ جو بلا میں اُس روز تقدیر میں لکھتا ہے،

اُن سے اپنے فضل سے محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ماہ صفر کی مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے تو نماز کے فرضوں کے بعد یہ دعا بکثرت پڑھے۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شرِّ هَذِهِ الزَّمَانِ وَاسْتَعِبِرُهُ، مِنْ شَرِّ وَرَبِّ الْأَزْمَانِ، أَنِّي بِجُمَالٍ وَجَهَكَ وَكَمَالٍ قَدْرِكَ، إِنْ تَجْيِيرَنِي مِنْ فَتْنَةِ هَذَا الْسَّنَةِ، وَقَنَا شَرُّهَا قَضَيْتَ فِيهَا، وَأَكْرَمْنِي يَالْفَقْرِ بِأَكْرَامِ النَّظَرِ، وَأَخْتَصَّمْهُ بِالسَّلَامَةِ وَالسَّعَادَةِ لَا هَلَىٰ، وَأَوْلَائِي وَاقْرَبَائِي وَجَمِيعِ أَمَّةِ مُحَمَّدٍ  
الْمُصْطَفَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“.

3- نماز ماہ رجب - ماہ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو سورکعت نماز کا حکم ہے جس میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر سورۃ درود شریف، پڑھے۔ اور سہ سجدے میں، کب جو بھی دعا کرے، انشاء اللہ پوری ہوگی۔

4- فضائل شب قدر۔ بحوالہ غذیۃ الطالبین و نزہۃ المجالس۔ از۔ حضرت اشیخ عبدالقدار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے فرمایا۔

۱۔ شب قدر کی دعا: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُفُكُ عَفْوَكَ رَحْبَةَ الْعَفْوِ فَاعْفُ عَنِّي“ ”یا غفور یا غفور“۔

۲۔ شب قدر ماہ رمضان کی تیسراں دہائی کی پانچ راتوں یعنی 21، 23، 25، 27، 29 میں تلاش کریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ، اس پوری رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جو شخص اس سے محروم رہا وہ اس کی خیر و برکت سے محروم رہا، نہ صرف محروم نہیں کیا گیا، بلکہ وہ بد نصیب ہے شب قدر میں حضرت جبرایل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اترتے ہیں۔ چار جھنڈے چار مقامات، یعنی، کعبہ شریف مسجد نبوی، بیت المقدس، اور طور سنیا پر نصب کرتے ہیں پھر فرشتوں کو حکم کرتے ہیں کہ

ہر مومن مسلمان کے گھر میں پھیل جاؤ اور کشتی اور جہاز میں خوشخبری سناؤ، تو یہ فرشتے اہل عبادت کو خوشخبری سناتے ہیں اور شب بیداروں سے مصافحہ کرتے ہیں یہ فرشتے مطلع فخر تک رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت اور تکبیر و تحمل کرتے ہیں۔ مگر جہاں پر تصویر، کتا، سورا اور شراب ہونہیں جاتے۔

### 3۔ نوافل شب قدر: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے کہ،

(۱) جو شخص شب قدر میں دور رکعت نماز اس طرح پڑھنے کے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اندا اندا زانی، ایک بار، اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھتے ہو۔ اس کو دنہ ت اور یہیں، حضرت نوح، حضرت شعیب، حضرت ایوب اور حضرت داؤد علیہم السلام جیسا ثواب حاصل ہوگا۔ اور اس کو جنت میں ایک شہر دیا جائے گا، جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

(۲) جو شخص، شب قدر، دور رکعت نماز اس طرح پڑھنے کے ہر رکعت میں، سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات مرتبہ پڑھنے اور نماز ختم ہونے کے بعد ستر مرتبہ۔

”استغفرو اللہ العظیم الذی لا اله الا هو الحی القووم واتوب الیه“۔  
پڑھنے تو یہ اپنے مصلے سے ابھی سر بھی نہ اٹھا پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کیلئے جنت میں میوہل کے درخت لگاتے رہیں اور محل تعمیر کرتے رہیں اور نہریں بناتے رہیں۔

اور یہ پڑھنے والا اُن کو، جب تک خواب میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا، اس وقت تک اس کو موت نہ آئے گی۔

(۳) جو شخص شب قدر میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنے کے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد، سورۃ التکاثر، ایک بار اور سورۃ اخلاص، تین بار، پڑھنے تو۔ اس پر موت کی ختنی آسان ہوگی، عذاب قبر اٹھ جائے گا اس کو جنت میں چارستون ملیں گے اور ہر ستون پر ایک ہزار محل ہوں گے۔

(۴) جو شخص شب قدر میں چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 'اَنَا اَنْزَلْنَا' تین بار اور سورۃ اخلاص پچاس بار پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد، سو ممکنہ پڑھتے تو وہ، جو مانگے گا، پائے گا۔

(۵) جو شخص شب قدر میں چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد 'اَنَا اَنْزَلْنَا'، ایک بار، اور سورۃ اخلاص، ستائیں بار پڑھتے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہو ہے۔ اور اُس کو جنت میں ہزار محل ملیں گے۔

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، جو شخص شب قدر میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھتے تو اُسے ہر مصیبت سے نجات ملے گی، اور ہزار فرشتے اُس کے لیے، جنت کی دعا کرتے ہیں۔

## 5۔ نمازِ ماہِ شوال۔ نمازِ عتقاء

کل رکعت نماز، آٹھ اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، کے بعد پندرہ مرتبہ، سورۃ اخلاص پڑھی جائے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد 70 مرتبہ، سبحان اللہ اور 70 مرتبہ، درود شریف پڑھا جائے۔

فوائد نماز۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

(۱) جنت میں ایک مخفف عطا ہوگا، جس سے مراد جنت کے وہ چند باغات ہیں جو اتنے طویل و عریض ہیں کہ ایک سوار اس کے درختوں کے سایہ میں ایک سو سال تک بھی اُس کی مسافت طے نہ کر سکے گا جو کہ ہر حرف کے بدالے میں ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو بخش دے گا قبل اس کے کہ وہ بجدے سے سراٹھا جائے۔

(۳) اگر نمازی کا دوران نماز انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کے سارے گناہ بخش دے گا اور اُس کو شہید کا درجہ عطا فرمائے گا۔

(۴) اللہ تعالیٰ، نمازی کے دل میں حکمت کے چشمے روں فرمائے گا، اور زبان کو نطق شیریں عطا

فرمائے گا۔

(۵) اللہ تعالیٰ، نمازی کو دنیا کے امراض سے نجات دے گا اور اس کا علاج بتا دے گا۔ اگر نمازی قرضدار ہے تو اس کا قرض ادا کروادے گا۔ اگر نمازی ضرورت مند ہے تو اس کی ضرورت پوری کروادے گا، اور مقصود آسان بنادے گا۔

6۔ نماز ماہِ ذوالحجہ۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب راحت القلوب مرتبہ حضرت خواجہ اظہالدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں کہ

(۱) جو شخص ماہِ ذوالحجہ کی پہلی رات ۲ رکعت نماز اس طریقے سے ادا کرے کہ، پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں حج کرنے والوں کا ثواب لکھواتا ہے۔

(۲) جو شخص ذوالحجہ، کے پہلے عشرے میں سوم مرتبہ چہار مکالمہ پڑھے گا تو گویا اس نے،

(۱) بارہ ہزار مرتبہ، تورات پڑھی ہو، اور جب یہ کلمات انجیل میں نازل ہوئے تو ان کی برکت سے نا بینا، بینا ہو گئے۔

(ب) ان کلمات کے لکھنے والے کو دس ہزار نیکیاں ملیں گی اور اس کی دس ہزار بدیاں دور کی جائیں گی۔ اور ہزار فرشتے درود پڑھیں گے، اور اس کا عمل ابل زمین سے افضل ہوگا۔

(ج) جو شخص ان کلمات کی حرمت و تعظیم کرے گا، تو انشاء اللہ، اس کا اثر دیکھ لے گا۔

(۳) دوسرے روز، سوم مرتبہ، یہ کلمات پڑھے۔

”اَشْهَدُ اَنَّ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاحِدَةٌ صَمْدٌ، فَرْدٌ وَّتَرٌ، لَمْ يَتَخَذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا“.

تمیرے روز، سوم مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔

”اَشْهَدُ اَنَّ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اَحَدٌ، صَمْدٌ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ

یو لد ولم یکن له کفو احد ”

چوتھے روز سوم مرتبہ اشہدان کہہ کر چہارم کلمہ پڑھو۔

پانچویں روز، سوم مرتبہ، یہ کلمات پڑھے۔

حسبی اللہ و کفی، وسمع اللہ لمن دعا، ليس ورائة المنتهی سبحان من لم ينزل كريما ولا يزال رحيمـا .

(۲) بعد ازاں بقیہ پانچ دنوں میں یہی کلمات، شروع تا آخر باری باری دھرائے۔

اور جمعرات اور جمعہ، جوان دنوں میں داخل ہوں، تو ان دو دنوں میں، چھر کعت نماز اس طرح ادا کرے کہ۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھ کر سلام کہے اور پھر یہ کلمات پڑھے۔

”لا اله الا الله ، الملك الحق المبين “.

(۵) ذوالحج کے عشرہ متبرکہ میں، وتروں کے بعد اور سونے سے پہلے دور رکعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ، رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار، اور سورۃ کوثر اور سورۃ اخلاص، ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ جو شخص ذوالحج کے ایام میں، سورۃ فجر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے بچالیتا ہے۔

(۶) جو شخص عرفہ کے روز چھر کعت نماز، اس طرح ادا کریکہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والعصر ایک مرتبہ، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قریش ایک مرتبہ، تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نصر، ایک مرتبہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور پھر بقیہ دور رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے۔ تو اگر تمام خلقت بھی جمع ہو جاتے تو اس نماز کا ثواب بینا نہیں کر سکتی۔

(۷) جو شخص ذوالمحجه کی شب عرفہ کو، دور رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیت انکری سو (100) حج کا ثواب اُس کے نامہ اتمال میں لکھ دیا جائے۔

(۸) جو شخص عرفہ کے روز چار رکعت نماز نماز طلبہ کے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ہزا مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتے تو۔ وہ اللہ تعالیٰ تجوہ مانگے گا، اسے ملے گا۔

(۹) جو شخص عرفہ کے روز آفتاب غروب ہونے سے قبل ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھ لے تو خداوند تعالیٰ اس بات کی منادی کرتا ہے کہ اے بندے تو نے مجھے خوش کیا۔ اب جو چاہتا ہے مانگ لے ”ان کلمات کو جو شخص، سوتے یا بیدار ہوتے وقت پڑھ لے، تو خداوند تعالیٰ، اسے بلااؤں اور شریطیانی سے محفوظ رکھتا ہے“، کلمات یوں ہیں۔

”بسم اللہ ما شا اللہ ، لا يعطی الخیر الا اللہ“.

”بسم اللہ ما شا اللہ ، الخیر کلمہ بید اللہ“.

”بسم اللہ ما شا اللہ ، لا يصرف السوء الا اللہ“.

”بسم اللہ ما شا اللہ ، لا حِولَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ“.

”بسم اللہ ما هنامن نعمة عمن اللہ“.

(۱۰) عید الفتحی کی رات میں بارہ (۱۲) رکعت نماز ادا کرنے کا حکم آیا ہے جس میں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پانچ بار پڑھتے۔

(۱۱) عید کی نماز اور خطبہ کے بعد چار رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ المنشریج،

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والمرسلات تیسرا رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الفتحی اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھتے۔

(۱۲) حدیث مبارکہ کے مطابق جو شخص عید الفتحی کے بعد دو رکعت نماز گھر میں ادا کرے، کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والمرسلات پانچ مرتبہ پڑھتے تو وہ حج، عمرہ، طواف کی کوشش اور حاجیوں کی دسائیں شامل ہو گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس کے مال میں بھی برکت ہے گا۔

(۱۳) جو شخص ذو الحجہ کے مہینے کے آخر میں دور رکعت نماز اس طرح ادا کرتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ کر سلام کہتا ہے جس کے بعد حسب ذیل دعا، سات مرتبہ پڑھتا ہے تو خداوند تعالیٰ، اس کے سال پھر کے گناہ بخش دیتا ہے اور اُس کو سال بھرا پنے حفظ و امان میں رکھتا ہے۔ دعا یہ ہے۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، اللَّهُمَّ مَا عَمَلْتَ مِنْ عَمَلٍ فِي هَذَا السَّنَةِ، مَمَانَهِيْتُنِي عَنْهُ وَلَمْ تَرْضِهِ وَلَمْ نُسِيَّهُ وَلَمْ تَنْهِ، وَحَمَلْتَنِي عَنِّي بَعْدَ قَرْرَتِكَ عَلَىٰ عَقُوبَتِي دَعَوْتُنِي إِلَى التَّوْبَةِ بَعْدَ حِرَاءَ إِلَيْكَ“.

”اللَّهُمَّ أَنِّي فَاسْتغْفِرُ بِكَ فِيهَا، يَا عَفُورَ فَاغْفِرْ لِي وَمَا عَمَلْتَ مِنْ عَمَلٍ تَرْضَاهُ عَنِّي، عَدْتُ فِي التَّوَابَ نَقْلَةً مِنِّي، وَلَا تَقْطَعْ رَجَائِي يَا عَظِيمَ الرَّجَاءِ“.

”اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي خَيْرَ هَذَا السَّنَةِ وَمَا فِيهَا، بِرَحْمَتِكَ يَا الرَّحْمَنِ الْأَحْمَنِ“.

## 6- قرآن پاک، کی سورتوں کی فضیلت

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب راحت القلوب، مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں فرماتے ہیں کہ۔

### 1- سورۃ اخلاص کی فضیلت

(۱) جو شخص قرآن مجید کے ختم کا ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ہر رات کو 25 مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔

(۲) قرآن شریف ختم کرنے کے بعد سورۃ اخلاص جو 3 مرتبہ پڑھی جاتی ہے وہ اس لیے ہے کہ سورۃ اخلاص، قرآن شریف کا ثلث یعنی تیرا حصہ ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر قرآن شریف ختم کرتے وقت کہیں کمی رہ گئی ہے تو وہ پوری ہو جائے۔

(۳) سورۃ اخلاص پڑھنے سے، عالم تجلی سے اسرار و انوار نازل ہوتے ہیں۔ اور عاشق، عشق و محبت کے صحراء میں جا پڑتا ہے اور وہاں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے دریا میں غرق ہوتا ہے۔ جس کے بعد سات رات اور سات دن کے بعد وہ عاشق عالم صحومیں آتا ہے۔

(۴) سورۃ اخلاص۔

(ا) دس مرتبہ پڑھنے سے گرفتاری سے امن و امان نصیب ہوتا ہے۔

(ii) پانچ مرتبہ پڑھنے سے روحانی نعمتیں ملنے کا سبب ہے۔

(iii) تین مرتبہ پڑھنے سے، (ا) دشمن پر دم کرنے سے وہ مہربان ہو سکتا ہے (ب) پانی پر دم کرنے سے وہ پھٹ سکتا ہے اور دریا میں راستہ مل سکتا ہے (ج) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سورۃ اخلاص ہی کے پڑھنے سے دوسرے روز خیر کا قلعہ فتح ہو گیا تھا۔

(۵) جو شخص فریضہ نماز کے بعد ”تین سورۃ اخلاص“ اور ”تین مرتبہ درود شریف“ اور یہ آیت پڑھے ”وَمَنْ يَتَقَرَّبْ إِلَيْهِ بِحُسْبَةِ ذَرَّةٍ مَّا يَعْلَمُ لَهُ مَنْ يَعْلَمُ“ اور ”اللَّهُ فِيهِ حَسْبُهُ، إِنَّ اللَّهَ بِالْعَالَمِينَ“

اور آسمان کی طرف پھونکے تو حق تعالیٰ اس بندے کو تین نعمتیں عنایت فرماتا ہے

(۱) نجات، کہ بے حساب جنت میں داخل ہو گا۔ (۲) رازی عمر (۳) زیادتی مال۔

(۶) جو شخص جمعرات کو، دور کعت نماز، اس طرح ادا کرے کہ ہر کعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ تو منکر نکیر سے امن سے رہے گا۔

(۷) سورۃ بقرہ۔ (۱) جو شخص سورۃ بقرہ کی دس آیات اس ترتیب سے پڑھے کہ، چار آیات، آیت

الکرسی سے پہلے کی، چار بعد کی، اور سورۃ بقرہ کے آخر کی تو۔ اُس کے گھر میں شیطان نہیں آتا۔

(۲) جو شخص صحیح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان، ایک بار تین روز تک، اُسی نیت سے سورۃ بقرہ پڑھے گا تو، خدا تعالیٰ اُس کی نیت پوری کرے گا۔

(۳) قرآن شریف ختم کرنے کے بعد چند آیات سورۃ بقرہ کی اس لیے پڑھی جاتی ہیں کہ جیسا کہ، رسول خدا نے فرمایا ہے کہ، ”الحال المرحل“ حال، یعنی آیا ہوا۔ مرحل یعنی منزل سے روانہ ہوا۔ اس بات کی طرف اشارہ کہ جب قرآن شریف ختم کرتا ہے تو وہ گویا منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جب ساتھ ہی چند آیات سورۃ بقرہ کی پڑھتا ہے تو گویا پھرئی منزل شروع کرتا ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن شریف ختم کرتے ہی دوبارہ شروع کر دے۔

(۴) سورۃ دخان کی فضیلت - حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ بارش کی قلت لوگوں کے شامت اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے جب ایسی صورت ہو تو، لوگوں کو صدقہ دینا چاہیے اور عبادت میں مشغول ہونا چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ، ان کی دعا اور عبادت سے برکت پیدا کریا اور مہینہ بر سائے۔

جس شہر میں بارش نہ ہو، وہاں رات کو، سورۃ دخان کا ختم پڑھنا چاہیے۔ جو کہ پچھتر مرتبہ کا ہے جو شخص سورۃ مائدہ ہر روز سات 7 مرتبہ پڑھے اس کے شہر میں بارش کی کبھی قلت نہ ہوگی۔

(۵) سورۃ لیسین - کا ختم ہر ایک مہم کے لیے کافی ہے اور جو شخص رات کو سورۃ لیسین پڑھتا ہے گویا اُس نے شب قدر پائی سورۃ ملک، پڑھنے سے قبر کا عذاب اٹھ جاتا ہے۔ حفظ الایمان کیلئے، سورۃ زخرف، اکیس 21 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ اسرار الہی کے اظہار کیلئے، سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکتا لیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سورۃ السباء اکتا لیس مرتبہ پڑھنی چاہیے

(۶) توبہ قبول ہونے کی خاطر، پہلے ستر مرتبہ استغفار پڑھے، پھر سورۃ اعراف کی تلاوت کرے پھر، رکعت نماز، اس طرح اداً امرے کے پہلی رُعَت میں سورۃ فاتحہ، ایک مرتبہ اور سورۃ الکافرون

سوم مرتبہ دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص سوم مرتبہ پڑھے۔

(6) دینی و دنیاوی حاجتوں کیلئے ہر روز دو مرتبہ، سورۃ آل عمران، پڑھنی چاہیے۔ اور جو شخص ہر روز سات مرتبہ، سورۃ النساء پڑھے، وہ دینی و دنیاوی عذابوں سے بے خوف ہو جائے گا۔ سورۃ انعام کا ختم اکتا لیں یا ستر مرتبہ ہے، پس جو شخص برائے حاجت اُس کا ختم کرے، اس کی حاجت برائے گی۔

(7) جو شخص دنیا کی قید و قید خانے سے خلاصی چاہے اور آخرت میں محفوظ رہنا چاہے، تو وہ روز چار مرتبہ، سورۃ انفال پڑھے۔ دین و دنیا کی خلاصی کیلئے، سورۃ المؤمنون سات مرتبہ، پڑھنی چاہیے۔ دین اور دنیاوی سعادت حاصل کرنے کیلئے، سورۃ لقمان، ستر مرتبہ پڑھنی چاہیے مصیبتوں کو دور کرنے کیلئے اور سعادت حاصل کرنے کیلئے سورۃ حم عشق، سات مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(8) جہان میں عاقبت بخیر ہونے، اور کاموں پر فتح مندی حاصل کرنے کیلئے، سورۃ توبہ چالیس

(40) مرتبہ پڑھنی چاہیے کافروں پر کامیابی حاصل کرنے کیلئے، سورۃ ہود کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ دشمنان دین کے خوف و ڈر سے بے خوف ہونے کیلئے سات مرتبہ سورۃ رعد پڑھنی چاہیے دشمنوں کی مقہوری کیلئے، سورۃ انبیاء پھر مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ سورۃ فرقان کا ختم سات مرتبہ اور ہر سورۃ والشمس کا ختم پھر مرتبہ ہے جو کہ دشمنان دین کو دور کرنے کیلئے پڑھنا چاہیے۔

دشمن کی ہلاکت کیلئے، سورۃ الروم اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ ہر ایک ہم کیلئے، ہر جمعہ کی چالیس مرتبہ، سورۃ کہف پڑھنی چاہیے۔ مہمات کے سرانجام ہونے کیلئے سورۃ الام نشر 75 مرتبہ پڑھنی چاہیے بے خوف ہونے کیلئے سورۃ والصفات، 21 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(9) عزیز ہونے، قرآن شریف پڑھنے اور حفظ کرنے کیلئے سورۃ ابراہیم، 10 مرتبہ پڑھنی چاہیے سورۃ بنی اسرائیل کا ختم 10 مرتبہ پڑھنا چاہیے سورۃ طہ، جعرات کو 3 مرتبہ پڑھنی چاہیے اللہ تعالیٰ بغير زبان اور تالوکے، اس سورۃ کو پڑھتا ہے جو شخص، یہ سورۃ پڑھتا ہے تو وہ گویا، اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کیلئے سورۃ قتل، ہشتم پڑھنا چاہیے۔

اگر 10 مرتبہ پڑھی جائے تو اس کا اس قدر ثواب ہوتا ہے کہ جتنا انبیاء کو ہوا۔ شہادت کا درجہ پانے کیلئے، سورۃ السجدة 21 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ بزرگوں کو ثواب پہنچانے اور بلااؤں سے محفوظ رہنے کیلئے سورۃ فاطر السموات 70 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

(۱۰) طاعون سے نجات کیلئے، سورۃ سجده، 2 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ مرگی والے اور جنون والے کی صحت کیلئے 70 مرتبہ سورۃ حج پڑھ کر دم کرنی چاہیے۔ انشا اللہ صحت یاب ہوگا۔ قسم قسم کی بلااؤں کیا، دفعہ کیلئے سورۃ نور 7 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ وسوسہ شیطانی سے بچنے کیلئے سورۃ عنکبوت 10 مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ شیطاناں کو بھگانے کیلئے، جعراۃ کو پانچ مرتبہ، سورۃ تنزیل الکتاب، پڑھنی چاہیے۔

(۱۱) جو شخص ہر روز 10 مرتبہ سورۃ خل پڑھے گا اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا پائے گا۔ اور جو شخص ہر روز بلانگہ 20 مرتبہ سورۃ مریم پڑھے گا فرانخی نعمت و فرانخی کام ہوگی۔

## 7۔ معمولاتِ زندگی کے روزمرہ میں

۱۔ از حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف۔

(۱) صحیح کے وقت یہ پڑھے۔ "اللهم انت خلقتنی وانت هدیتني وانت تطعمتني وانت تسقینی وانت تمثینی وانت تحینی انت ربی لارب لی سوال ولا اله الا انت وحدة لا شريك لك ماشاء الله لا قوۃ الا بالله ماشاء الله وكل نعمة من الله ماشاء الله الخير كلہ بیدالله ماشاء الله لا یصرف السوء الا الله حسبی الله لا الله الا هو عليه تو کلت وهو رب العرش العظیم"۔

(۲) اگر بندہ کو اپنے حوانج اور امور معاش کیلئے باہر جانا ہو تو یہ اولی اور افضل ہے کہ وہ نہ کے وقت باہر جائے اور گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور جب کبھی اپنے گھر سے نکلے تو یہ پڑھئے "بسم اللہ ماشاء الله حسبی الله ، لا قوۃ الا بالله" اللہم الیک

خرجت وانت اخر جتنی ”۔

سورۃ فاتحہ اور معوذین اور جس قدر ہو سکے ہر روز صدقہ دینا ترک نہ کرے۔

(۳) مقالید السموات والارض یہ ہے۔

” لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و سبحان اللہ و الحمد للہ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ عزوجل ، واستغفر اللہ الاول و الآخر و الظاهر و الباطن له الملک وله الحمد بیدہ الخیر وهو علیٰ کل شیٰ قدیر ”۔

جس شخص نے دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام کے وقت یہ کہا تو اسے چھ خصائص عطا کی جاتی ہیں۔

(۱) وہ شیطان اور اُس کے لشکر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہے۔

(۳) اُس کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ، اس کو حوران کشادہ چشم سے متزوج کرتا ہے۔

(۵) بارہ فرشتے، اُس کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں۔

(۶) اُس کیلئے اتنا اجر ہوتا ہے، جیسے کہ کسی نے حج اور عمرہ کیا ہو۔

(۷) اور چاہیے کہ سو، سو مرتبہ یہ کہے۔

(۱) سبحان اللہ و الحمد للہ ، آخر تک (۲) لا الہ الا اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ (۳) لا الہ اللہ الملک الحق المبین (۴) استغفر اللہ العظیم الذي لا الہ الا هو الحی القیوم واساله التویة (۵) ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (۶) اللهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد .

(۷) ایک دن اور رات میں اس تسبیح کو سو بار پڑھے ” سبحان اللہ العلی الديان ، سبحان

الله الشديد الا رکان ، سبحان من يذهب بالليل ويأتي بالنهار ، سبحان من لا يغله شان عن الشان ، سبحان الحنان المنان سبحان الصبيح في كل مكان .

(۶) جس شخص نے اپنے دن بھر میں، دو سو مرتبہ اس کلمہ کو کہا تو کسی نے نہ، اپنے دین میں اس کے عمل سے افضل عمل کیا کلمہ یہ ہے۔

”لا إله إلا الله الملك الحق المبين“.

(۷) دعا مغز عبادت ہے، اس میں برکت ہے، تو چاہیے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعائیں گے، چاہیے اکیا ہو، جماعت میں امام ہو یا مفتدی ان میں سے جس قدر چاہیے مختصر کرے۔

(۸) ”اللهم انت السلام و منك السلام واليک يرجع السلام، فحينما ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام، تبارك يا ذوالجلال والاكرام“.

## متفرق کتب سے حاصل شدہ تعوذ

(۹) اللهم انى اعوذ بك من جهد البلاء و درك الثقاء و سوء القضاء و شماتة الا عداء.“.

یعنی اے اللہ، میں باکی مشقت اور بدجھتی سے اور بدجھتی کے ملنے سے اور قسمت کے برے فیصلے سے اور دشمنوں کی خوشی سے، تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۱۰) ”آعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطن وشركه وان اشرف على نفسي سوءا“.

یعنی میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے نفس کی ہر برائی سے شیطان کی شرارت و شرک سے، اور اس بات سے کہ میں کسی گناہ کا ارتکاب کروں۔

(۱۱) آعوذ بالله من النار ومن شر الكفار ومن غضب الجبار، نعوذ بالله من شر كل حاسد، اللهم انى آعوذ بك الخبث والخائث“.

یعنی میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی، آگ سے کفار کے شر سے اور جبار کے غضب سے، پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی، کل حسدوں کے شر سے، اے اللہ، میں ناپاک شیطانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۱۷) آعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم ، من همزه و نفخه ونفة وقل رب اسودبک من همزه الشيطن و آعوذبك رب ان يحضرؤن .

یہی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، جو سننے اور جاننے والا ہے شیطان مردوں سے، اس کے دوسروں سے، اس کے جھاڑ بھونک و جادو لونے سے۔ اور کہو پروردگار، میں شیاطین کی اکساتھوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(۱۸) جب شیطان نماز میں حائل ہوتا، آعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، پڑھ کر با میں جانب تین ۳ مرتبہ تھوک دیں۔

## (۲۷) عوارف المعارف سے ماخوذ، درود یہ دعا

”اللهم انى اسئلك الصلوة على محمد وعلى آله ، واسئلك من الخير كله  
عاجله و آجله ما اعلمت منه و مالم اعلم واسئلك اجنة وما قرب اليها من قول  
وعمل ، اعوذبك من النار ما قرب اليها من قول و عمل . واسئلك ماسالك  
به عبدك ونبيك محمد صلی الله عليه وسلم ، واسعذك بما استعاذك  
منه عبدك ونبيك محمد صلی الله عليه وسلم ، واسئلك ما قضيت لي من  
امراً يجعل عاقبة رشدا ، برحمتك يارحم الرحيمين يا حسبي يا قيوم برحمتك  
استغيث لاتكلفني الى تفسير تحريفة عين و اصلاح لى شان كله.

یا نور السموات والارض یا جمال السموات والارض یا عمد السموات والارض یا بدیع السموات والارض با ذم الجلال والاكرام یا

صريح المستصر حين ياغوث المستغثين يا منيتي رغبة الراغبين ويا مفرج عن المكروبين والمدوح عن المغمومين ومجيب الدعوة المضطرين وكاشف السوء وارحم الراحمين واله العالمين ، تزول بك كل حاجة ، يا ارحم الراحمين ” .

### متفرق رسائل سے حاصل شدہ دعائیں

(۱) دُعا نور۔ بسم الله الرحمن الرحيم ، ”اللهم يا نور تنورت بالنور والنور في نورك يا نور ، اللهم بارك علينا وارفعنا بلاءنا ، يارئوف لبيك وارحم لبيك واسفع لبيك واغفر لبيك واكرم لبيك ، فان الله يبعث من في القبور اللهم ارزقنا خير الدارين مع القرب والا خلاص والاستقامة بلطفك ، وصلى الله تعالى على خير خلقه ونور عرشه محمد واله واصحابه اجمعين وصلى الله وسلم ، تسلیماً كثیراً كثیراً ، برحمتك يا رحم الراحمين .

فضائل دعا۔ ایک روز حضرت جبرایل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ خداوند تعالیٰ نے یہ دعا آپ کی امت کی بخشش کے طور پر بھیجی ہے جس سے پڑھنے والے کو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے۔

(۲) اس کو اسی ہزار شہیدوں ، صد یقوں ، لوح و قلم ، عرش و کرسی ، سات زمین ، سات آسمان اور آٹھ جنتوں کا ثواب ملتا ہے۔

(۳) حضرت ابراہیم ، حضرت موسیٰ ، حضرت نوح ، حضرت عیسیٰ ، حضرت یعقوب ، اور سارے کے سارے فرشتوں کا ثواب ملتا ہے۔

(۴) اس پر شمشیر یا تیر ، اثر نہ کرے گا ، آزادی نصیب ہوگی ، بادشاہ کے نزدیک جائے گا تو سرخ رو لوئے گا سفر کو جائے گا تو سلامت واپس آئے گا۔ قرض ، بیماری ، غم اور بلاء سے نجات و خلاصی

پائے گا۔ اختصاریہ کہ، اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہوگی۔

(۲) والدین کی بخشش کی دعا۔

بسم الله الرحمن الرحيم ، "الحمد لله رب السموات والارض وهو العزيز الحكيم ، الله الحمد لله ، رب السموات ورب الارض ورب العالمين ، وله الكرياء ، في السموات والارض وهو العزيز الحكيم ، وته عظمة في السموات والارض وهو العزيز الحكيم " .

فضائل دعا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا تو خداوند تعالیٰ اس کا ثواب پڑھنے والے کے، ماں باپ کو دے گا۔ اور گویا کہ پڑھنے والے نے حق والدین ادا کر دیا۔

(۳) حفاظت اہل و عیال کی دعا۔

بسم الله الرحمن الرحيم "انا لله وانا اليه راجعون حسبنا الله ونعم الوكيل ، ما شاء الله لا قوة الا بالله لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين ، فاستجبنا له ونجينا ه من انعمر و كذلك نجى المؤمنين ، يا حافظ يا حفيظ يا لطيف لما يشاء ، انه هو العليم الحكيم " .

فضائل دعا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ جو شخص ہر روز صبح کی نماز کے بعد یہ دعا ایک بار پڑھے اور پہنچنے اہل و عیال پر دم کرے تو، اگر سات طبقہ آسمان اور زمین زیر وزبر ہو جائیں، اور پھر بھی آسمان سے بر سیں تو اللہ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے گا۔

(۴) بچوں کو رخصت کرنے کی دعا۔

بسم الله ، اللهم حنينا الشيطان و حنيب الشيطان ، ما رزقتنا اهيد كما ب الكلمات  
الله ، انثامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة" .

یعنی۔ اللہ کے نام سے، اے اللہ ہم کو شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھ۔ میں تم

دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان سے اور موذی جانور سے اور نظر بد سے۔

### (۵) عذاب قبر سے رہائی کیلئے۔

(ا) جو شخص ان پانچ سورتوں المزمل، والشمس، والضحیٰ، والیل اور الْمُنْثَرِ کو لکھ کر ہر روز پڑھا کرے تو عذاب قبر سے امن میں رہے گا۔

(ب) جو شخص دور رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اذالزلزلۃ الارض، پندرہ بار پڑھے تو عنایت اللہ سے عذاب قبر سے رہا ہوگا۔ (راحت القلوب سے ماخوذ)

### (۶) موت کے وقت کی دعا۔

اللهم هون سکراۃ الموت، یعنی اے اللہ موت کی تلخی کو آسان فرم۔ حضور ﷺ کے آخر وقت پر یہی الفاظ تھے۔

## 8۔ حسن ذکر

1۔ اقوال حضرت بابا فرید الدین مسعودؒ کنج شکر بحوالہ، راحت القلوب۔

1۔ جو شخص خداوند تعالیٰ کو خوش کرنا چاہے تو کلمہ طیبہ پڑھے جو شخص رسول اللہ کو خوش کرنا چاہے تو درود شریف سو مرتبہ پڑھے۔

2۔ جو شخص کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو وہ سو مرتبہ " لا الہ الا اللہ العظیم الحکیم الکریم ،

پڑھے۔ اور جو شخص رات کو جہاد کا ثواب حاصل کرنا چاہے تو وسیع مرتبہ سبحان اللہ کہے۔

3- مرید کیلئے حسب ذیل ذکر کی تلقین فرمائی۔ لا الہ الا اللہ، نوبار، وسیع بار محمد رسول اللہ سبحان اللہ والحمد لله ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اکیس مرتبہ اور یا حجی یا قیوم، تمیں مرتبہ۔

4. ”بسم اللہ الرحمن الرحيم، يادائم العزیز و القایا، ذوالجلال والجود والعطایا، يا الله یار حمن یار حیم بحق ایا ک نعبد وایا ک نستعين“.

وضاحت۔ حضرت بابا فرید اپنی وفات کے تھوڑے غرصے کے بعد خواب میں حضرت خواجہ امیر حسرو رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور بتایا کہ بعد از مرگ ان پر جو فضل الہی ہوا ہے وہ محض ایک کلمہ (تذکرہ نمبر 4) کی بدولت ہوا ہے۔ اور حکم دیا کہ وہ کلمہ حضرت خواجہ نظام الدین کو بتلا دیں۔ حضرت خواجہ امیر خسرو نے حسب الحکم یہ کلمہ حضرت خواجہ نظام کو بتلا دیا، جس کو انہوں نے اپنا ورد مقرر کر لیا۔

## 2- مختلف رسائل سے حاصل شدہ، ذکر

(۱) سورۃ حشر کی آخری تین آیات بسم اللہ الرحمن الرحيم ”هو الله الذي لا  
الله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمن الرحيم“.

”هو الله الذي لا الله الا هو الملك القدس السلم المؤمن المهيمن  
العزیز الجبار المتکبر، سبحان الله عما یشرکون“.

”هو الله الخالق الباری المصوّر له الاسمااء الحسنی، یسبح له ما فی  
السموّات ولا ما فی السموّات والارض وهو العزیز الحکیم“.

یعنی۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہو جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

”وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں جو جانتا ہے چھپا اور کھلا، وہ بڑا مہربان

اور حم کرنے والا ہے۔“

”وَهُنَّا اللَّهُ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، وہ بادشاہ پاک ذات، اچھا، امان دیتا، پناہ میں لیتا، زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی ہے، پاک ہے اللہ اُس سے جو شریک بناتے ہیں۔“

”وَهُنَّا اللَّهُ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرتا، صورت کھینچتا، اُس کے سب نام خاصے ہیں، اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔“

(2) سات سلام۔**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** (۱) سلام قو لا من رب رب رحيم (۲)  
سلام على نوح في العلمين (۳) سلام على ابراهيم (۴) سلام على موسى  
وهارون (۵) سلام على الياسين (۶) سلام عليكم طبتم فادخلوها خلدین (۷)  
سلام حيى حتى مطلع الفجر۔

(3) ”اسم اعظم“۔ اسم اعظم کی تلاش کا اصول یہ ہے کہ جس آیت میں یا الفظ میں خداوند تعالیٰ کی، شان معبودیت شان رحمانیت، شان قبولیت، شان حمدیت، شان قدرت، شان جلالیت، شان علویت، شان بدیعت اور شان لطافت کا اظہار ہوتا ہو وہ لفظ یا آئت اسم اعظم ہو گی۔

لہذا معلوم ہوا کہ ہم اسے جس نام سے بھی پکاریں اُسی نام سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے گی اور یہی قربت جس نام سے میر آتی ہے وہ اسم اعظم ہے۔ بحالات متذکرہ بالامدرجہ ذیل الفاظ اسم اعظم کے زمرے میں آتے ہیں۔

”الله، يَا اللَّهُ، اللَّهُ الصَّمَدُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَا قَادِرٌ، يَا رَحْمَنٌ يَا رَحِيمٌ، يَا حَسِيرٌ يَا قَيْوَمٌ، يَا حَنَانٌ، يَا مَنَانٌ، يَا لَطِيفٌ، يَا رَحْمَمُ الرَّاحِمِينَ، يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْأَكْرَامِ“۔

جو شخص ان میں سے کسی ایک کو ورد مقرر کر کے دس ہزار مرتبہ صح اور دس ہزار مرتبہ، شام، سونے سے قبل روزانہ مسلسل سات سال تک کروڑوں کی تعداد میں پڑھتے تو وہ اسم اعظم کے اسرار

کو پالے گا اور اس کو اسم اعظم کے فوائد حاصل ہوں گے۔ وہ جوبات زبان سے نکالے گا، پوری ہوگی۔ یہ امیر آیات پر بھی صادق آتا ہے مندرجہ ذیل آیات، جو اسم اعظم کے زمرے میں آتی ہیں

(۱) اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ، الحمد لله رب العلمین ”۔

(۲) آم ، اللہ لآللہ الا ہو الحی القیوم ”۔

(۳) ”سبحان الملک القدوس الكثير المتعال ، لالله الا ہو الحی القیوم ”۔

(۴) ”لا اله الا انت سبحانک انى كنت من الظالمين“۔

(۵) ”والهکم الہ واحد لا اله الا ہو الرحمن الرحیم ”۔

(۶) ”اللّٰہم فاطر السموات والارض ، عالم الغیب والشهادة وفي كل شيء له اية تدل على انه واحد ، لا اله الا انت رب كل شيء وملکيه“۔

(۷) اللّٰہم انى استلک بانک انت الله ، لا اله الا انت الاحد الصمد الذى لم يلد ولم يو لد ولم يكن له كفوا احد“۔

(۸) ”اللّٰہم انى استلک بان لك الحمد ، لا اله الا انت الحنان المنان بدیع السموات والارض يا ذوالجلال والاکرام يا حی يا قیوم ”۔

(۹) ”لا اله الا الله ، وحده لا شريك له ، له الملك وله الحمد ، وهو على كل شيء قادر ، ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم“۔

(۱۰) حضرت بابا فرید کا (بحوالہ راحت القلوب بیان کردہ اسم اعظم، یہ ہے۔

یا دائم بلا فناء یا قائم بلا زوال ویا امیر بلا وزیر۔

(۱۱) ”سبحان ذی الملک والملکوت ، سبحان ذی العزة والعظمة والهیبة والقدرة والکمال والجلال والکبریاء والجبروت ، سبحان الملک الحی الذي لا ينام ولا یموت ، سبوح قدوس ، ربنا ورب الملائكة والروح“۔

## 4- فضائل الانبياء سے حاصل شدہ چند قرآنی دعائیں

(ا) مغفرت، بخشش اور گناہوں سے معافی کی دعا۔

”ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسرین“.  
یعنی، اے میرے رب ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں معاف کر کے رحم نہ کرے، تو ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(ii) بیماری سے شفاء کیلئے دعا۔

”انی هنسنی الضر و انت الراحم الرامین“.

یعنی، مجھ کو ایذا پہنچی ہے اور تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

(iii) حصول رزق کی دعا۔

”رب تسمع كلامي و تعرف ، مكانى و ترزقى فى قلب حجره“.

یعنی، اے پروردگار، تو مجھ کو دیکھتا ہے، اور میرا کلامہ سنتا ہے اور میری جگہ جانتا ہے، اور روزی پتھر کے انداز پہنچاتا ہے۔

(iv) حصول اقتدار کی دعا۔

”رب اغفرلى و هب لى ملکاً، لا ينبعى لاحد من م بعدى ، انك انت الوهاب“

یعنی، اپنے پروردگار، میری مغفرت کر، اور مجھ کو بخش ایسا ملک، کہ نہ لا تھی ہو کسی کو میرے بعد، تو سب سے زیادہ بخششے والا ہے۔

(v) بدکاری سے بچنے کیلئے دعا۔

”وما ابرى و نفسي ان النفس لا مارة بائسوء الا ما راحمه ربى ان ربى غفور رحيم“.

یعنی میں نہیں پاک کرتا اپنے نفس کو البتہ نفس حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے، مگر جو حم کرے میرا پروردگار جو بخشنے والا مہربان ہے۔

9- روزمرہ کے واقعات زندگی میں ”غنية الطالبين سے چند دعائیں“،

1- دوران سفر چوروں، ڈاکوؤں اور درندوں سے حفاظت کیلئے دعائیں۔

(ا) اللهم احرسنا بعينك التي لا ينام و اكتفنا بر كنك الذي لا يراغ ، وارحمنا بقدر تك علينا ان هلك وانت رجائنا .

یعنی، الہی ہماری نگہبانی فرم اپنی اُس آنکھ سے جو کبھی نہیں سوتی، اور اپنی اُس طاقت سے ہم کو پناہ دے جس کی مخالفت کا کوئی قصد نہیں کر سکتا، تو ہم پر قادر ہے اُسی قدرت سے ہم پر حرم فرم، تو ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

(ii) بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم .

یعنی، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، جیسے آسمان اور زمین کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی، وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

2- راستہ بھولنے، ڈریا بے خوابی، دور کرنیکی دعا:

”بسم الله ذي الشان العظيم البرهان شديد السلطان كل يوم هو في شان ، اعوذ بالله من الشيطان ، ماشاء الله كان ، لا حول ولا قوه الا بالله“.

یعنی، اُس خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو صاحب رتبہ ہے، اُس کی دلیل بہت عظیم ہے، اس کی قدرت بڑی سخت ہے، ہر دن وہ نئی شان میں ہے۔ میں شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، وہی ہوتا ہے جو اللہ کو منظور ہوتا ہے اور کوئی خوف نہیں اور کوئی قوت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

### 3۔ آندھی چلتے وقت کی دعا۔

”اللَّهُمَّ انِّي اسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أَرْسَلْتَ بِهِ، وَاعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَرْسَلْتَ بِهِ“

یعنی اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیریت اور اور جو کچھ اس میں ہے اُس کی خیریت اور جس غرض سے اُس کو بھیجا گیا اُس کی خیریت، کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے اُس کے شر سے اور جو کچھ اُس میں ہے اُس کے شر سے اور جس غرض سے اسے بھیجا گیا اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

### 4۔ درد، دور کرنے کی دعا

”رَبِّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاوَاتِ تَقْدِيسُ اسْمَكَ امْرَكَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتَكَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حَوْبَنَا وَخَطَايَا نَا ، يَارَبُ الطَّينِ ، انْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشَفَاءً مِنْ شَفَائِكَ عَلَى الْوَجْعِ الَّذِي بَهِ“.

یعنی، ہمارا اللہ وہ ہے جس کا نام آسمانوں میں مقدس ہے، الہی تیرا حکم آسمان اور زمین میں ایسا ہی نافذ و جاری ہے جیسے تیری رحمت آسمان اور زمین میں عام ہے الہی ہمارے گناہ اور قصور معاف کر دے۔ اے پاک لوگوں کے رب، اپنی رحمت کا کچھ چھینٹا اور اپنی شفاء میں سے اس درد کو جو لاحق ہے شفاء دے۔

### 5۔ رنج والم، دور کرنے کی دعا

”اَنْ رَبِّنَا اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَولَّ الصَّالِحِينَ حَسْبِنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ الا هُوَ عَلَيْهِ تَوْكِيدٌ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“.

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ ایسا مالک ہے کہ اُس نے قرآن پاک نازل فرمایا، اور جس قدر نیکو کارلوگ بنتا وہ اُن کا دالی ہے اور ہمیں اُنہے کافی ہے اُس کے واکوئی معبود نہیں، میرے نے اُسی پر تو کام کیا اور

وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔

## 6۔ مصیبت کے وقت کی دعا

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اللَّهُ الْعَلِيمُ، سَبَّحَانَ اللَّهَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ“

یعنی، خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر بات جاننے والا ہے، کریم پاک ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک  
ہے۔ تمام حمد اُسی کیلئے ہے اور وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے۔

عام رسائل سے حاصل شدہ دعائیں۔

### (1) جن کو نکالنے کی دعا

بِسْمِ اللَّهِ، إِنَّا عَبْدُ اللَّهِ أَخْسَأْدُ اللَّهِ.

یعنی، اللہ کے نام سے میں اللہ کا بندہ ہوں، بھاگِ اللہ کے دشمن، اس کے بعد آیتِ الکرسی کی  
تلاؤت کی جائے۔

### (2) دعاء شکرانہ

”رَبِّ اوزْعَنِي أَنْ شَكَرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي انْعَمْتَ عَلَى وَعَلَى وَالَّذِي وَانْ اعْمَلَ  
صَالِحًا تَرْضَهُ وَاصْلَحْ لَى فِي ذَرِيَّتِي أَنِّي تَبَتَّ إِلَيْكَ وَأَنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ“.

یعنی، اے میرے ربِ مجھے توفیق دے کہ تیری اُن نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے مجھے عطا  
فرمائیں اور میرے والدین کو بھی، اور مجھے یہ بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک کام کرتا ہوں، جس  
سے تو راضی ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی نیک بنادے، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور  
میں تیرے تابعدار بندوں میں سے ایک عاجز بندہ ہوں۔

## 10۔ روزمرہ، ضروریاتِ زندگی میں

(۱) عوارف المعرف، سے اقتباس

(۱) جب کوئی کھائے تو کہے۔

”بسم اللہ، اگر بھول گیا تو، بسم اللہ اولہ و آخرہ کہے، مستحب یہ ہے کہ، پہلے لقمه میں بسم اللہ کہے دوسرے لقمه میں بسم اللہ الرحمن کہے اور تیسرا لقمه میں پوری یعنی بسم اللہ الرحمن الرحيم، کہے۔

(۲) جب کوئی پانی پینے تو، تین سانس میں پینے، پہلی سانس میں الحمد للہ کہے، جب گھونٹ پی چکے تو دوسری سانس میں، الحمد للہ رب العالمین، کہے اور تیسرا سانس میں، الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحيم، کہے۔

(۳) طعام کے شروع میں یہ دعا کرے کہ خداوند تعالیٰ اس غذا کو طاعت کامیں فرمائے۔ دعا یہ ہے۔ ”اللّٰهُمَّ صلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى أَلِّيٍّ مُحَمَّدٍ وَ مَا رَفَقْنَا مِمَّا تَحِبُّ إِجْعَلْنَاهُ عَوْنَاسًا لَنَا عَلٰى مَا تَحِبُّ وَ مَا زَوَّدْنَا عَنْ مَا تَحِبُّ إِجْعَلْنَاهُ فِرَاغَتَالَا فِيمَا تَرِى“ ”اگر کھانا مشکوک ہو تو کہے۔“ ”الحمد للہ علیٰ کل حال ، اللہم صلی علیٰ مُحَمَّدٍ ، وَ لَا تُحْمِلْنَا عَوْنَانَا عَلٰى مُعْصِيَتِكَ“ اور جب کھانا کھا چکے تو کہے۔

(۱) الحمد لله الذي اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمين“.

(۲) ”الحمد لله الذي اطعمني هذا رزقه من غير حول مني ولا قوة غفرله ما تقدم من ذنبه“.

(۳) الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات وتنزل البركات اللهم صل على مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى أَلِّيٍّ مُحَمَّدٍ“.

(۴) اللہم اطعمنا طیبا و استعذلنَا صالحًا“.

جب کوئی کھانا کھائے تو یہ پڑھے۔

”عَلَيْكُم صَلَوةٌ قَوْمٌ أَبْرَارٌ لَيْسُوا بِأَثْمَانٍ وَلَا فَجَارٌ يَصْلُونَ بِاللَّيلِ وَيَصُومُونَ بِالنَّهَارِ“.

یعنی، تمہارے اوپر سلامتی ہو، اُس قوم ابرار کا وگنہ گار نہیں ہیں اور نہ وہ فاجر ہیں، جورات کو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

5- جب کوئی نماز مغرب کے بعد کھانا کھلانے تو یہ پڑھے۔

”افطِرْ عَنْدَكُم الصَّائِمُونَ وَأَكْلْ طَعَامَكُم الْأَبْرَارُ وَصَلَتْ عَلَيْكُم الْمَلَائِكَةُ“۔  
یعنی، روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں اور ابرار لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر درود بھیجیں۔

6- کھانا کھانے کے بعد، سورۃ اخلاص اور سورۃ قریش پڑھے۔

7- مکان یا عمارت کے اندر، بیت الخلاء میں جانے کی دعا۔ ”بِسْمِ اللَّهِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ، مِنَ الْخَبَثِ وَالْخَبَاثَ“ اور بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دعا۔ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِي مَا يُوَذِّنِي وَابْقَى عَلَيَّ مَا يُنْفَعُنِي“

8- جب کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات کو چاہے تو استخارہ کرے، جس کیلئے پہلے دور کعت پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے۔

(۱) ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ، بِقُدرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنْكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَامُ الْغَيْوَبِ“  
(۲) ”اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا إِلَّا مِنْ لِي سَعِيهِ بَعْيَنِهِ خَيْرًا فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَقَالَ عَاجِلًا أَمْرِي وَآجِلَهُ فَاقْدِرْهُ لِي ثُمَّ بَارَكَ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ أَمْرِي وَآجِلَهُ فَاقْدِرْهُ لِي ثُمَّ بَارَكَ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ شَرَّ الِّي ذَالِكَ فَاصْرِلَهُ عَنِّي وَاصْرِضْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْلِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ“۔

9- اپنے بھائیوں کو رخصت اور وداع کریں اور جب وہ سفر ہا ارادہ کریں تو ان کیلئے یہ دعا

ما نگیں۔

”اللَّهُمَّ زِدْنِي التَّقْوَى وَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَوَجْهِي لِلْخَيْر، اِينَّمَا تُوْجِهُ جَهَّتَكَ“.  
جانے والے کو چاہیے کہ وہ ہر ایک منزل اور خانقاہ جس وہ کوچ کرے تو یہ کلمات پڑھے۔

(۱) ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَرَ لَنَا هَذَا وَمَا كَنَا لَهُ مُقْرِنِينَ، (۲) بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرْ تُوْكِلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (۳) اللَّهُمَّ أَنْتَ الْحَامِلُ عَلَى الظَّهَرِ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَنُ عَلَى الْأَمْوَارِ“۔ اور اگر سوار مرکب ہو تو دور کعت نماز کے ساتھ وداع ہو۔

10۔ جب منزل کے قریب پہنچے تو یہ پڑھے۔

”اللَّهُمَّ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَمَا أَظْلَلْنَا، وَرَبُّ الْأَرْضَ وَمَا أَقْلَلْنَا، وَرَبُّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَظْلَلْنَا، وَرَبُّ الرِّياحِ وَمَا ذَرْنَا، وَرَبُّ الْبَعَارِ وَمَا جَرْنَا، اسْأَلْكَ خَيْرَ هَذَا الْمَنْزِلِ وَخَيْرَ أَهْلِهِ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَذَا الْمَنْزِلِ وَأَهْلِهِ۔

(11) جب شہر نظر آئے تو، ”اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِهَا قُرْارًا وَرِزْقًا حَسَنًا“ پڑھے۔ اور جب سواری سے اترے تو دور کعت نماز پڑھے۔

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ یا حج سے رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے اور فرماتے۔

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲) آبْنُونَ تَابَنُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ (۳) صَدَقَ اللَّهُ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

(13) جب سفر سے واپس آئے تو مقام آفات سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہے اور دعا ماثورہ، پڑھے جو یہ ہے۔ ”اللَّهُمَّ انِّي اعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْشَاءِ السَّفَرِ وَكَابَةِ الْمَنْقَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ“۔

## 2- راحت القلوب سے اقتباس

### (۱) آیت الکرسی کی فضیلت

حضرت جبرایل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم: الہی یوں بتالا یا کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھے گا اُس کو،

(۱) ہر حرف کے بد لے میں، ہزار ہزار رسال، دشاب اُس کے نام لکھا جائے گا اور عرش کرسی کے گرد کے، ہزار فرشتے اپنے ہزار ثواب، اس کو دیں گے اور اسے اپنا مقرب بنالیں گے۔

(۲) جو یہ پڑھ کر گھر سے نکلے گا، تو خداوند تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ، اُس کے واپس آنے تک اُس کی بخشش کی التجاکریں۔

(۳) جو یہ پڑھ کر گھر کے اندر داخل ہو گا۔ تو خداوند تعالیٰ اُس کے گھر سے مفلسی دور کر دیتا ہے۔  
(۲) جسے تنگی معاش ہو، مفلسی لاحق ہو، تو وہ کشاورش کیلئے یہ پڑھے۔

(۱) "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، يٰيٰدِ ائمِ الْعِزَّوِ الْمُلْكِ وَالْبَقَا، يٰذَالْمَجْدِ وَالْعَطَا، يٰوَدُودِ ذِوِالْعَرْشِ الْمَجِيدِ الْفَعَالِ لِمَا يُرِيدُ"

(۲) "لَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ".

(۳) جو شخص جنت کی طرف مائل ہے وہ یہ پڑھے۔

"ما شاء اللّٰهُ، لَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ".

(۴) جو کوئی دنیا اور آخرت کی تنگی سے نجات چاہے وہ یہ پڑھے۔

"رَبَّنَا آتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقَنَا عَذَابَ النَّارِ".

(۵) جو کوئی چاہے کہ اُس کے اعمال قبول ہوں، وہ یہ پڑھے۔

"رَبَّنَا تَقْبِيلٌ مِنَا إِنْكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ".

(۶) جب کوئی ہر حالت میں صابر ہونا چاہے، ثابت قدر ہونا چاہے، چاہے کہ اس کی زندگی، صبر و

سلامتی اور ایمان سے گذرے اور دشمنوں پر فتحیاب ہونا چاہے تو پڑھے۔

”ربنا افرع علینا ، صبرا و ثبت اقدام منا و انصرنا علی' القوم الکافرین ”۔

(7) جب کوئی چاہے کہ اس کا دل امن و اجان اور ایمان میں رہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت اس پر شار ہو تو یہ پڑھے۔

”ربنا لَا تزع قلوبنا ، بعد از هدیتنا و هب لنا من لدنك رحمة ، انک انت الوهاب ”۔

(8) جب کوئی شخص چاہے کہ اس پر برکت و رحمت نازل ہو، روزی فراخ ہو، وہ کسی کا محتاج نہ ہو، تو یہ پڑھے۔

”ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيده لا ولنا وآخرنا وایة منک ، وارزقنا خيراً الرازقين ”۔

(9) جب کوئی شخص چاہے کہ اس کا دل نور ایمانی سے کامل ہو جائے تو یہ پڑھے۔

”ربنا اتمم لنا نورنا و اغفر لنا ، انک على كل شيء قادر ”۔

(10) جب کوئی شخص چاہے کہ مسلمان مرے اور اپنے آپ کو نیک مردوں میں ملائے تو یہ پڑھے ”فاطر السموات والارض ، انت لی فی الدنيا والآخرة توفنی مسلماً والحقنی بالصالحين ”۔

(11) جب کوئی شخص نیک مردوں کے عہد میں پہنچنا چاہتا ہے، اور لمحات قیامت کو دیکھنا چاہتا ہے تو پڑھے۔

”ربنا آتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تحزننا يوم القيمة انک لا تخلف المعیاد ”

(12) جب کوئی خداوند تعالیٰ کے دوستوں سے ملنا چاہے تو یہ پڑھے۔

”انک جامع الناس ليوم لا ريب فيه ، ان الله لا يخلف المعیاد ”۔

” يا جامع النا ليوم لا ريب فيه ، اجمع على ضالق .

(13) جو شخص غم میں گرفتار ہو تو وہ پڑھے۔

”لا إله إلا أنت سبحانك أني كنت من الظالمين“

(14) جو شخص کسی سے ڈرتا ہے تو یہ پڑھے تو اسے کوئی ضرر نہ ہو گا۔

”حسبى الله ونعم الوكيل ، نعم المولى ونعم النصير“.

(15) جو شخص لوگوں کے مکر سے ڈرتے تو یہ پڑھے۔

”أفوض أمرى إلى الله ، إن الله بصير بالعباد“.

(16) جسے کوئی مہم یا غم پیش آئے، یا کوئی ایسا کام درپیش ہو جو قابل اصلاح نہ ہو تو وہ صحیح کی نماز کے بعد سو مرتبہ یہ پڑھے۔

”لَا حُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، يَا حَقِّيْ يَا قَيْوَمِ ، يَا فَرِدِيْ يَا وَتَرِيْ يَا احَدِيْ يَا صَمَدِيْ ، فَإِنْ لَمْ يَصْلُعْ تَدْلِيْنَا عَلَى الْهُدَىِ“.

(17) جو شخص عاجزی کے وقت ان اسماء کو ہزار مرتبہ پڑھے تو اس کی مہم ضرور سرانجام ہو جاتی ہے۔

”اقوى معين واهدى دليل ، بحق اي اك نعبد وياك نستعين“.

(18) اگر کوئی نیک لڑکا لینا چاہے۔ اس کا غلام بھاگ گیا ہو، یا اسے کوئی مہم پیش آئی ہو تو یہ پڑھے۔

”رب هب لى من لدنك ذريه طيبة ، انك سمیع الدعاء“.

(19) جب کوئی غول بہابانی یا ظالموں کی صحبت سے نجات چاہے تو یہ پڑھے۔

”ربنا اخر جنا من هذه القرية الظالم ، اهلها واجعل لنا من لدنك نصيرا“.

(20) جب کوئی شخص دنیا اور آخرت میں، اہل ظلم سے نہ ملنا چاہے اور ظالم ہاتھوں سے رہائی چاہے تو یہ پڑھے۔

”ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من قوم الكافرين“.

(21) جو شخص کافروں سے مغلوب نہ ہونا چاہے تو یہ پڑھے۔

”ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا وغفرلنا ،ربنا انك انت العزيز الحكيم“.

(22) جو کوئی شخص، بت پرستی سے، دشمنوں کے شر سے اور دیوپری کے شر سے، محفوظ رہنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے۔

”رب اجعل هذا البلد امنا واجنبني ان نعبد الاصنام“.

(23) جو شخص اس دعا کو پڑھے، رات تک اس کو مصیبیت نہیں پہنچتی۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ،أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَلَيْكَ تُوْكِلُونَ وَإِنَّ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ .مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَلَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ ، اشْهَدُنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَاعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ احاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاحصى كُلِّ شَيْءٍ عِدَا ، وَإِنِّي آعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ غَيْرِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ ، أَنْتَ أَخْذُ بِنَا صِيتَهَا أَنْ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ .

(24) اس دعا کو دن میں ایک مرتبہ پڑھنے والا جنتی مرے گا اور اس دعا کو رات کو پڑھنے آسمانی بلا نیس دور ہوں گی۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَإِنَا عَبْدُكَ وَإِنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدُكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اسْتَغْفِرُكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ ، إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا الرَّاهِمُ الرَّاحِمُينَ“.

(25) جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے، تمام بلاوں سے بچا رہتا ہے۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ ”بِسْمِ اللَّهِ خَيْرِ الْاسْمَاءِ ، بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ السَّمَا ، بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَا ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“.

اختتامی دعائیں۔ ۱۔ دعا، حضرت موسیٰ علیہ السلام

”رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر“.

یعنی۔ میرے رب، میں اس چیز کے واسطے، تو میری طرف بھلائی سے اتارے محتاج ہوں۔

2۔ دعا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

وتعیها أذن واعیة، یعنی، سینیں اس کو یاد رکھنے والے کان۔

3۔ ”رب لمشرق ورب الغرب ، لااله الا هو فاتحده و كيل“.

شراط قبولیت دعا، بحوالہ راحت القلوب۔

1۔ پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے۔

2۔ دوسرے یہ کہ، اپنے اہل کو خلخال کی بلند آوازی سے منع کرے۔

3۔ تیسرے یہ کہ، دعا کے شروع اور انجام میں کچھ صدقہ دے۔

## 11۔ روزہ

”بسم الله الرحمن الرحيم“

”يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا كَتَبْ عَلَيْكُم الصِّيَامَ كَمَا كَتَبْ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِعِلْكُمْ

تتقوُنْ“.

یعنی اے ایمان والو، روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے

تھے، شائد کہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔

## احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) ”من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه“.

یعنی جس نے روزہ رکھا، ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے

(2) كُل عمل أَبْنَى آدَم يصْنَاعُفُ الْحَسَنَة بِعِشْرِ امْثَالِهَا إِلَى سِيَّعِ مَائَةِ ضَعْفٍ ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا الصُّومُ فَانِه لَى وَإِنِّي أَجْزِي بِهِ .

یعنی، آدم کا بر عمل خدا کے باں کچھ نہ کچھ بڑھتا ہے اور نیکی دس گناہ سے سات سو گناہ تک پھیلتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ، روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں اُس کا جتنا چاہتا ہوں بدله دیتا ہوں

(3) الصِّيَامُ جُنَاحٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صُومٍ أَحَدُكُمْ فَلَا يَرْفَتُ وَلَا يَصْبَحُ فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلِيَقُلْ إِنِّي أَمْرُءٌ صَائِمٌ.

یعنی، روزے ڈھال بیس، ابذا جو کوئی روزے سے ہو، دنگے فساد سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی دیگر شخص اُس وہاں دے یا اُس سے لڑے تو وہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

(4) مَنْ لِمْ يَدْعُ قُولَ لِزُورٍ وَالْعَمَلُ بِهِ ، فَلِيَسْ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدْعُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ  
یعنی، جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ہی نہ جھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھڑا دینے کی کوئی حاجت نہیں۔

## 12-قرآن مجید- حصہ اول۔

1-الكتاب (٢) الذكر (٣) برهان (٤) فرقان (٥) حمد (٦) شفاء، (٧) الحق (٨) کلام اللہ  
2-تفصیلات قرآن۔

(۱) کل آیات 6666 (۲) کل سورتیں 114 (۳) کل پارے تیس 30 (۴) کل الفاظ 32267 (۵) کل حروف 77443 ہیں۔

### تفصیلات آیات

ایک ہزار وعد کی، ایک ہزار و عید کی، ایک ہزار امر کی، ایک ہزار نبی کی، ایک ہزار مثالوں کی، ایک ہزار قصص کی، پانچ سو حدائق و حرام کی، ایک سو دعاوں کی، 66 نسخہ و منسون کی۔

## نزول قرآن کی مدت

کل مدت 22 سال 2 ماه 22 دن

(مکی دور - 12 سال، 5 ماہ، 12 دن) ہجرت سے پہلے جو بھی سورتیں نازل ہوئیں، خواہ مکہ سے باہر کی ہوں، مکی کہلاتی ہیں۔ نزول قرآن کی ابتداء، 17 رمضان 41 سن ولادت سے ہوئی جس کا اختتام کیم ربع الاول 54 سن ولادت پر ہوتا ہے۔ آغاز نزول قرآن اور جنگ بدرا کا دن تاریخ کے اعتبار سے ایک ہی تھا۔

مدنی دور - 9 سال 9 ماہ 9 دن

ہجرت کے بعد جو بھی سورتیں نازل ہوئیں خواہ مدینہ سے باہر ہی کیوں نہ نازل ہوئی ہوں، مدنی کہلاتی ہیں۔ جن کا آغاز کیم ربع الاول 54 سن ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اختتام 63 سن ولادت نبوی اور 10 <sup>یہ</sup> کو ہوا۔ قرآن کریم کی آخری آیت "الیوم اکملت لكم دینکم" نازل ہوئی جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف 81 دن تک تشریف فرمائے ہے۔

5- نازل جمع و مددوین قرآن (۱) قرآن حکیم کا کچھ حصہ جو نازل ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو سنادیتے، اور صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر از بر کر لیتے تھے۔ بہت سے صحابہ ایسے تھے جن کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا۔ حضرت عثمان غنی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت سالم بن معقل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید، حضرت ابو دردار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ تھے جن کو قرآن مجید کے بعض حصے یاد تھے۔ علاوہ ازیں حضور ﷺ نے بہت سے کاتب بھی مقرر کر کر کھے تھے۔ جن کی تعداد بعض علماء نے 26 اور بعض نے 42 بیان کی ہے۔

عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ، انہوں نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا

قرآن مجید جمع کیا ہوا تھا اور میں رات بھر پڑھتا رہتا تھا، تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ میں ختم کرنے کا حکم دیا۔

(۲) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو آپ نے مسجد نبوی میں ایک صدقہ رکھوادیا، جس میں قرآن مجید کا ہر نیا نازل شدہ حصہ رکھوادیا جاتا تھا۔ جو کہ قبل از میں لکھوا یا جاتا تھا۔ تمام مسلمان اُس سے نقل کرتے رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ظاہری چنے تک قرآن مجید کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو تحریری شکل میں مسلمانوں کے پاس موجود نہ ہو۔  
کتابت کیلئے کھجور کے چوڑے پتے، شانے کی ہڈی اور ان کی جھلی وغیرہ استعمال ہوتی تھی۔ البتہ کتابی صورت نہ تھی۔

(۳) آیات قرآنی کی ترتیب توفیقی (یعنی واقف اور آگاہ کرنا ہے۔ مراد وہ ترتیب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک آیت کا مقام حضرت جبرایل نے بتایا تھا، جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو بتاتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں سورت میں رکھو۔

جمع و ترتیب کا کام حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی انجام پذیر ہوا اور قرآن مجید کی ترتیب اُسی وقت سے چلی آرہی ہے۔ جس میں آج تک کوئی تبدیلی نہ کی جاسکی ہے۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت جبرایل سال میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا اعادہ کروایا جاتے تھے اور روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت حفظہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر ایک صدقہ میں پورا قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو کے پاس بھی پورا لکھا ہوا قرآن مجید موجود تھا۔

6۔ جمع و تدوین قرآن مجید میں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار جنگ یمامہ میں 1200 (بارہ سو) سے زائد صحابہ شہید ہو گئے جن میں سے

700 قرآن خوان حافظ اور 70 قاری تھے، حضرت عمر فاروق نے جب حفاظ قرآن کی شہادت کا یہ عالم دیکھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمع و مدد وین قرآن مجید کا مشورہ دیا۔

پہلے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے انکاری ہوئے تاہم بعد ازاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام پر مأمور کیا۔ جو کہ نہایت ہی ذہن و فطیں آدمی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کاتب و حج رہ چکے تھے۔ لہذا انہوں نے قرآن مجید کو متفرق اجزاء سے اور اق پر تحریر کر دیا۔ اور ترتیب عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم والی رکھی۔ یہ نسخہ پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تحويل میں آیا۔

7- جمع و مدد وین قرآن مجید میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار قرآن مجید، کے پڑھنے میں، جب قریشی لب و لبج اور دوسرے لب و لبج میں فرق پڑ گیا تو فتنے کا خطرہ پیدا ہو گیا، جس کی اطلاع حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آریئنہ کے مخادر سے واپسی پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو بلا کر مشاورت کی جس میں امت مسلمہ کو قرآن مجید کی میکان قرأت پر جمع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا نسخہ منگوا کر، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں مزید دیگر تین صحابہ پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا۔ جس کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کی نقلیں تیار کریں۔ چنانچہ قریشی لب و لبج کے مطابق اس قرآن مجید کی نقلیں تیار کی گئیں۔ اور ہر صوبہ کے مرکز میں ایک ایک نسخہ قرآن مجید بھیج دیا گیا۔

یہ نسخہ الگ الگ صحیفوں میں نہ تھے بلکہ یکجا تھے، اس لیے ان کو مصاحف یا المصاحف

الائمه، یعنی آئندہ نسخوں کی نظری حیثیت، بھی کہتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نسخہ، مدینہ منورہ میں اپنے پاس بھی رکھا، جسے ”مصحف الامام“ کہتے ہیں یہ کام 30ھ میں سرانجام دیا گیا۔

**8۔ تدوین قرآن مجید میں گورنر ججانج بن یوسف کا کردار**

حجاج بن یوسف نے قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوائے اور آیات کے رموز و اوقاف بھی لگوائے اعراب کو آخری شکل نحوی خلیل بن احمد نے دی، جس سے بھی لوگوں کیلئے تلاوت اور معانی سمجھنے میں آسانی ہو گئی بعض علماء کے نزد یک اعراب لگانے کی خدمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ابوالاسود دملی اور ان کے شاگردوں نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے سرانجام دی۔

### 13۔ قرآن مجید۔ حصہ دو مم

(1) قرآن مجید، یعنی پڑھنا اور جمع کرنا، یعنی، کتاب کامل، محفوظ کتاب، جامع کتاب، پیکر حق و صداقت، خداوند تعالیٰ کی زبان، آسمانی ہدایت کا جدید ترین مجموعہ۔ قرآن مجید پڑھی جانے والی کتاب ہے جس کی بابت ارشاد خداوندی ہے کہ قسم ہے لکھی ہوئی کتاب کی جو کشادہ ورق میں ہے۔ یہ قرآن مجید، محفوظ تختیوں (لوح محفوظ) پر لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ بے شک قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

**2۔ کیفیت وحی:** حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس سرخ ہو جاتا تھا، سانس مبارک شروع شروع میں پھول جاتا تھا، شدید ترین سردی میں بھی پیسہ آ جاتا تھا اور آپ یوں محسوس فرماتے تھے کہ جیسے بھاری بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے وقت جس جانور پر سوار ہوتے تھے وہ جانور بھی اس بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا تھا۔

فرشتہ بھی اپنی اصلی شکل میں، کبھی انسانی شکل میں یغام لے کر آتا تھا۔ بعض دفعہ گھنٹی

بجھنے کی آواز سنائی دیتی تھی، جو کہ سخت وحی ہوتی تھی۔

### 3- قرآن مجید غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

(۱) سرجان ہمڑن - یہ کتاب پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان کی زندگی کے آخری 23 سالوں میں مکہ اور مدینہ میں نازل ہوتی رہی۔ اور مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ کلام الہی ہے۔ قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اور انہی کی نگرانی وزیر ہدایت، ضبط تحریر میں آگیا تھا۔ اور ان کے صحابہ نے اُسے حفظ کر لیا تھا، یہ معمول آج تک جاری ہے۔ چنانچہ صد ہا مسلمان قرآن کے حافظ ہیں اور ایک غلطی کے بغیر اُسے دہرا سائتے ہیں۔

اس کتاب کا دعویٰ ہے کہ اس میں تمام کتب آسمانی کے تفاوت آگئے ہیں اور یہ کہ وہ آخری اور ناقابل تغیر کتاب ہے نیز یہ کہ وہ جامع ترین دستور العمل ہے۔ اور اسلام وین فطرت کی آخری توضیح ہے۔

(۲) سرو لمبم بیور - یہ یعنی بات ہے کہ قرآن مجید جس شکل میں ہمارے پاس موجود ہے یہ بعد میں اسی شکل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع اور مرتب ہو چکا تھا۔

### 4- مسلم مفکرین کے دلائل

(۱) روایات، صحیحہ میں منقول ہے کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ آپ کی بہن چڑھے پر لکھا ہوا قرآن مجید پڑھ رہی ہیں آپ نے بہن کی کوئی پیٹا تھا کیونکہ وہ بھی تلاوت میں مشغول تھا۔ آپ نے وہ اوراق جن پر سے وہ تلاوت کر رہا تھا، چاک کر دے تھے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کے پاس لکھا ہوا قرآن مجید موجود ہوا کرتا تھا۔

(۲) حسنور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، مرض الموت میں، فرمایا تھا کہ دو اتنے قلم لا، میں کچھ لکھوادوں۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب عرض کیا تھا کہ، ہمارے لیے قرآن مجید کافی ہے اس واقعہ سے کچھ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔

## 5- مقاصد جمع و تدوین قرآن مجید

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ قرآن مجید کو ہڈیوں، کھجور کے پتوں اور تختیوں وغیرہ سے نقل کر کے، اور اُراق میں لکھ دیا جائے تاکہ آئندہ کیلئے کسی حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔

(۲) خلافت عثمانی میں جمع قرآن کا مقصد یہ تھا کہ لوگ مختلف قرأتیں چھوڑ کر صرف قرأت قریش پر متحد ہو جائیں اور حضرت عثمان اس عظیم قرآنی خدمت کی وجہ سے جامع القرآن کہلائے۔

(۳) عراق کے مشہور گورنر، حاجج بن یوسف، جس نے قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوائے، جس کا مقصد یہ تھا کہ بھی لوگوں کیلئے تلاوت اور معانی سمجھنے میں آسانی ہو۔

**6- خلاصہ کلام:** آج اسلامی دنیا میں قرآن مجید کے جتنے بھی نسخ موجود ہیں وہ انہی مصاحفِ عثمانی یا مصحفِ امام کے مطابق ہیں اور مصحفِ امام، مصحفِ ابی بکر کی نقل تھا۔ اور مصحفِ ابی بکر، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھوائے اور یاد کروائے ہوئے قرآن مجید کے عین مطابق تھا۔ ثابت یہ ہوا کہ، موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دیا تھا۔

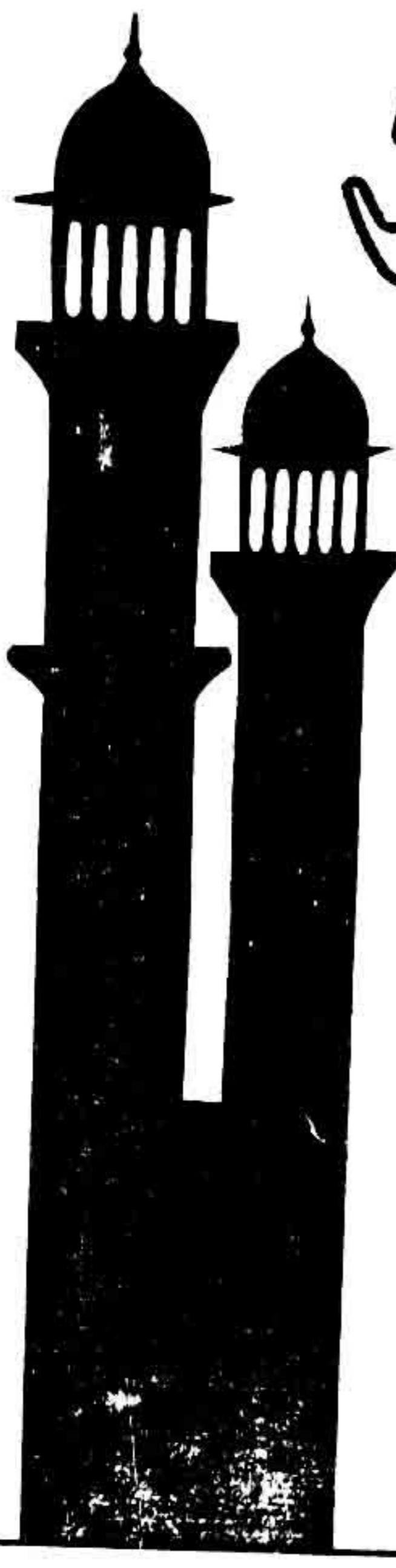
## 7- احکاماتِ خداوندی بڑائے پیروی قرآن مجید

(۱) جو کچھ تمہاری طرف، تمہارے رب کی جانب سے اُتارا گیا ہے اُس کی پیروی کرو، اور اُس کو چھوڑ کر دوسرے کار سازوں کی پیروی نہ کرو۔

(۲) جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں، وہی ظالم ہیں، وہی فاسق ہیں۔

تَعَبَّرَ اللَّهُ عَنْ

لِلَّهِ الْمُكَفِّرُونَ



حصہ دوم

(مرتبہ)

محمد اعجاز خان وزیری

ادیوبیت نامیکروٹس

چینہ نمبر ۲۸ شمع کپڑی پاکستان شریف

علمی پڈلشڑا ہو

ساتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور 044456 0300-4541210

از حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، ”بحوالہ، کشف المحبوب“، فرماتے ہیں کہ:- معلوم ہونا چاہیے کہ، روح کے متعلق علم کی ضرورت ہے، مگر اس کی ماہیت سمجھنے سے عقل انسانی عاجز ہے،  
ارشادِ خداوندی ہے:-

”قُلْ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ“

یعنی اے نبی ﷺ، فرمادیں کہ روح امرِ ربی ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:-

”الارواح جنود مجندة فما تعارف منها اختلف وما تنا کر منها اختلف“

یعنی، ارواح کی مثال لشکروں کی سی ہے، جو ایک جگہ مجمع ہوں، متعارف روحوں میں اتفاق اور غیر متعارف روحوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ روح ایک جسم لطیف ہے، جو حکمِ خداوندی آتا ہے، اور رخصت ہو جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے شبِ معراج کو، حضرت آدم، حضرت عیسیٰ، اور حضرت ابراہیم، کو آسمانوں پر دیکھا۔ تو یقیناً ان کی رو جیسی ہی ہوں گی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ روح جسم ہے۔ اور جسم لطیف رکھتی ہے۔ اور جسم ہونے کی وجہ سے نظر آ سکتی ہے۔ ہم روح کو ایسا محدث سمجھتے ہیں جس کا وجود شخصی وجود سے پہلے معرض وجود میں آتا ہو، چنانچہ حضور نے فرمایا:-

”اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا۔“

روح ایک قسم کی مخلوقِ خدا ہے وہ اُسے ایک دوسری قسم کی مخلوق سے پیوند کر دیتا ہے اور اس طرح پیوند کرنے میں اپنی قدرت سے زندگی پیدا کرتا ہے۔ مگر روح ایک جسمانی قلب سے دوسرے جسمانی قلب میں منتقل نہیں ہو سکتی۔ اور ہر چیز اپنی جنس سے پیوند ہوا کرتی ہے وصل و ذصل مندرجات کیلئے ہے۔

روح مخدوم ہے، تابع فرمان ہے، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے صریحًا غلط راستے پر ہیں۔ اور قدم وحدت میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ولی جس کی ولائت درست ہے، صفاتِ نعمتِ اُنہوں نے سبب بہرنگیں۔ وقتاً روح موجود ہے، اور جسم ہے، خدا جس شکل میں چاہے دکھا سکتا

ہے۔ روح جسم میں اس طرح ہے۔ جیسے کوئے کے اندر آگ۔ آگ مخلوق ہے اور کوئہ مصنوعی چیز۔

## آرواح کیلئے دس مقامات ہیں

- 1۔ مخلصین کی ارواح: یہ مقام ظلمت میں مقید ہیں اور اپنے انجام سے ناواقف ہیں۔
- 2۔ پارساوں کی ارواح: ان کا مقام آسمانوں پر ہے اور وہ اپنے اعمال کے اجر پر خوش ہیں۔ اپنی اطاعت سے مطمئن ہیں اور اُسی کی قوت سے گامزن ہیں۔
- 3۔ مُریدان صادق کی ارواح: یہ چوتھے آسمانوں پر لذت صدق اور اپنے سایہ اعمال میں ملائکہ کے ساتھ ہوں گی۔
- 4۔ اہلِ مرقت و احسان کی ارواح: یہ عرش کی نورانی شمعوں میں شامل ہوں گی، رحمت حق ان کی غذا اور لطف و قربت حق ان کا شرب ہے۔
- 5۔ اہلِ وفا کی ارواح: یہ صفا کے پردوں میں بلندی کے مقام پر خوش و خرم ہیں۔
- 6۔ شہداء کی ارواح: یہ باغِ خبان میں، طیور کے پوٹوں میں مقیم ہوں گی، اور ہر جگہ آزادی کے ساتھ اڑتی پھریں گی۔
- 7۔ مشتاقوں کی ارواح: یہ جوانوارِ صفات کے پردوں میں بساطِ ادب پر قیام پذیر ہوں گی۔
- 8۔ عارفوں کی ارواح: یہ قرب حق میں صبح و مسالام حق سے گوش آسودہ ہیں۔ اور دنیا و جنت میں ان کا مقام ان نظروں کے سامنے ہے۔
- 9۔ دوستوں کی ارواح: یہ مشاہدہ جمال میں مقامِ کشف پر مستغرق ہیں، بجز حق ان کی کوئی آرزو نہیں، اور بجز حق انہیں کسی چیز سے اطمینان نہیں۔
- 10۔ درویشوں کی ارواح: یہ مقامِ فنا پر قرار پذیر ہیں اور ان کے اوصاف و احوال مبرل ہو چکے ہیں۔

مزید یہ کہ: ”ابلِ دانش جہدا کی گفتگو پر کان نہیں بھرا کرتے۔“

## تخلیقِ حضرت آدم

بحوالہ عوارة المعرف، از

”حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ“

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرایل اور حضرت میکائیل کو بھیجا کہ وہ دونوں زمین سے مٹھی بھرا لیں تو زمین نے انکار کیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو بھیجا تو وہ زمین سے ایک مٹھی بھرا لیا۔

ابلیس نے زمین کہ اپنے دونوں قدموں سے روند دالا، تو بعض زمین اُس کے دونوں قدموں کے درمیان ہو گئی اور بعضی زمین اس کے قدموں کی جگہوں کے درمیان آگئی، تو نفس اُر سے مخاوفہ ہوا۔ جیسے ابلیس کا قدم تچھو گیا اور وہ خانہ شر ہو گیا۔ بعضی زمین تک ابلیس کا قدم نہیں پہنچا۔ اس سے انبیاء اور اولیاء کی اصل ہے۔ رسول اللہ کا ذرہ، نظر گاہِ حق تعالیٰ تھا۔ عزرائیل کی مٹھی سے بھی نہیں چھو گیا۔ اور اُسے قدم ابلیس کا اور پھر اس کو جہل کا حصہ نہیں پہنچا۔ بلکہ وہ سلوبِ الجہل اور عالم سے کثیر الخط ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو علم وحدتی کے ساتھ بھیجا اور اُس کے قلب سے اور قلوب کی طرف، اور اُس کے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا۔ تو اصل طہارتِ طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تایف حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت پر ہاتھ ملا، بعض نے کہا کہ بعض فرشتوں نے ہاتھ ملا۔ تو فعل کی نسبت سبب کی طرف ہوئی بعض کا قول ہے کہ مسح کے معنی شمار کیا۔ جس طرح زمین پیماش سے گینی جاتی ہے، اُس سے نکالی اور آدم، جیسی صورت چیونٹی کی ہو، اور نکلنا چاہا ان چیونٹیوں نے آدم کے بالوں کے مسامات سے پس وہ نکلیں جیسے پینڈ نکلتا ہے۔ یہ ماجرا بطنِ نعمان کا ہے جو ایک وادی ہے، عرفہ کے برائے اور طائف کے نیچے میں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَإِذَا خَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظَهُورِهِمْ ذَرِيتُهُمْ وَأَشَهَدُهُمْ عَلَى  
أَنفُسِهِمُ الْحُسْنَاتِ بِرَبِّكُمْ، قَالُوا بَلٰى،”

یعنی جس وقت تیرے پروردگار نے نکائی تھی، دم کی پیٹھوں سے ذریات ان کی، اور ان کی ذاتوں پر ان سے اقرار لیا، کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، تو وہ بولے کہ ہاں، جب یہ خطاب ذریات نے کیا گیا اور نبی اے ساتھ انہیں نے جواب دیا، تو، اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا، اور فرشتوں نے اُس پر گواہی لکھی اور پھر سنگ اسود میں اُس کو رکھ دیا گیا۔  
پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا صاف اور شفاف موئی پیدا کیا، پھر اُس کا چشم جلال سے انتظارہ کیا۔ جس سے وہ حیا کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ پھر فرمایا:  
انزل مِن السَّمَاوَاتِ مَاءً فَسَالتُ اُو دِيَهُ بِقَدْرِ هَا“.

تو اُوں کو یہ پانی پہنچا تو وہ صاف اور پر بلانہ گئے، اور جس نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی تو اُس کے دل کی وادی، کشادہ ہوئی اور اُس میں علم کا پانی بہہ نکلا، اور جمع ہو گبا، اور تاب و حسیل بن گیا۔ پس قلوپ صوفیہ، قریب تر مناسبت میں تھے۔ جنہوں نے علم سے بڑا حصہ حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

”عِلْمُ الْاِنْسَانِ مَا لَمْ يَعْلَمْ“

یعنی، انسان کو سکھلا دیا وہ کچھ، جو وہ نہیں جانتا تھا۔

اور پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو اُسے فہم اور فطنت، معرفت و لافقتہ و لطف حاصل ہوا اور اُس کے قلب کے لیے بینائی دی، اور اُس نے راہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے، جو اس کو ارزانی فرمائی گئی۔

دیگران کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

”وَلَوْ عِلْمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا كَمَا سَمِعُوهُمْ“

یعنی، اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ ان میں میں خیر اور نیکی تو البتہ ان کو سناتا۔

تب حضرت محمد ﷺ امت کی طرف اُس نور کے ساتھ آئے جو ان کو ورثہ میں ملا تھا، اور حضور ﷺ کی اصل طینت، ناف زمین مکہ سے تھی، اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی۔

## روح

1- تو جان لے کہ، روح میں کلام کرنا سخت اور مشکل طلب ہے اور اُس سے چپ رہنا ہی عقل کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شان روح کو بہت بڑا بنایا ہے، اور خلق پر قلب علم کا فرمان لکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا۔

”وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ قَلِيلًا“

یعنی، اور نہیں دیے گئے ہو تم علم سے، مگر تھوڑا۔

”وَيَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الرُّوحِ، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيِّ“

یعنی، تجھ سے حال روح، لوگ پوچھتے ہیں، تو کہہ دیجئے کہ، روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

یعنی، جب روح سے متعلق خبر دی تو علم کے بہت تھوڑے ہونے سے خبر دی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ، روح ایک شے ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنے علم سے برگزیدہ اور بر اختار کیا ہے اور تعبیر اُس سے جائز نہیں ہے جو موجود سے زیادہ ہو۔

2- عبد اللہ بن ابی حی نے کہا ہے، کہ، روح ایک جسم ہے، جو لطیف تر اُس سے، اور بزرگ تر اُس سے ہے، اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اُس سے تعبیر نہیں ہوتی، اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے منوع ہے، حکم اُس پر کیا ہے کہ وہ جسم ہے، تو گویا اُس سے تعبیر اُس نے کیا۔

3- ابن عطاء نے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے ارواح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہے۔ اس قول الہی کے مطابق، ولقد خلقناکم، یعنی، پیدا کیا ہم نے تم کو، یعنی، ارواح کو، ثم صورناکم، یعنی پھر تم کو صورت دی، یعنی، اجساد۔

4- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، روح ایک پیدائش ہے،

اللہ تعالیٰ کی اس پیدائش سے اُس کی صورتیں اولادِ آدم کی صورت پر ہیں۔ اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اترتا مگر یہ کہ اُس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے۔

5۔ ابو صالح کا قول ہے کہ، روح انسان کی صورت کے مانند ہے اور انسان نہیں ہے۔ اور مجاهد نے کہا ہے کہ، روح بنی آدم کی صورت پر ہیں، ان کے ہاتھ پاؤں اور سر ہے کہ کھانا کھاتا ہے، اور وہ ملائک نہیں ہیں۔

6۔ حضرت ابوسعید خراز سے لوگوں نے سوال کیا کہ، روح مخلوق ہے، کہا کہ ہاں، اگر یہ نہ ہوتا تو، ربوبیت کا اقرار نہ کرتی، جیسا کہ اُس نے کہا بلی۔ یہ روح وہ ہے جس کے ساتھ بدنا قائم ہے، اور اُسی کے سبب سے وہ اسم حیات کا مستحق ہوا۔ اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی۔

7۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ، روح لطیف قائم کثیف میں ہے جیسے کہ بصر روح ایک عبارت ہے اور قائم اشیاء کے ساتھ وہی حق ہے، مگر یہ کہ احیاء کے معنی پر محمول ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،

”قل الروح من امرربی“

یعنی، کہو کہ روح میرے رب کا امر ہے، اور امر، اُس کا کلام ہے، اور کلام اُس کا مخلوق نہیں، اور اس معنی سے، معنی جسد میں نہیں ہوتی۔ یعنی اُس کے قول سے کہ، زندہ ہو، وہ زندہ ہو گیا۔

8۔ بعض علماء کا قول ہے کہ، روح گُن سے نہیں نکلی ہے، اس واسطے کے، اگر وہ کن سے نکلتی تو اُس مذلت ہوتی۔ تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہے تو جواب اُس کا دیا کہ، اللہ تعالیٰ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سلام کے ساتھ اُس کو خاص کیا اور اپنے کلام کے ساتھ اُس کو حیات دی، پس وہ مذلت کن سے آزاد و پاک ہے۔

9۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، روح نورِ عزت سے پیدا کی گئی ہے، اور ابلیس آتشِ عزت سے۔ اسی واسطے اُس نے کہا تھا کہ، تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اُس نے

یہ نہ جانا کہ، نور بہتر آگ سے ہے۔

10- واسطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ، حضور ﷺ کس وجہ سے تمام خلق میں حلیم تر تھے، کہا اس واسطے کہ، آپؐ کی روح اول پیدا کی گئی، پھر اُس کے لیے تمکیں واستقرار کی صحبت و معیت واقع ہوئی۔ کہا تم نہیں دیکھتے کہ، آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ،

میں نبی ﷺ تھا، جس وقت آدم، روح اور جسد کے درمیان تھے، یعنی، نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔

11- روح منفرد: حضرت سعید بن جیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے عرش کے سوا کوئی پیدائش روح سے بزرگ تر نہیں پیدا کی۔ اگر وہ روح چاہے کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو ایک لقمہ میں نگل جائے تو وہ ایسا کر جائے گی۔ اُس کی پیدائش کی صورت ملائکہ کی صورت پر ہے، اور اُس کے منہ کی صورت آدمیوں کی صورت پر ہے۔ قیامت کے دن عرش کے دہنی طرف کھڑی ہو گئی، اور اُس کے ساتھ ملائک ایک صف میں ہوں گے، اور وہ ان میں سے ہو گی جو اہل توحید کیلئے شفاعت طلب کریں گے۔

اگر اُس کے اور فرشتوں کے درمیان نور کا پردا نہ ہوتا تو اہل آسمان اُس کے نور سے جل جاتے۔ جب کہ جس روح کا سوال کیا گیا تھا، اس منقول سے ہوتا، وہ اُس روح کے علاوہ ہے جو بدن میں ہے۔

12- بعضوں نے کہا ہے کہ روح، وہ جو ہر مخلوق ہے جو سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے انور اور صاف تر ہے، اُس کے ساتھ غالب چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور اُسی کے باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہے اور جب روح، مراعات سیر سے محبوب ہوتی ہے تو جوارج بے ادبی کرتے ہیں۔ اسی واسطے روح تجلی اور استنار اور قابض اور نازع کے درمیان میں ہے۔

13- بعضوں نے علماء سے کہا ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے علم کو روح کے ساتھ مقرر و نامہ کیا، سو وہ اپنی لطافت کے سب علم کے ساتھ نہ نوپا تی ہے، جیسے کہ غذا کے ساتھ بدنه نہ نوپا تا اور بڑھتا ہے، یہ علم الہی میں ہے، اس واسطے کے خلق کا علم قلیل ہے۔

14۔ شیخ بیان کرتا ہے کہ، روح خیر کی حرکت کرتی ہے، اور اس طرح کی حرکت سے قلب میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس کو فرشتہ دیکھتا ہے تو وہ اس وقت خیر کا الہام کرتا ہے۔ اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہے اور اس وقت اُس کی حرکت سے قلب میں ایک تاریکی ظاہر ہوتی ہے، تو اُس کی تاریکی کوشیشیطان دیکھتا ہے، اور اس وقت وہ اغواء اور بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

15۔ روح انسانی علوی آسمانی، عالم امر سے ہے، اور روح حیوانی، کہ بشری ہے، عالم خلق سے ہے، اور روح حیوانی بشری روح علوی کی محل اور مورد ہے۔ روح حیوانی جسمانی لطیف ہے، جو قوت حس و حرکت کے حامل ہے اور قلب سے اٹھتی ہے، وہ پھر کنے والی رگوں سے سوراخوں میں پھیلتی ہے۔ اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہے۔ اور اُسی سے جو اس کی قوتیں ابلتی ہیں اور بہتی ہیں، اور روح انسانی علوی، جو اس روح پر وارد ہوتی ہے تو یہ روح، روح حیوانی کے ہم جنس اور روح حیوانات سے جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری اس میں پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق والہام بن گئی۔

16: بعضوں نے کہا ہے کہ روح، بعدیہ حیات ہے کہ، بدن اُس کے وجود سے زندہ ہوا، اور قیامت میں اُس کے دوبارہ جسم میں آنے سے زندہ ہو گا۔ روح ایک شے، مخلوق ہے کہ، عادت الہی اُس پر جاری ہے کہ وہ بدن کو، زندہ رکھتی ہے جب تک کہ وہ اُس سے متصل ہے۔ وہ بدن سے اشرف ہے، بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ، پاتی ہے، جس طرح کہ بدن اُس کی مفارقت سے موت کا مزہ پاتا ہے۔

17: بعضوں کا قول ہے کہ روح، بدن سے جدا ہو کر جسم لطیف میں جاتی ہے۔ اور ان میں سے بعضوں نے کہا ہے کہ، جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُس کے ساتھ قوت وہمیہ، قوت نطفیلی کے توسط سے حلول کرتی ہے، تو اس وقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی ہوتی ہے، اس واسطے کہ، مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُس کا تجدی غیر ممکن ہے۔

وہ موت کے وقت سے واقف ہے، اور موت کے بعد اُس کا نفس خالی قید میں مدفن

ہے۔ اور جن چیزوں کا حیات ان میں اُس کو اعتقاد تھا، اُن کو تصور کرتی ہے، اور قبر میں جب اُن کا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہے۔

18: بعضوں نے کہا ہے، دنیا اور آخرت، ارواح کے نزدیک سے برابر ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، ارواح کی بہت سی اقسام شامل ہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہ، عالم برزخ میں گشت اور جولان طے کرتے ہیں، اور وہ دنیا اور ملائکہ کے احوال کو دیکھتے ہیں، اور جن باتوں کا آسمان میں، احوال آدمیوں سے ذکر ہوتا ہے جو اُس کو سنتے ہیں۔ ایک وہ ارواح ہیں جو، بہشت تک اُڑتی ہیں، اور جہاں تک وہ چاہیں، جس قدر ایامِ حیات میں، اُن کو چلنے پھرنے کی استعداد ہے۔ حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ، نے سلمان رضی اللہ عنہ، سے روایت کی ہے کہ، مونین کے ارواح، زمین کے برزخ میں، آسمان اور زمین کے درمیان جہاں چاہیں وہاں جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ، اپنے بدن میں پھیری جائیں۔

19- بعضوں نے کہا ہے کہ، جس وقت ارواح پر، دوستوں میں سے کوئی میت وارد ہو، تو وہ ملاقات کرتے ہیں اور باہم بات چیت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے سوالات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ملائکہ تعینات کیے ہیں کہ اُن پر اعمال زندہ لوگوں کے عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مردوں پر وہ پیزیں ظاہر کی جاتی ہیں جس کے سبب زندہ لوگوں کو دنیا میں گناہوں کی وجہ سے عذاب کیا جاتا ہے، تب وہ کہتے ہیں کہ ہم، اللہ تعالیٰ کی طرف، اُس کی مدد کرنے سے معذرت کریں گے، اس واسطے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے محبوب تر عذر، اُس کے سامنے ہو۔

20- حدیث نبوی ﷺ سے وارد ہوا ہے کہ ڈوشبنہ، اور پنج شبنہ، کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اور انبیاء اور والدین کے سامنے جمعہ، کے روز، تو وہ اُن کے حنات سے خوش ہوتے ہیں اور اُن کے چہرہ میں سفیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو۔ دوسری حدیث نبویؐ میں وارد ہوا ہے کہ، تمہارے اعمال تمہارے کنبہ والوں اور اقارب کے سامنے پیش کیجاتے ہیں جو مر گئے

ہیں۔ پھر اگر وہ عمل جز یعنی نیک ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں، اور اگر اس کے سوا اور کچھ ہو تو وہ کہتے ہیں کہ، الٰہی مرت اُن کو موت دے، جب تک کہ تو اُن کو دہدایت کرے، جیسے کہ تو نے ہم کو دہدایت کی ہے۔

## (ii) نفس

حضرت سعید بن ابی حلال سے حضور ﷺ جب کبھی یہ آیت پڑھتے کہ،  
”قد افْلَحَ مِنْ ذَكْرِهَا“  
تو آپ پھر تے، اور فرماتے۔

”اللّٰهُمَّ آتِنَا نفْسًا تقوَّها أنت وليتها و مولاها، وزكْرًا أنت خير من ذَكْرِهَا“  
یعنی اے میرے رب، دے میرے نفس کو اُس کا تقویٰ، کہ تو اُس کا ولی ہے اور مولا اُس کا، اور اُس کو پاک کر کہ تو بہتر ہے اُس سے کہ جو اُس کو پاک کرنے۔

1- بعضوں نے کہا ہے کہ، نفس لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے، اُسی سے اخلاق اور صفاتِ نعمومہ ہیں، جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے، اُسی سے اخلاق اور صفاتِ محمودہ ہیں۔ نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل سے ہیں۔ (1) ایک طیش (2) دوئم شر۔

طیش یعنی سبکساری اُس کی، اُس کے جبل سے ہے، اور نفس کی تشبیہ طیش میں ایک گول گرد کے ساتھ دی گئی ہے، اور طیش میں جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہے اور صبر جو ہر عقل ہے، طیش صفت نفس کی ہے اور اُس کے ہوئی اور راحت کے اوپر غالب نہیں آتا، مگر صبر اس واسطے کہ، عقل ہوئی کی بخ کرنی کرتی ہے۔ شر اُس کا اُس کے حرص سے۔ اور شر ہی سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہے۔

2- بعضوں نے کہا ہے کہ، ضعف کا وصف آدمی میں تراب یعنی خاک سے ہے۔ بخل کا

وصف اُس میں طیش یعنی محل سے ہے۔ شہوت کا وصف اُس میں حماء مسنون، یعنی سُری ہوئی مٹی سے ہے۔ جہل کا وصف اُس میں صلصال، یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ، قول اللہ کا جو فخار ہے، سوجو یہ وصف آدمی میں کچھ شیطنت سے ہے، جو اس واسطے کہ، آگ فخار یعنی سفال میں ہوتی ہے، اور سواس سے مکر، حیله اور حسد ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں، نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے۔

(i) طہانیت کیلئے فرمایا،

”یا تیها النفس المطمئنة“

(ii) لواحہ نام رکھا اور فرمایا

”وَلَا اقْسِمُ بِالنَّفْسِ الْوَاحِدَةِ“

(iii) امارہ سے موسوم کیا تو فرمایا،

”إِنَّ النَّفْسَ لَا مَارَةٌ بِالسُّوءِ“

حالانکہ نفس ایک ہی ہے، لیکن اُس کی صفات متغیر اور جد اگانہ ہیں۔ (i) جس وقت کہ، قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا، تو نفس کو خلعتِ طہانیت اور دیا گیا، اس واسطے کہ سکینہ میں مزید ایمان ہے، اور اس میں قلب کی ترقی مقام روح تک ہے، اس وجہ سے کہ حظِ یقین اُس کو عطا کیا گیا۔ اور جب قلب محلِ روح کی طرف متوجہ ہوا، تو نفس محلِ قلب کی طرف متوجہ ہوا، اور اس میں اُس کی طہانیت ہے۔

(ii) جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشوں سے اکھڑ کر مقر طہانیت کو دیکھتا ہوا چلا تو، لواحہ ہے، اس واسطے کہ وہ، اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا، کیونکہ طہانیت کے محل کا اُسے معائنہ اور اس کا علم ہو گیا۔

(iii) جب اپنی کشش کو دیکھا اور جانا اور اپنے اُس محل کی طرف، جس میں وہ ”amarah بالسوء“، یعنی بُراٰی کا حکم دینے والا تھا، اور جب وہ اپنے محل پر پڑھرا تو، نورِ علم و معرفت اُس کو نہیں

دھلتا، تو پھر وہ اپنی حکمت سے بدی کا فرمان ہوتا ہے۔

4- نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے، سو کبھی قلب کی مالک و داعی روح ہوتی ہے، اور کبھی مقتضیاتِ نفس اُس پر قابض ہوتے ہیں۔ سرگل مشاہدہ ہے، اور روح محلِ محبت ہے، اور قلب محلِ معرفت ہے۔ کلام اللہ میں جس کا ذکر ہے وہ روح ہے، اور نفس اور انواع، اُس کی صفات ہیں، اور فواد ہے اور عقل ہے۔

5- کوئی شے مستقل بنفسہ نہیں ہے۔ جس کا وجود اور ذات، روح اور نفس کی مثال ہو، اُسی قدر ہے کہ، جب نفس صافی اور پاک ہوا تو، روح ظلمتِ نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات کی طرف اُس نے عروج شروع کیا۔

6- جس وقت قلب روح کی جھانکتا تاکتا ہوا اپنی قرارگاہ اور جگہ سے اکھڑا تو ایک طرف وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا۔ اُس وصف کے پانے والوں پر قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اس واسطے کہ، اُس کو قلب سے صافی تردیکھا، جس کا نام سر رکھا۔

7- بارگاہِ قلب کیلئے ایک وصف بالاتر، اُس کے وصف پر حاصل ہوا، اُس کے سبب سے کہ، روح کی طرف اُس کی نگاہ لگی ہوئی ہے۔ تو روح نے ایک وصف زائد اپنے عروج میں حاصل کیا۔ اور اُس کے پانے والوں کی روح پر ایک طرزِدادا ہوا، تو اُس کا نام سر رکھا۔

8- جس کو قوم نے یہ گمان کیا کہ، لطیف تر روح سے ہے، تو وہ روح ایک ایسے وصف کے ساتھ متصرف ہے، جو خاص تر اُس سے ہے جوانہوں نے مقرر و معہود کی ہے اور جس چیز کو سر قبلِ الروح، کے ساتھ موسم کیا وہ قلب ہے کہ، وصف غیر معہود کے ساتھ موصوف ہو گیا۔ اور ایسی ایسی ترقی میں روح اور قلب کے نفس کو ترقی، محلِ قلب تک ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے وصف کی کنکلی ڈال دیتا ہے اور پھر وہ نفسِ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

9- بیشتر سے زیادہ مرادات، قلب چاہتا ہے، اس واسطے سے کہ، قلب ایسا ہو گیا کہ، ارادہ اُس چیز کا کرتا ہے جس کو، اُس کا مولا ارادہ کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ، وہ حول اور قوت اور

ارادہ اور اختیارات سے، بیزار ہو گیا۔ وہ اُس وقت خالص عبودیت کا مزہ چکھے گا، اس واسطے کے وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔

### (iii) عقل

عقل ایک جنت، اللہ تعالیٰ کی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ، کسی قوم کو ہدایت دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہے۔ سو وہ ایسے ہی ہیں کہ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”كانت أعينهم في غطاء عن ذكرى و كانوا لا يستطيعون سمعاً و قالوا  
أقلوبنا في أكنة مما تدعونا إليه وفي إذانا و قرولمن بيننا وبينك حجاباً“

یعنی، تھیں آنکھیں اُن کی پرده میں میرے ذکر سے، اور وہ سننے کی کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور کہا انہوں نے کہ، دل ہمارے غالاف ہیں، اُس چیز سے کہ تم ہمیں اُس کی طرف بلا تے ہو، اور کانوں میں ہمارے بوجھ ہے، اور درمیان ہمارے اور تمہارے درمیان پرده ہے۔

1- عقل روح علوی کا جو ہر اور اُس کی زبان ہے اور وہ روح علوی پر را ہنمہ ہے، اور اُس کی تدبیر قلب موئید اور نفسِ زکی مطمئنہ کے لیے ہے۔ قلب ایک وجہ سے انکار رکھتا ہے اور اُس سے منہ پھیرتا ہے اور دوسری وجہ سے اُن دونوں کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہے، اس واسطے کے، ان دونوں سے کوئی چارہ اُس کو نہیں ہے۔

قلب اور دماغ کیلئے نسبت نیک اور سرکش کی طرف ہے، جس وقت تدبیر سرکش میں دیکھی تو کہہ دیا کہ مسکن اُس کا دماغ میں ہے، اور جب تدبیر نیک میں دیکھی تو کہہ دیا کہ مسکن اُس کا قلب ہے، روح علوی اس قصد اور کوشش میں رہتی ہے کہ، اپنے مولا کی طرف آرزومندی اور مہربانی اور اکوان سے ایک ہو کر ترقی کرے۔ اکوان اور موجودات، قلب بھی ہے اور نفس بھی ہے۔

2- نفس جب مشتاق ہوتا ہے تو وہ زمین سے اوپر چاہوتا ہے اور اُس کی رگیں عالم سفلی میں کونڈنے والی، یک سوا اور الگ ہو جاتی ہیں، اور اُس کی ہوا کا بساط لپٹیا جاتا ہے اور مادہ اُس کا قطع ہوتا ہے اور دنیا کی رغبت جاتی رہتی ہے اور وہ دھوکے کی بگہ سے دور ہو جاتا ہے اور وہ عالم جاودا نی

کی طرف رجوع میں ہوتا ہے۔

3- حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سیلمان، سے پوچھا کہ، موضوع عقل تجھ سے کہا ہے، تو جواباً حضرت سیلمان نے کہا کہ۔

قلب اس واسطے ہے کہ وہ قلب روح ہے، اور روح قلب حیات ہے۔

حضرت ابوسعید قرثی کا قول ہے کہ۔ روح، دو روحیں ہیں، روح حیات اور روح ممات۔ اور جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہو جاتا ہے۔ روح حیات وہ ہے کہ جس سے مجازی انفاس اور قوتِ اكل و شرب وغیرہ ہما ہیں۔ اور روح ممات، وہ ہے جب وہ جسد سے نکل نکل جائے، تو زندہ مردہ ہو جاتا ہے۔

4- عقل زمان روح کی، اور ترجمان بصیرت کی ہے، اور بصیرت روح کیلئے قلب کے مثال، اور عقل زبان کے موافق ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

اول سب چیزوں سے، جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے، عقل ہے، پھر اس سے کہا آتو، وہ آگے آئی۔ پھر اس سے فرمایا کہ، اُنٹی پھر جاتو، وہ اُنٹی پھر گئی۔ بعد ازاں اُس سے فرمایا کہ، بیٹھ جا، وہ بیٹھ گئی۔ بعد ازاں اُس سے کہا کہ بول، تو وہ بول انھی۔ بعد ازاں فرمایا کہ چپ ہو، تو وہ چپ ہو گئی۔

اس پر فرمایا کہ، مجھے اپنی عزت و جلال، عظمت و کبیریا، اور سلطان و جبروت کی قسم ہے کہ۔ میں نے کوئی خلق نہیں پیدا کی جو تجھے سے زیادہ مجھے محبوب ہو، اور نہ تجھے سے بڑھ کر کوئی میرے نزدیک مکرم ہے۔ اور تجھے سے ہی میں پہنچانا جاؤں گا، اور نیرے ساتھ ہی میں حمد کیا جاؤں گا، اور تیرے ساتھ ہی اطااعت کیا جاؤں گا۔

اور تیرے ساتھ ہی عتاب اور تیرے ہی لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کروں گا۔ اور تجھ پر ہی عتاب اور تیرے ہی لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کروں گا۔ اور میں نے کسی چیز کے ساتھ جو، صبر سے افضل ہو، اکرام تیرا نہیں کیا۔

5- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں بُعد احمد انتشیم کیا ہے۔ اس واسطے کے دو آدمیوں

کے عمل اور نیکی، روزہ و نماز، برابر ہوتے ہیں، مگر وہ دونوں عقل میں متفاوت ہیں۔ جس قدر ایک ذرہ، کوہ أحد کے مقابل ہو۔ پس آدمی اپنی عقول کے موافق عمل کرتے ہیں اور اپنے اعمال کے مقدار پر ان کو جزاً ملتی ہے۔

6۔ عقل علوم سے ہے، اس واسطے کہ، تمام علوم جو خالی ہوں عقل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا۔ عقل تمام علوم سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، بڑے علوم سے جو خالی ہو، وہ عقل سے موصوف ہوتا ہے۔ علوم نظریے سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، ابتدائے نظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہے، تو وہ، اُس وقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا۔ نہ وہ تمام ضروری ہے، اس واسطے کہ، مختلف الحواس عاقل ہے، حالانکہ علوم ضروریہ کے بعض مدارک اُس میں نہیں ہیں۔

7۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ، عقل اقسامِ علوم سے نہیں ہے، اس واسطے کہ، اگر ان میں سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ، جو شخص جو، استحالة اور جواز سے غافل ہے، عاقل نہیں ہے، حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ، عاقل کو کہ، اکثر اوقات غافل ہوا ہے علماء نے کہا ہے کہ یہ، عقل کی ایک صفت ہے، جس کے ساتھ وہ، دریافت علوم کے لیے مہیا ہوتا ہے۔

8۔ حراث دن اسد محابی، سے منقول ہے کہ، عقل سرشت اور طبیعت ہے جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہے، اور اس بناء پر وہ بات ثابت ہوتی ہے جس کو اول ذکر میں عقل کے زمرے میں ذکر کیا ہے کہ، وہ زبانِ روح ہے اس واسطے کہ امر اللہ ہے، اور وہ متحمل اُس امانت کی ہے جس کے اٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کیا ہے۔ اور اُسی سے نورِ عقل اُبلتا ہے اور بہتا ہے، اور نورِ عقل، ہی میں علوم متصل اور متصور ہوتے ہیں۔

9۔ عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح مکتوب ہے، اور وہ اپنے صحف سے کبھی منکوس اور سرنگوں ہے، کہ نفس کی طرف جھانکتی ہے، اور کبھی راست قائم ہے۔ سو جو شخص کہ اُس میں عقل الٹی سرنگوں نفس کی طرف جھانکتی ہے، وہ کبھی راستہ پر اگنبدہ کر دیتی ہے، اور جبکہ اعتدال اُس کے سبب سیدھا ہم ہو جاتا ہے اور وہ شخص را ہ راست نہیں پاتا۔

وہ شخص جس میں عقل قائم اور مستقیم ہوئی، تو عقل اُس کی تائید اُس بصیرت سے کرتی ہے جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے، اور وہ مکون آفریدگار کی طرف سیدھا راستہ پاتا ہے اور بعد ازاں خالق سے مخلوق کو پہچانتا ہے، اور اس کیفیت سے کہ، اقسامِ معرفت کو مکون اور کون سے پورا کرتا ہے۔ تو یہ عقل، عقل ہدایت ہے، اور جب تک عقل مستقیم ہو گی تو بصیرت کے ساتھ تائید کرے گی، اور اُس کی راہنمائی رشد اور سیدھی راہ پر ہو گی اور اُس کو گمراہی سے باز رکھے گی۔

10۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ عقل دو ہیں۔

(i) ایک عقل ہدایت کی، کہ قلب میں اُس کا مسکن ہے اور یہ اہل ایمان اور صاحبِ یقین کے حصہ میں ہے اور سینہ میں دل کے اور دونوں آنکھوں کے نیچ میں اُس کا مقامِ عمل ہے۔  
(ii) دوسری عقل کا دماغ میں مسکن ہے اور اُس کا مقامِ عمل، سینہ میں دل کے، دونوں آنکھوں کے نیچ میں ہے۔ پہلی عقل سے وہ امرِ آخرت کی تدبیر کرتا ہے، اور دوسری عقل سے امرِ دنیا کی تدبیر کرتا ہے۔

11۔ بعضے علماء نے کہا ہے کہ عقل دو قسم کی ہے۔

پہلی قسم وہ ہے کہ اُس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور مذکور ہے کہ یہ عقل اول نورِ روح سے ہے اور تمام اولادِ آدم میں موجود ہے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ اُس سے اپنے امرِ آخرت کو دیکھتا ہے، اور یہ عقل ثانی نور ہدایت ہے جو موحدین میں موجود ہے اور مشرکین سے مفقود ہے۔

12۔ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہیں کہ جہل، ظلمت اور تاریکی ہے، سو جب نور اُس ظلمت میں اُس کی بینائی پر غالب ہو گا تو ظلمت جاتی رہے گی، پھر وہ دیکھے گا، اور جہل کیلئے اشکل ہو جائے گا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ عقل ایمان جو ہے، اُس کا مسکن قلب میں ہے اور محل اُس کے عمل کا سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے نیچ میں ہے۔

13۔ عقل واحد، وہ ہے جو بصیرتوں سے تائید یافتہ ہوتا ہے، اور وہ واضح تراویر و شنیدن ہے۔

ہے۔ جو بھی بصیرت کے ساتھ موجود ہے اور کبھی اپنے صفات کے ساتھ متفرد ہے۔ جب وہ بصیرت کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ دونوں امور کی مدد برکرتی ہے اور جب وہ تنہا ہوتی ہے تو ایک امر کی مدد برکرتی ہے۔

جو عقل زبانِ روح ہے، وہ عقل واحد ہے، وہ قسم کی نہیں ہے۔ جب وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے، اور معتدل ہو جاتی ہے، اور اشیاء کو ان کے مواضع پر رکھتی ہے، اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نورِ شرع سے روشنی لینے والی ہے۔

#### (iv) بصیرت و قلب

(a) بصیرت:- یہ اس علم کی محیط ہے جن کو عقل، بالاستعیاب حاصل کرتی ہے۔ اور ان علوم کے جن کے استعیاب سے عقل کا نیک تیک ہے۔ اس واسطے کہ بصیرت استمد اور ان کلمات اللہ سے کرتی ہے کہ جن کے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے ہیں۔

عقل ترجمانِ دل ہے کہ، بصیرت کا ایک حصہ اُس کی طرف پہنچاتی ہے، جس طرح کہ قلب بعضی چیزیں اپنے میں کی، زبان تک پہنچاتا ہے، اور ان میں سے بعضی چیزیں، زبان کے واپسے واسطے اختیار اور پسند کر لیتی ہے۔

اسی بات کے سبب، بخش صرف عقل پر ٹھبرا اور جنم گیا، بغیر اُس کے کہ نورِ شرع سے اُس نے روشنی حاصل کی ہو، تو وہ علوم کا نبات و ملک سے بہرہ مند ہوا، اور ملک ظاہر کا نبات ہے۔ جس کسی نے نورِ شرع سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے موجود ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت بالمن کا نبات ہے، جس کے مکاشفہ سے ارباب بصائر و عقول مختص ہیں۔ نہ کرو وہ لوگ، جو بصیرت کے بغیر مخصوص عقل پر جنمے ہوئے ہیں۔

2- قلب (i) روح علوی کہ نفس اللہ تعالیٰ کی تکوین سے پیدا ہوا۔ اور نفس

کو روشن آؤں کی ہے اُس کا پیدا ہونا روح سے، عالم امر میں ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ عالم

خلق میں حضرت حوا کا حضرت آدم سے پیدا ہونا۔ اور ان دونوں میں عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ، حضرت آدم اور حضرت حوا میں ہو گیا، اور ان دونوں میں ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ، اپنے ساتھی کی مفارقت سے مر جاتا ہے۔

(ii) روح انسانی علوی نے، روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُس کو نفس بنادیا، اور روح نے جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا۔ اُس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جس کا محل پارہ گوشت ہے، اور یہ پارہ گوشت عالمِ خلق یہ ہے اور یہ لطیفہ عالم امر سے ہے۔

قلب کا روح اور نفس سے عالم امر میں پیدا ہونا ایسا ہی ہے کہ، اولاد کا حضرت آدم اور حضرت حوا سے عالمِ خلق میں پیدا ہونا۔

(iii) قلب موئد۔ یہ وہ ہے جس کا ذکر حضور ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے جس کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، فرمایا کہ، قلوب صنعت میں چار ہیں۔

(1) ایک قلب وہ ہے جو مثلِ زمین کے پاک ہو جس میں کوئی نبات اور سبزہ نہ ہو، بجز اس کے کہ اس میں ایک چراغ روشن ہے، تو یہ قلب مومن کا ہے۔

(ii) ایک قلب سیاہ الٹا ہے، یہ قلب کافر کا ہے۔

(iii) ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف میں ہے، سو یہ قلب منافق کا ہے۔

(iv) ایک قلب مصنوع اور پہلو دار ہے، جس میں ایمان اور نفاق ہو۔

(v) قلب معکوس۔ یہ وہ ہے جو، اپنی ماں کی طرف جو نفس امارہ ہے، جھکتا ہے۔ قلوب میں سے ایک قلب ہے جو، اس کی طرف میل کرنے میں متعدد ہے، اور میل قلب کے موافق اس کا حکم، سعادت اور رہوت ت بتاتا ہے۔

## 15۔ مشاہدہ حق

حضرت شیخ شہاب الدین شہروردی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب عوارف المعارف، میں تحریر

فرماتے ہیں کہ:-

محاضرہ ارباب تلوین کیلئے ہے، اور مشاہدہ ارباب تمکین کیلئے ہے، اور مکافہ ان دونوں کے درمیان ہے یہاں تک کہ وہ مستقر ہو۔

پس مشاہدہ اور محاضرہ، اہل علم کیلئے ہے۔ مکافہ اہل عین کیلئے ہے اور مشاہدہ، اہل حق، یعنی حق الیقین، کے لئے ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب، کشف المحوب، میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:-

1- (i) جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

”اجیغُوا ابْطُونَکُمْ دُعْوَا الْحِرْصِ وَاعْرُوا اجْسَادَكُمْ قَصْرُوا وَالْأَمْلِ  
وَاحْمَدُوا إِلَيْکُمْ دُعْوَةُ الدُّنْيَا لِعُلْكُمْ تَرُونَ اللَّهَ بِقُلُوبِکُمْ .

یعنی، اپنے بیٹوں کو خالی رکھو، حرص کو چھوڑو، جسموں کو لباس سے آراستہ نہ کرو، تمباوں کو کم کرو، جگروں کو پیاسا، رکھو، دنیا سے روگردانی اختیار کرو۔ تاکہ تمہیں دلوں میں مشاہدہ حق حاصل ہو۔

(ii) حضرت جبرائیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہیت احسان سے متعلق سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب فرمایا کہ-

”اَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَافِكَ تَرَادُ فَانَّ، لَمْ تَكُنْ تَرَادُ فَانَّهُ يَرَاكَ“

یعنی احسان یہ ہے کہ، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کے، گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے، اگر تم اُسے نہیں دیکھ سکتے تو گویا، وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

(iii) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف اس طرح وحی فرمائی۔

”يَادِ داؤدِ اتَّدِرِي مَالْمَعْرِفَةِ، قَالَ لَا قَالَ هِيَ حِيَاةُ الْقَلْبِ فِي مَسَاهِدِتِي“.

یعنی اے داؤد، معلوم ہے میری معرفت کیا ہے، عرض کیا نہیں، فرمایا میرے مشاہدہ سے اے زندہ بونا۔

(iv) حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا

”مَازَاغَ الْبَصُرُ وَمَا طَغَى“

یعنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہ تجلیات حق سے بھکلی اور نہ (حدسے) آگے بڑھی، یہاں تک کہ آپ کی چشم باطن نے ہر دیکھنے والی پیروں کو دیکھ لیا۔

(۷) حضرت ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیت

”إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا رَبُّنَا أَللَّهُ، ثُمَّ أَسْتَقْبَلُوا مُؤْمِنِينَ“

یعنی، بلاشبہ جن لوگوں نے کہا، ہمارا پروردگار تو اللہ ہے، اور پھر اس پر مضبوطی سے ثابت قدم رہے۔ کی تفیریز کے دوران میں فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے (مجاہدہ میں یوں) کہا کہ، ہمارا پروردگار تو اللہ تعالیٰ ہے، اور پھر اس پر ( مشاہدہ حق کی بساط پر) مضبوطی سے ثابت قدم رہے۔

2۔ اہل تصوف کے نزدیک، مشاہدہ ذات حق کو چشم باطن سے دیکھنے کا نام ہے۔ یعنی جلوہ حق، دل میں تحریز یہ کیا ہے بغیر دیکھے، خلوت ہو یا بعلوت۔ مشاہدہ کی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔

(۱) مشاہدہ صحیح یقین سے      (۲) غلبہ محبت حق

یعنی، غلبہ محبت سے وہ مقام حصل ہو، جہاں طالب ہمہ تن حدیث محبوب ہو کر رہ جائے، اور اس سے بجز اس کے کچھ نظر نہ آئے۔ ایک آدمی کسی چیز کو ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے، اور اس کی اس کے فاعل پر ظاہر نظر پڑتی ہے، دوسرا فاعل کی محبت میں مستغرق ہو کر ہر چیز سے قطع نظر کر لیتا ہے، اور صرف نا عمل کو دیکھتا ہے، اور جو شخص کسی چیز کو پہنچان لیتا ہے اس کے بغیر اسے تسلیم خاطر نہیں ہوتی جب کوئی شخص محبت کرتا ہے، تو وہ سوائے محبوب چیز کے کسی پر نظر نہیں ڈالتا، اور وہ محبوب کے افعال و احکام پر اعتراض کرنے سے یا ان کی مخالفت کرنے سے اعتراض کرتا ہے تاکہ خلاف اور تصرف میں بستا نہ ہو جائے۔ جب محبت حق موجودات سے نظر پھیر لیتا ہے تو وہ چشم باطن سے مشاہدہ حق میں مشغول ہو جاتا ہے۔

(3) جو آدمی مجاہدہ کر کے اپنی ظاہری آنکھ کو مرغوبات سے روک لیتا ہے وہ یقیناً اپنی باطنی آنکھ سے مشاہدہ حق سے بہرہ یا بہرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو مجاہدہ میں مخلص ہو، وہ مشاہدہ میں صادقہ

ہوتا ہے، اور باطن کی نظر کا مشاہدہ مجاہدہ ظاہر سے وابستہ ہے۔ دراصل ہماری خواہش ہی ایک جواب ہے، ارادہ مخالفت کی دلیل ہے اور مخالفت وجہ جواب ہوتی ہے۔ ارادہ ختم ہو تو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے، اور مشاہدہ حاصل ہو تو دنیا و عقیبی برابر ہو جاتے ہیں۔ صاحبِ مشاہدہ اگر محرومِ مشاہدہ ہو تو گویا، راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔

(4) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ، جو چشم زدن کیلئے، اپنی نظر حق تعالیٰ سے پھیر لیتا ہے، وہ سازی عمر ہدایت نہیں پاسکتا۔ کیونکہ غیر پر نظرِ النا غیر کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جس کو قضاۓ وقدرنے، غیر اللہ کے اختیار میں چھوڑ دیا، وہ ہلاکت کا شکار ہو گیا۔  
حضرت شبیل رحمۃ اللہ علیہ، دعا میں کہا کرتے تھے کہ۔

اے خدا، دوزخ و جنت، کو چھپا لے، تاکہ تیری عبادت بلا واسطہ اور بغیرِ لالج کے ہو۔ طبیعت میں جنت کی خواہش ہوتی ہے اور اکثر عبادت اسی لیے کی جاتی ہے، دل میں محبت جاگزین نہیں ہوتی، اور آدمی غفلت کی وجہ سے مشاہدہ حق سے محروم رہتا ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں کہ،  
اگر حق تعالیٰ فرمائے کہ مجھے دیکھو، تو میں نہ دیکھوں، کیونکہ محبت میں آنکھ کی حیثیت غیر اور بیگانے کی ہے، رشمک غیر مانع دیدار ہے۔ جب دنیا میں اُس کو واسطہ چشم کے بغیر دیکھتا رہا ہوں تو آخرت میں اس کا واسطہ کیوں تلاش کروں۔

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ حق کے اُس بلند مقام پر جو آپ کو عطا ہوا، فرمایا کہ، میں تیری ثناء پر حادی نہیں ہو سکتا، یعنی احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، مقامِ مشاہدہ پر تھے اور مشاہدہ کمال اتحاد ہوتا ہے، اور اتحاد کے عالم میں زبان کو کام میں لانا بیگانگی کا انظہار ہے۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، تو وہ ہے کہ، بس اپنی ثناء آپ کر رہا ہے۔ یعنی بہاں جو تو کہے، وہ گویا میں نے کہا ہے، جو تو اپنی ثناء کرنے، وہ گویا میں نے کی ہے، میری زبان اس قابل نہیں کہ، میرے حال کو معرض بیان میں لاسکے، اور بیان خود، اس لاکن نہیں کہ، میری

کیفیت کا اظہار کر سکے۔

(6) حق تعالیٰ کی ذات اندازہ و مقدار سے بالاتر ہے کہ کسی کی عقل اس کا ادراک کرنے کے، حق تعالیٰ کے متعلق جو کچھ انسانی عقل میں آئے گا، وہ سراسر وہم ہو گا۔ حق تعالیٰ کسی جنس کا متمیل نہیں، اور جملہ لٹائف و کشائیں، ایک دوسرے سے جنسی طور پر وابستہ ہیں، اور اتضاد کی حالت میں بھی، ہم جنسیت قائم رہتی ہے۔ توحید کی حقیقت بھی قدیم کے مقابل، ایک جنس کی ہے اتضاد چیزیں، سب حادث ہوتی ہیں، اور سب حادث ہم جنس ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان باتوں سے اور ہر اس چیز سے، جو محدث اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، پاک و بالاتر ہے۔

(7) اس دنیا میں مشاہدہ دنیا میں بھی روا ہونا چاہیے۔ مشاہدہ دنیا اور روایت عقیبی، کی خبر دینے والے میں کوئی خبر نہیں، اور جو کوئی بھی ان دونوں سے متعلق خبر دے گا وہ از روئے مشاہدہ، اجازت سے خبر دے گا دعویٰ سے نہیں۔

وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ، آخرت میں دیدارِ حق اور دنیا میں مشاہدہ حق روا ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ، مجھے مشاہدہ ہوا ہے، یا اس وقت مشاہدہ کر رہا ہوں۔

(8) مشاہدہ باطن کا وصف ہے اور اس کا اظہار عبارت آرائی ہے، اگر زبان باطن سے آشنا ہو اور کیفیت مشاہدہ کو الفاظ میں ڈھال سکے، تو مشاہدہ نہیں دعویٰ مشاہدہ ہے۔ کیونکہ جس کی کیفیت کی اصل، عقل سے باہر ہو، زبان اُس کو الفاظ کا جامہ کیسے پہنا سکتی ہے بجز ایکہ مجازی صورت کے \_\_\_\_\_ کیونکہ مشاہدہ، دل کے حاضر اور زبان کے قاصد ہو جانے کا نام ہے یہی سبب ہے کہ، خاموشی گفتگو سے بہتر ہے، خاموشی علامت مشاہدہ ہے اور گفتگو شہادت مشاہدہ ہے۔ شہادت اور مشاہدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

16۔ علم اليقين، عين اليقين، حق اليقين۔ وحـب۔

حضرت خولجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں

تحریر فرماتے ہیں کہ:-

(i) علم اليقین، وہ ہے جو، نظر اور استدلال کے طریق سے ہو، اور بقول فارس، جس میں اضطراب نہ ہو۔

(ii) عین اليقین، وہ ہے جو، بطریق کشف اور نورال کے ہو، اور بقول فارس، وہ علم ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اسرار کو امانت رکھا ہو۔ اور علم جب صفتِ اليقین سے علیحدہ ہوا تو علم باشبہ ہو گا، اور جب اُس کے ساتھِ اليقین منظم ہو گیا تو وہ علم باشبہ ہے۔

(iii) حق اليقین، وہ ہے کہ، ناظم وصال کے درود سے مفصل آب و گل کی لوث سے بالتحقیق ہو گیا۔ بقول فارس، حقیقت اُس شے کی ہے، جس کا اشارہ علم اليقین، اور عین اليقین نے کہا ہے۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، یہ وہ ہے کہ، بندہ اُس کے ساتھ متحقق ہوا، اور وہ یہ ہے کہ، مشاہدہ غیوب ایسے ہی کرنے کے، مریّات کا مشاہدہ، مشاہدہ عیان سے کرتا ہے، اور غیب پر حکم کرتا ہے، اور اُسے سچی خبر دیتا ہے۔ جیسا کہ، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، جبکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بات کا جواب دیا، کہ تو نے اپنے عیال کیلئے کیا باقی رکھا، تو کہا کہ، اللہ کو اور رسول ﷺ کو۔

(iv) بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ:-

یقین کیلئے، اسم ہے، رسم ہے، علم ہے، عین ہے، اور حق ہے، سو اسم اور رسم، عوام کے لیے ہے۔ علم اليقین حال تفرقہ ہے، عین اليقین حال جمع ہے اور حق اليقین جمع الجمیع، بربان توحید ہے۔ علم اليقین اولیاء کیلئے ہے، عین اليقین خاص اولیاء کیلئے ہے، اور حق اليقین انبیاء کیلئے ہے۔ حقیقت حق اليقین کے ساتھ، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(v) حب۔ ارشادِ خداوندی

(1) "يَحْبِطُهُمْ وَيَحْبُّونَهُ"

یعنی، وہ جسے اُن کو دوست رکھتا ہے، وہ اُسی طرح اُس کی ذات کو دوست رکھتے ہیں۔

(2) ”وَعَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبَّ لِتَرْضِي“

یعنی، اور میں جلدی آیا تیری طرف اے رب، کہ تو راضی ہو۔

(3) ”وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يَنِيب“

یعنی، اور ہدایت کرتا ہے طرف اس کے، جو رجوع ہو دے۔

(4) ”اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ“

یعنی، اللہ قبول کرتا ہے طرف اپنے، جس کو چاہتا ہے۔

(5) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِي نَحْنُ نَهْدِي نَحْنُمْ سَبِيلًا

یعنی، جن لوگوں نے کوشش کی ہمارے راستہ میں، البتہ ہم ان کو اپناراستہ دکھانیں گے۔

(6) ”أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ“

یعنی، بھلا وہ شخص، کہ کھولا اللہ تعالیٰ نے سینہ اس کا، واسطے اسلام کے، پس وہ اوپر نور،

اپنے رب کے ہے۔

(7) ”فَإِذَا أَجَبَهُ، كَنْتَ لَهُ سَمِعاً وَبَصَراً“

یعنی، میں جس وقت اُسے محبوب رکھتا ہوں، تو میں اس کا سمع بن جاتا ہوں، اور اس کا

بصر بن جاتا ہوں۔

(8) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ دُعَائِمِيْں۔

(i) ”اللَّهُمَّ اجْعِلْ حِبَكَ أَحَبَّ لِي مِنْ نَفْسِي وَسَمْعِي وَبَصْرِي وَاهْلِي

وَمَالِي وَمِنَ الْمَاءِ لِبَارِدٍ“

یعنی، اے اللہ، تو محبت کر اپنی، میرے طرف دوست زیادہ، میرے نفس اور میرے کان

اور میری آنکھوں اور میرے اہل اور میرے مال اور مٹھنڈے پانی سے۔

(ii) ”لَا تَكْلِنْي إِلَيْ نَفْسِي طرفة عَيْنٍ فَاهْلَكَ وَلَا إِلَىٰ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ

فَاضِيْعْ اَكْلَافِي كَلَاءَةَ الْوَلِيدِ وَلَا تَخْلِ عَنِي“

یعنی، مت سونپ تو مجھے، طرف نفس میرے کے ایک پلک مارے تک، تو میں ہلاک ہو جاؤں، اور نہ طرف کسی خلق اپنی کے بس میں شائع ہو جاؤں، نگاہ رکھ مجھے، جس طرح بچے کو نگاہ رکھتے ہیں، اور مجھے اکیلا مرت چھوڑ۔

17- آداب۔ بحوالہ، کشف الحجوب۔ از حضرت داتا تاج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ  
 (۱) "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَقُوا أَنفُسَكُمْ وَاهْلِيْكُمْ نَارًا أَيُّ أَدْبُوْهُمْ"  
 یعنی، اے ایمان، اپنی ذلت کو، اپنے اہل و عیال کو، جہنم کی آگ سے بچاؤ، ان کو آداب سکھاؤ۔  
 اور جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ،  
 "حُسْنُ الْأَدَبِ مِنَ الْإِيمَانِ"

یعنی اچھا ادب ایمان کا جزو ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 "أَدَّ بَنِي رَبِّي فَأَ حَسِنَ تَأْدِيبَيْ"

یعنی، میرے پروردگار نے مجھے ادب سکھایا، اور اچھا ادب سکھایا  
 20- شیخ ابو نصیر سراج علیہ الرحمۃ، نے اپنی کتاب، کتاب اسح، میں ادب کی مختلف  
 صورتیں بیان کی ہیں، فرماتے ہیں کہ:-

"الناس في الادب على ثلث طبقات اما اهل الدنيا فاكثراً أدابهم في  
 الفحامة والبلاغة وحفظ العلوم واسماء الملوك واعشار العرب، واما اهل  
 الدين فاكثراً أدابهم في رياضة النفس، وتأديب الجوارح، وحفظاً الحدود،  
 وترك الشهوات، واما اهل الخصوصية فاكثراً أدابهم في طهارة القلوب،  
 ومراعاة الاسرار، والوفاء بالعهود، وحفظ الوقت، وقلة الالتفات الى الخواطر،  
 وحسن الادب في موافقت اطلب، واوقات الحضور ومقامات القرب"

یعنی، "ادب کے لحاظت میں قسم کے لوگ ہوتے ہیں"

(۱) "اہل دنیا کے نزدیک، فصاحت و بلاغت علوم و فنون کی تحقیق و تدوین، بادشاہوں کی

داستانیں، مختلف شعراء کے اچھے اشعار، علمی چیزوں، شاہی نسب ناموں اور عربی زبان کے اشعار کو حفظ کرنا، ادب ہے۔“

(ii) ”اہلِ دین کے نزدیک، نفس ریاضت و مجاہدہ کی عادت، اعجائے جسمانی کی تادیب و حدودِ حق کی حفاظت اور ترکِ خواہشات نفسانی، کو ادب کہتے ہیں۔“

(iii) ”خاص لوگوں کے نزدیک، دل کو پاک رکھنا، اسرارِ باطن پر نظر رکھنا، ایفائے عبده، وقت کی پاسداری، پر اگندگی خیالات کا استیصال، اور پھر، طلب و قرب میں حضورِ حق میں مودب رہنا، ادب ہے۔“

(3) دین اور دنیا، کے تمام کاموں کی آرائش، ادب پر منحصر صوفیائے کرام کے نزدیک:-  
”الادب الوقوف مع المستحسنات و معناه ان تعامل لله في الادب سرا وعلانية و اذا كنت كذلك كُنْتَ اديبا و ان كُنْتَ اعجيعما و ان لم تكن كذلك تكون على ضده“

یعنی، ”ادب نیک کاموں پر استقامت کا نام ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ، حق تعالیٰ سے ہر معاملہ میں با ادب ہو خفیہ ہو یا اعلانیہ، اگر معاملہ با ادب ہے تو ادیب ہے، چاہے بھی ہو ورنہ اس کے بر عکس، عبارت آرائی کو معاملت میں کوئی دخل نہیں، اور ہر حالت میں صاحب عمل لوگ صاحبِ قال لوگوں سے بہتر ہوتے ہیں۔“

(4) آداب ستودہ عادات کا کیجا ہونا ہے، ادیب کو ادیب اور مودب کو مودب اس لیے کہتے ہیں کہ، اس کی جوبات بھی ہوتی ہے، نیک ہوتی ہے، جس کسی میں نیک عادتیں جمع ہوں، وہ ادیب ہے۔

ادب یہ ہے کہ، جو کچھ تیری زبان سے نکلے، سچ ہو، اگر کوئی معاملہ کرے تو، اس کی بنیاد حق و انصاف پر ہو۔ کلام سچا ہونا چاہیے، خواہ کڑواہی کیوں نہ ہو، عمل نیک ہونا چاہیے، خواہ سخت ہی کیوں نہ ہو۔ بولو تو سچ بولو، اور خاموش رہو تو، خاموشی کو راستی پر منی رکھو۔

(5) لوگوں میں حفظِ مردّت، دین میں حفظِ سنت، اور محبت میں حفظِ حرمت کا نام ادب ہے۔ تینوں چیزوں میں ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں، جس کے پاس مردّت نہیں وہ تابع سنت نہیں، اور جو تابع سنت نہیں ہے اُس کے پاس حرمت نہیں۔

(6) اعمال میں پاس ادب مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے، حق تعالیٰ اور اُس کی آیات کی تعظیم جزوٰ تقویٰ ہے، جو شخص بے ادبی سے تجلیاتِ حق کی تعظیم کو نظر انداز کرتا ہے اُسے طریقت میں کوئی مقام نہیں ملتا اور کسی حالت میں بھی، جذب و غلبہ حال طالبِ حق کو پاس ادب سے منع نہیں کرتا، یاد رکھو، ولی اللہ کسی عالم میں بھی تارکِ ادب نہیں ہوتا۔

ولائت کیلئے سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ضروری ہے اور تارکِ ادب، اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں، ترکِ ادب فقد انِ محبت کی دلیل ہے کیونکہ محبت ادب ہونے کی صورت میں ہوتی ہے، اور اچھا ادب دوستی کی صفت ہے۔ جسے کرامت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ اُسے آدابِ دین کی پاسداری کی توفیق عطا کرتا ہے۔

### (7) آداب کی تین اقسام ہیں۔

(i) آدابِ توحید۔ یعنی خلوت میں وجلوت میں بے ادب نہ ہونے پائے، اعمال میں ایسا رویہ اختیار کرنے جیسے بادشاہوں کے حضور کیا جاتا ہے۔

(ii) ادب کی دوسری قسم اپنی ذات سے متعلق ہے۔ یعنی آدمی کو چاہیے کہ۔ ہر حالت میں اپنے نفس کے ساتھ مردّت ملحوظ خاطر رکھے، یہاں تک کہ، جو چیز حق تعالیٰ کیلئے، عام خلق کیلئے، خارج از ادب ہے، اُسے اپنی ذات کیلئے بھی روانہ رکھے۔

(iii) ادب کی تیسرا قسم باقی مخلوق سے متعلق ہے، اس میں عظیم ترین چیز یہ ہے کہ، سفر و حضر میں مخلوق کے ساتھ، حسن معاملت سے پیش آئے اور پیروی سنت کو پیش نظر رکھے۔ اور ان تینوں اقسام کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے۔

امثال

(i) احادیث میں مذکور ہے کہ، ایک روز حضور پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ، حضرت جبرائیل نے آکر کہا کہ، اے رسول بارگارِ حق میں غلاموں کی طرح بیٹھیے۔

(ii) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو، ہر پاسِ ادب ہر دو عالم کو نظر انداز کر دیا۔ آپ کی نظر دنیا کے مناظر میں نہیں کھوئی اور نہ عقبی کے مناظر سے تجاوز کیا۔

”مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ، مَا زَاغَ الْبَصَرُ بِرُوَيْةِ الدُّنْيَا وَمَا طَغَىٰ إِنَّ  
بِرُوَيْةِ الْعَقْبَىٰ“

(iii) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اپنے ستر کو نہیں دیکھا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا، مجھے شرم آتی ہے کہ، ایسی چیز کو دیکھوں جس کی ہم جسیں چیز کو دیکھنا میرے لیے حرام ہے۔

(iv) حضرت حارث محابسی رحمۃ اللہ علیہ، چالیس برس تک، دیوار سے پیٹھے لگا کر دوز انو بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں اس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں، تو فرمایا کہ، مجھے شرم آتی ہے کہ مشاہدہ حق میں غلاموں کی طرح نہ بیٹھوں۔

(v) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، سے لوگوں نے دریافت کیا کہ، آپ کو یہ مقام کس وجہ سے ملا۔ تو فرمایا کہ۔ میں کبھی حق تعالیٰ کے حضور، آداب صحبت کو نظر انداز نہیں کیا، جلوت و خلوت میں یکساں رہا ہوں اور کسی بھی حالت میں پاسِ ادب کو نہیں چھوڑا۔

## 18۔ از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

”صَمْرٌ شُكْرٌ تَوْكِلٌ - رَضَا“۔ بحوالہ عوارف المعارف

1۔ صبر۔ 1۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:-

”وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَهِيَنِ الْبَأْسُ اولنکَ الدِّينِ صَدِقُو“

”وَالْأَنْكَ هُمُ الْمُتَقْوُنَ“

یعنی، اور صبر کرنے والے، خوف اور نقصان میں اور وقت لڑائی کے، یہ وہ لوگ ہیں کہ

سچ ہیں اور یہی لوگ پر ہیز گار ہیں۔

”انما الصابرون اجرهم بغير حساب“

یعنی، البتہ اللہ تعالیٰ دے گا، صبر کرنے والوں کو اجر ان کا، بغیر حساب کے، یعنی کہ جو حساب میں نہ آ سکے۔

”واصبر و ما صبر ک الا بالله“

یعنی، اور صبر کر، اور نہیں ہے صبر تیرا، مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ

(2) بعضے صوفیا نے کہا ہے کہ:-

صبر کے یہ معنی ہیں کہ، صبر کرنے، یعنی کشود میں، اس میں تو مطالعہ اور انتظار نہ کرنے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ، صبر انتظار کشود، منجانب اللہ ہے۔ وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہے۔

ابو الحسن بن سالم، نے کہا ہے کہ صاحبِ صبر تین ہیں۔ صابر۔ متصرّر۔ صبار۔

(i) صابر۔ صابر وہ ہے جو، فی اللہ اور للہ صبر کئے اور ناشکیبائی نہ کرنے، مگر اُس سے شکوہ کی توقع ہوتی ہے، اور کبھی ناشکیبائی بھی ممکن ہے۔ جو ایک بار صبر کرتا ہے اور ایک بار ناشکیبائی کرتا ہے، وہ بھی صابر ہے۔

(ii) متصرّر، متصرّر وہ ہے، جس نے فی اللہ صبر کیا۔

(iii) صبار۔ صبار وہ ہے جو، فی اللہ اور للہ صبر کرنے وہ یہ ہے کہ، اگر تمام بلایات اُس پر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی نہ کرنے اور، وجود و حقیقت کی جہت سے متغیر نہ ہو اور نہ ہی رسم اور خلقت کی جہلت سے متغیر ہو۔ قرعائی سے روایت ہے کہ، اُس نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا قول سناتھا کہ:-

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا اکرام ایمان سے، ایمان کا اکرام عقل سے، اور عقل کا اکرام صبر سے کیا ہے۔ نہ ایمان زینتِ مومن کی ہے، جتنی زینت ایمان کی، اور صبر زینت عقل کی ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ،

اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اپنے بندے کو عطا کی، بعد ازاں اُس سے سلب کر لی، اور جو نعمت سلب کر لی اُس کا معاوضہ صبر دیا گکریا کہ، جو چیز عوض میں دی، اُس سے بہتر ہے کہ جو چیز سلب کر لی۔

(3) بعضے کہتے ہیں کہ،

ہر ایک شے کا ایک جو ہر ہے۔ انسان کا جو ہر عقل ہے، اور عقل کا جو ہر صبر ہے۔ صبر نفس کی گوشماںی ہے، اور وہ گوشماںی سے ملامم ہوتا ہے۔ صبر صابر کے اندر بیانے انہیں کے جاری ہے، اس واسطے کہ وہ صبر کا ہتھ ہے ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور ظاہر میں یا باطن میں مذموم ہو۔

(4) علم رہنمائی کرتا ہے اور صبر بقول پیش آتا ہے۔ اور علم کی دلائل بداقوی صبر فائدہ نہیں دیتی۔ جس شخص کا محافظ، ظاہر اور باطن میں علم ہو، تب تک وہ درجہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ صبراً اس کا قرار گاہ اور مسکن نہ ہو، اور علم اور صبر، ایک دوسرے کے لازم و ملزم ہوں۔ وہ صبر کے ساتھ نفس سے مشقت لیتا ہے اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہے۔ اور وہ دونوں، بزرخ اور فارق، روح اور نفس کے درمیان ہیں، تا کہ ہر واحد اُن میں سے اپنی اپنی قرار گاہ میں قرار پائے۔ اور اس میں صریح عدل اور صریح اعتدال ہے، اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے، یعنی، علم اور صبر سے میل جوں، ایک دوسرے پر، یعنی، روح اور نفس کا ہے۔

(5) تحلیٰ کا امر عظیم اُسے مدرک ہوتا ہے اور یہ سخت ترین صبر ہے، اس واسطے کہ، وہ اس حال کا دوام و استمرار حق جلال کے اور اُن نے کیلئے چاہتا اور دوست رکھتا ہے۔ اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہے کہ، اپنی بصیرت کو فوری جمال کی روشنی والمعان سے سمجھیں کرئے۔ اور جس طرح کہ نفس عموم حال، صبر کیلئے نزاع کرتا ہے، تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہے۔ اس لیے صبر عنِ اللہ تعالیٰ سخت تر ہو گیا۔

(6) صبر عنِ اللہ تعالیٰ، کے معنی میں وجہ ہے، اس لیکہ صاحبِ عین پر سخت تر صبر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ صبر عنِ اللہ تعالیٰ خاص انہیں مقام است، مشہود میں ہوتا ہے، کہ وہاں بندہ اپنی صوفی سے بوجہ، حیا اور جلالت، کے بازوں پر کشت کرتا ہے۔ اور اس کی بصیرت، خجالت اور گزارشی میں بند اور

پوشیدہ ہو جاتی ہے، اور فروتنی دزاری و اخفا، کے بیان میں غائب ہو جاتی ہے۔

## II۔ شکر۔ بعضے صوفیاء نے کہا ہے کہ،

1۔ شکر یہ ہے کہ، منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو۔ یحییٰ بن معاذ رازی، نے کہا ہے کہ، تو شاکر نہیں ہے کہ، جب تک کہ تو شکر کرئے۔ اور انتہائے شکر تحریر ہے، اور یہ اس واسطے کہ، ایک شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہے کہ اُس پر شکر واجب ہے۔ شکر کے معنی نعمت میں کشف اور اظہار ہے، پس نعمتوں کا پھیلانا اور اُس کا ذکر کرنا اور زبان سے اس کا گناہ شکر ہے۔ اور شکر کا باطن یہ ہے کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرئے، اور مصیبت پر اُس سے استعانت نہ کرئے۔ تو یہ شکر نعمت ہے۔

## 2۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ،

شکر کا فرض یہ ہے کہ اُس کا اقرار نعمتوں کے ساتھ دل اور زبان سے کرئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ، بہترین ذکر۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اور افضل دعا، الْحَمْدُ لِلَّهِ، ہے اور بعضوں نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ۔ ”وَاسْبَغْ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً، ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً“ یعنی، ظاہر کی نعمتیں، عاقبتیں اور دولت مندی ہے، اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہے جو اخروی نعمتیں ہیں۔ اس واسطے کے، اُس سے جزا تک کا مستوجب ہو جاتا ہے۔

3۔ حقیقت شکر یہ ہے کہ جو اُس کیلئے مقدر کیا گیا، اُس کو نعمت تصور کرئے، بجز اُس کے کہ، دین میں اُس کے مضر ہو۔ اس واسطے کے اللہ تعالیٰ بندہ کیلئے مقدر نہیں کرتا مگر یہ کہ، وہ ایک نعمت اُس کے حق میں ہوتی ہے یا وہ عاجله ہے، جس کو جانتا اور سمجھتا ہے۔ یا کہ آجله ہے۔ ان چیزوں کی وجہ سے۔ جو اُس کیلئے مکروہات سے مقدر ہو نہیں۔ سو وہ ایک درجہ اُس کیلئے ہو گا، یا پاک کرنا، یا گناہ ہونے کا کفارہ ہو گا۔ اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ۔ اُس کا مالک اُس کیلئے، زیادہ تر نصیحت کرنے والا، اور اُس کی مصلحتوں کو جاننے والا زیادہ تر اُس کے نفس سے ہے، اور جو اُس کی

طرف سے ہے، نعمتیں ہیں۔ تو اُس نے شکر ادا کیا۔

### III۔ توکل۔ بعضوں نے کہا ہے کہ:

توکل عنایات کا ارادہ کرنے نے توک کفایت کا، اور اللہ تعالیٰ توکل کو مقرر و ان با ایمان کرتا ہے۔ اور کہا۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو، اگر تم ایمان والے ہو، اور فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کریں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ۔ اور توکل زندہ پر، کہ جو نہیں مرتا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل یہ ہے کہ، تواللہ تعالیٰ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا۔ تواللہ تعالیٰ تیرے واسطے ہو گا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا۔

سری رحمۃ اللہ علیہ، نے کہا ہے کہ، توکل مول اور قوت سے باہر آتا ہے، اور ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل نام ہے ترکِ مدیر نفس کا اور حول اور قوت سے علیحدہ ہونا، اور ابو بکر رقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل عیش کا لونا دینا ہے، ایک دن تک اور صحیح کے ارادہ کا دور کرنا ہے، اور ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ، اصل توکل فاقہ اور تہیٰ دستی کا شوق ہے، اور توکل سے اپنی آمانی و آمال میں علیحدہ نہ ہو، اور اپنے دل میں اپنے ساتھ توکل کی طرف عمر بھر میں ایک لحظہ بھی التفات نہ کرنے۔ اور حمدون قصار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتماد کرنے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ۔

جس نے ارادہ کیا کہ وہ، حق توکل کے ساتھ اٹھئے تو چاہیے کہ، وہ اپنے نفس کیلئے ایک قبر کھودے جس میں اُس کو دفن کرنے اور سب اہل دنیا کو بھول جائے، اس واسطے کہ، درحقیقت توکل وہ ہے کہ، کوئی خلق سے اُس کے کمال پر قائم نہیں ہوتا۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ:-

کل مقامات کیلئے رو اور پشت ہے بجز توکل کے کہ، وہ روئے بے پشت ہے۔ اول مقامات توکل یہ ہے کہ، بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رہے جیسا کہ میت غسال کے سامنے، کہ اُس کو اللہ ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے، اور اُس میں کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ علم سب ایک باب تعید کا

ہے، تعمید سب ایک باب ورع کا ہے، ورع سب ایک باب زحد کا ہے۔ اور زحد سب ایک باب توکل سے ہے۔

تقویٰ اور یقین، ایک ترازو کے دو پلوں کے مثال ہیں، اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اُسی سے زیادتی اور نقصان پہنچانے جاتے ہیں۔ اور توکل بقدر اُس کے ہے کہ، اُسے علم، مکال ہو، سوجہ شخص معرفت میں کامل تر ہو گا وہ اُس قدر توکل میں قائم دائم ہو گا۔ اور توکل کا نقصان، نفس کے ظہور سے ظاہر ہوتا ہے، اور کمال اُس کا، نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہے۔

#### ۱۷۔ رضا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

امہان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ تعالیٰ سے رب جان کر راضی ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور یقین میں، اور رنج و غم کو، شک اور غصہ، میں گردانا ہے۔ بنابر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ، رضا سکون قلب حکیم کے جریاں کے نیچے ہے اور حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ، رضا سروہ دل بمرور قضا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے لہا ہے کہ۔

بندہ تسب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے جب اُس کی خوشی مصیبت میں ایسی ہو کہ نعمت میں اُس کو ہوتی ہے۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

جب رضا بضوان سے مل جائے تو طہارتیت حاصل ہو جانے پس مژده ان تو ہوا اور نیک بازگشت ہو۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

رضا صحیت اُس علم کی ہے جو قلب تک واصل ہے، اور جب قلب نے حقیقت علم سے مبارکت کی تو اُس کو رجا تکمیل پہنچا دیا۔ اور رضا و محبت۔ خوف و رجاء، کے مثال نہیں۔ اس واسطے کے، وہ اس حالت میں بخوبی مدد ہے دنیا اور آخرت میں نہیں جیسو شستے، کیونکہ وہ جنت میں بھی رہنا بخوبی۔ اس حالت میں اُس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔

رضابندہ کے قلب کا سکون، اللہ تعالیٰ کے اختیار قدیم سے ہے، اس واسطے کے، اس نے افضل بات اُس کیلئے پسند کی۔ تو چاہیے کہ، اُس سے راضی ہو، اور معنی رضا، ترک ستم ہے۔ ابو تراب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔ وہ شخص جس کے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہے، رضاۓ الہی کو نہیں پہنچ سکتا۔

سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ۔ نلاق مقبرہ میں پانچ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے راضی ہونا۔ اُس چیز میں، جس کو نفس دوست رکھے وہ مکروہ جانے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے محبت ہو، اُس دوست داری کے ساتھ، جو اُس کے جانب سے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا۔ اور ماسوی اللہ سے توحش اور دور ہونا۔

فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہیں کرتا۔

ابن شمعون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ، رضا حق کے ساتھ ہے، رضا حق کیلئے ہے، رضا حق سے ہے، سور رضا حق کے ساتھ۔ اس کی تدبیر اور اختیار سے ہے۔ اور رضا حق کی اُس کی تقسیم و عطا کی رو سے ہے۔ اور رضا حق کیلئے اُس کی خدائی و پروردگاری سے ہے۔ اور ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگیں اپنے نفس پر ہو اور ہر ایک قاطع پر ہو، جو اُس کو اللہ تعالیٰ سے قطع کرئے۔

یحییٰ کا مقولہ ہے کہ۔

کل امور ان دو قاعدوں اور کلیوں کی طرف راجع ہوتے ہیں، ایک فعل اُس کی طرف سے تیرے ساتھ ہے، اور ایک فعل تیری طرف سے اُس کیلئے ہے۔ تو چاہیے کہ تو راضی اُس کام میں ہو جو اُس نے کیا، اور خالص اُس عمل میں جو تو کرئے۔ اور بندہ رضا کے مقام تک پہنچتا ہے جب کہ اُس نے اپنے نفس کو چار اصولوں پر ان چار چیزوں میں قائم کر لیا ہو جن میں اس کی معاملت کی جائے۔ وہ کہہ لے، (ا) اگر تو غطا کرئے تو میں اُس کو قبول کرتا ہوں۔ (اً) اگر تو روکے تو میں راضی ہوں۔ (iii) اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں تیری بندگی کروں۔ (v) اور جو تو مجھے بائے تو

میں اُس کی اجابت کروں۔

بعضوں نے کہا ہے کہ۔ راضی وہ ہے جو کہ دنیا کی فوت شدہ چیزوں پر نادم نہ ہوا اور نہ ہی نہ کہ افسوس کرے۔ حضرت حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ۔

جس نے توکل اللہ کے حسن پر اختیار کیا جو اُس کیلئے ہے، تو وہ تمہارا دوسری حالت کی نہیں کرتا ہے، بجز اُس حالت کے جو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔

جو کوئی رضا کی بساط پر بیٹھا تو، ہمیشہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو کوئی امر مکروہ نہ پہنچے گا۔ اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کسی حال میں بھی راضی نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

”اَفْمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهِ لِلْاسْلَامِ، فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ“  
یعنی، بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالیٰ نے سینہ اُس کا، واسطے اسلام کے، پس وہ اوپر نور کے، رب اپنے سے ہے۔ رجا قلب کے انتراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا انتراح، نور یقین سے ہوتا ہے، پھر جب کہ باطن میں نور متمن کن اور جائے گرفتہ ہو گیا تو، سینہ کشادہ ہوا اور پشم دل کھل گئی۔ اور حسن مدیر سے اللہ تعالیٰ، معاشرہ تو خشم اور تنگ دلی دور کرتا ہے۔ اس واسطے کہ، سینہ کی کشادگی اور حلاوت دوستی کو متضمن ہے۔ فعل محظوظ، محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہے کیونکہ محبت کی رائے ہے کہ۔ فعل محظوظ کا مراد اور اختیار اُس کا ہے، سو وہ اختیار محظوظ کی روایت کی لذت میں، اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ۔ ہر ایک فعل محظوظ، محظوظ ہے۔

وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ الْأَعْلَى،

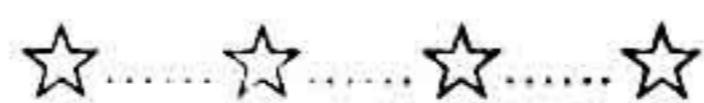
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ،

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٌ،

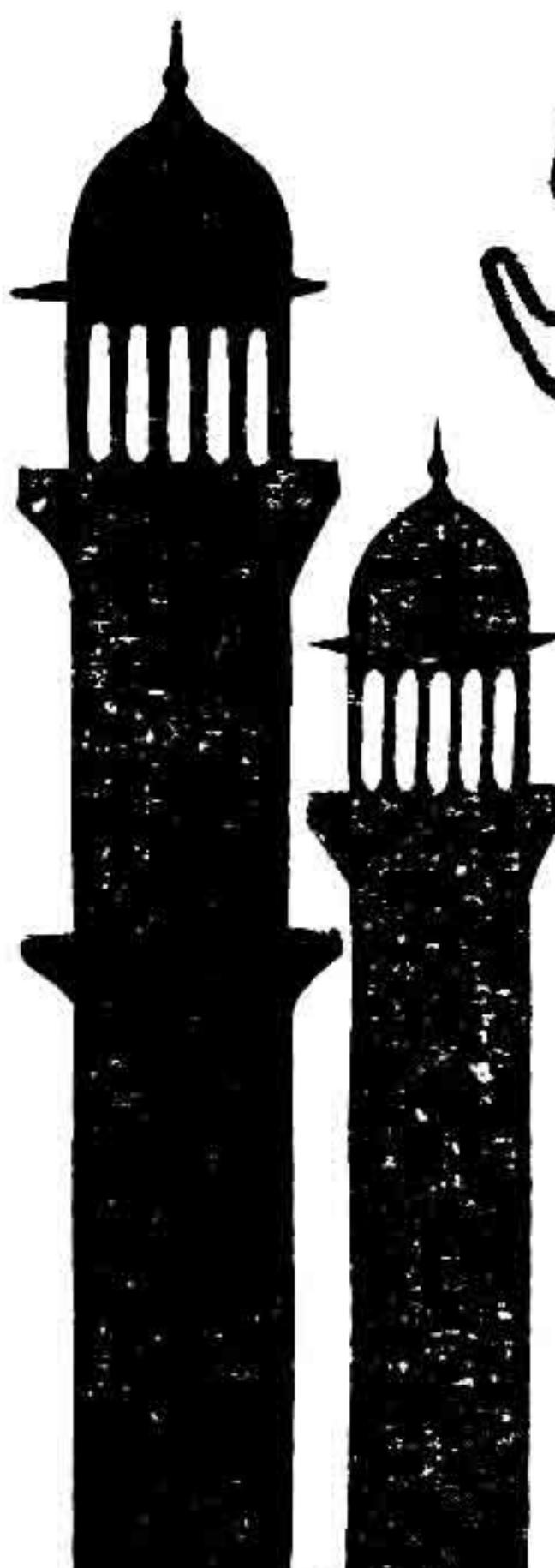
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ اجْمَعِينَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا.

اور ہر ذی علم کے اوپر ایک علیم ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نُورَ قُلُوبُ الْعَارِفِينَ بِنُورٍ  
معروفتہ وفضل احوال المحبین علی العاملین۔ بكمال فضله و حکمة۔



تَقْبِلُ اللَّهِ أَهْ



حصہ سوم

(مرتبہ)

محمد اعماز خاں وزیر

ایڈو ویس ڈائیکرٹ  
چینبر نمبر ۲۸ شلیخ کپڑی پاکستان شریف

علمی پبلشرز لاہور

داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ۰۳۰۰-۴۵۴۱۲۱۰ ۵۰۴۴۴۵۶

مکانی ہوں کہ آزاد مکاں ہوں  
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں  
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست  
مجھے اتنا بتا دیں۔ میں کہاں ہوں  
(اقبال)

ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے  
ترا دم گر منی محفل نہیں ہے  
گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور  
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے۔  
(اقبال)

حضرت خواجہ غریب نواز۔ حضرت خواجہ معین الدین سعید بخاری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”دلیل العارفین“، مرتبہ از حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ میں وضاحت فرماتے ہیں:-

فرماتے ہیں کہ:-

جب لوگ شریعت میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور اُس کے تمام فرمان بجالاتے ہیں۔  
اور ان کے بجالانے میں ذرہ بھر بھی تجاوز نہیں کرتے، تو وہ اکثر دوسرے درج پر پہنچتے ہیں۔  
جسے طریقت کہتے ہیں۔ اور جب وہ شرائط طریقت میں ثابت قدم ہوتے ہیں اور شریعت کے تمام احکام بجالاتے رہتے ہیں۔ تو وہ تیسرے درج پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو شناخت و شنائی کا مقام آ جاتا ہے۔ جیسے معرفت کہتے ہیں،  
اور جب وہ شرائط معرفت کے مقام پر بھی ثابت قدم ہو جاتے ہیں۔ تو وہ چار تھے اور

آخری درجہ کو پہنچ جاتے ہیں۔ جسے حقیقت کہتے ہیں۔ اور اس مرتبے پہنچ کر، وہ جو کچھ طلب کرتے ہیں پالیتے ہیں

## عارف کون

فرماتے ہیں کہ، عارف اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شخص شریعت اور طریقت نے دو درجات کو عبور کر کے تیرے درجے معرفت کا مقام حاصل کر چکا ہو۔ عارف وہ شخص ہے کہ، خواہ کہیں ہو، خواہ کچھ طلب کرئے۔ اُسی کے پاس آئے جس سے بات کہے، جواب اُسی سے سنے۔ اور اس راہ میں وہ عارف نہیں، جو خداوند تعالیٰ کے سوا، کسی اور چیز کے درپے ہو۔ اور عارفوں کا درجہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ جب اس درجہ پہنچتے ہیں تو دنیا و مافیہا کو اپنی انگلیوں میں دیکھتے ہیں۔ جب تک آدمی اپنے نفس کو تین طلاق نہ دے اور راہِ سلوک میں پہلے دنیا و مافیہا اور پھر اپنے آپ کو نہ چھوڑے تو، وہ اہل سلوک میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یہ حالت نہ ہو تو سمجھو کہ جھوٹا ہے۔

## عارفوں کی صفات

1- جو تمام جہان کو جانتا ہو اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کر سکتا ہو اور بیان بھی کر سکتا ہو۔ محبت کے تمام دقائق کا جواب دے سکتا ہو۔ ہر وقت بحر میں تیرتار ہے، تا کہ اسرارِ الہی اور انوارِ الہی کے موتی نکالتار ہے۔ اور دیدہ و رجہ ہر یوں کو پیش کرتا ہے۔ تا کہ جب وہ اُسے دیکھیں، پسند کریں۔

2- عارف ہر وقت وسوسةِ عشق میں مبتلا رہتا ہے اور قدرتِ الہی کی آفرینیش میں متحیر رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو بھی دوست کے وہم میں۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی دوست کا ذکر کرتا ہے۔ اگر سوتا ہے تو دوست کے خیال میں متحیر ہے۔ اور اگر جاگتا ہے تو بھی دوست کے حبابِ عظمت کے گرد طواف کرتا ہے۔

3- عارف کی جب خاص حالت ہوتی ہے تو وہ، اس چیز میں محو ہوتا ہے، اور اُسی چیز میں

دیکھتا ہے، جو اُس کیلئے نازل ہوئی۔ اور اُس حالت میں اگر ہزار ملک جن میں عجیب و غریب چیزیں ہوں اُس کے سامنے پیش کی جائیں تو وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

4۔ عارف کی ایک علامت تو یہی ہے کہ وہ ہر وقت تبسم میں رہتا ہے۔ اور اُس وقت عالم ملکوت میں اُس سے مغرب و کھانی دیتے ہیں۔ پس جو کچھ ان سے ظاہر ہوتا ہے وہ اُس کے مسکرانے کا سبب ہوتا ہے۔

5۔ عرفان میں ایک حالت ہوتی ہے۔ جب وہ عارف پر طاری ہوتی ہے تو ایک ہی قدم میں عرش سے حبابِ عظمت تک کافاصلہ طے کر لیتا ہے۔ اور وہاں سے حباب کبریا تک پہنچ جاتا ہے، پھر دوسرے قدم پر اپنے مقام پر آپہنچتا ہے۔ عارف کا سب سے کم درجہ یہی ہے۔

6۔ لیکن وہ جو کامل ہیں، یعنی جو چوتھے اور آخری درجے یعنی "حقیقت" کو پہنچ چکے ہیں۔ ان کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ کہاں تک پہنچتے ہیں اور کب واپس آتے ہیں۔

## عارفوں کے احوال

1۔ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے۔ اور اپنا کام ترقی پر دیکھتا ہے۔ اور اگر اُس مقام سے نہ نکلے تو اُسی مقام میں حیران رو جاتا ہے۔ یعنی ابھی کفارے پر ہے۔ اُسے راہ ہی معلوم نہیں۔ اس واسطے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے۔ اور عارف کا سب سے بڑا درجہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اُس میں پائی جاتی ہیں۔ اور اس کا درجہ کمال یہ ہے کہ پہلے خود، دلی نور و کھانے، اور پھر اگر کوئی شخص اُس کے پاس دعویٰ کر کے آئے، تو اُسے بزور کرامت قائل کرے۔

2۔ اہلِ سلوک کے مذہب میں کسی پر تعجب کرنا بھی گناہ ہے۔ اور گناہ سے بھی بدتر، کیونکہ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے اور طاعت میں ہزار مرتبہ مرید کو طاعت میں مزہ آتا ہے اسے طاعت میں مزہ اُس وقت آتا ہے، جب اُسے طاعت میں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور اُسی خوشی

سے اُسے حجاب بھی قریب ہو جاتا ہے۔

3۔ عارف وہ شخص ہوتا ہے کہ جو کچھ اُس کے اندر ہو وہ دل سے نکال دے، تاکہ اپنے دوست کی طرح یگانہ ہو جائے۔ پھر خداوند تعالیٰ اُس سے کوئی چیز ہٹانہ میں رکھے گا۔ نہ وہ دونوں جہانوں کی پرواہ کرے گا۔ اور عارف کا کمال اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو راہِ خدا میں چلائے قیامت کے دن، اگر کوئی چیز جنت میں پہنچائے گی تو زندہ ہے نہ کہ علم۔

4۔ عارف خواہ معرفت کے متعلق کتنا ہی بیان کرے اور دوست کی گلی میں چھوئے، عارف نہیں ہو سکتا جب تک کہ معارف یاد نہ کرے۔

عاشق اُسی وقت تک واویلا کرتا ہے، جب تک معشوق سے اُس کا وصال نہ ہو۔ جب وہ معشوق کو دیکھ لیتا ہے تو گفتگو درمیان سے اٹھ جاتی ہے بالکل اُسی طرح کہ ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر میں جا گرتا ہے تو پھر آواز بند ہو جاتی۔ اور وہ معشوق بھی ایسا ہے کہ خود عاشق کو دیکھنے کیلئے بیٹھتا ہے۔

5۔ وصلِ حق تعالیٰ کی شناخت کی علامت یہ ہے کہ خاموش رہے اور خلقت سے دور بھاگے۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو پہلے بقاء حاصل کرو۔ اگر نہیں کر سکتے تو صلاحیت اور زہد، تو ایک ہوا کی طرح ہیں۔ جو تم پر چلتی ہے۔ اور گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو خوار کرنا اور اسکی بے عزتی کرنا اور خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے۔

6۔ عارف وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اس بات کی کوشش کرے کہ دم ہاتھ میں لائے۔ وہ دم ہے جو خداوند تعالیٰ کا ذکر کرے اور اپنی ساری عمر ایک دم کے بدالے میں خرچ کر دے اگر چہ ایسے دم کو آسمانوں اور زمینوں میں بھی سالہا سال ڈھونڈے تو نہ پاسکے۔ اہلِ عرفان یا دِ الہی کے سوا اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے۔ اور عارف سے، ادنیٰ سے ادنیٰ، یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہوتا ہے۔

7۔ عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت و مشغله ہے، یہ اُس وقت تک ہے جب تک ماہرین

ہیں۔ جب اندر آجاتے ہیں تو پھر خاموشی اور سکونت حاصل ہوتی ہے۔ گویا وہ فریاد اور شور نہیں ہوتا۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو پھر فریاد اور گفتگو نہیں رہتی۔ عارفوں میں اصلی بات یہ ہوتی ہے کہ ہمیشہ خاموش رہنا اور غم و اندوہ میں رہنا۔

بدبختی کی علامت یہ ہے کہ نافرمانی کرے اور قبولیت کی امید رکھے۔ جہان میں سب سے عزیز تین چیزیں ہیں۔

اول عالم، جو اپنے علم سے بات کہے، دوسرا نیہ طمع شخص، تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی صفت کرے۔ تصوف رسم ہے نہ کہ علوم۔ جوابِ محبت کے انفاس میں ہوتی ہے۔

8۔ ابلِ سلوک میں محبت ایک ایسا عالم ہے کہ لاکھوں علماء، اُس کو سمجھنے کی خواہش کرتے ہیں۔ لیکن انہیں ذرہ بھر بھی سمجھنے نہیں آتا۔ اور زهد میں ایسی طاعت ہے جسکی زادہوں کو خبر نہیں اور وہ اُس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے، جو دونوں جہان سے باہر ہے۔ اور جسے ابلِ محبت اور ابلِ عشق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور اسے وہی شخص جانتا ہے، جو ان دونوں جہان میں ثابت یعنی مضبوط ہوتا ہے۔ اور جو اسے جانتا ہے وہ ہرگز نہیں دیکھتا۔ اور اُس کے بعد دعویٰ کرنا چھوڑ دیتا ہے تاکہ اُسے رنج میں رکھے۔

9۔ اگر کسی شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں تو سمجھو کہ خداوند تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہے۔

(1)۔ سخاوت، دریا کی سی۔ (2) شفقت، آفتاب کی سی، (3) تواضع، زمین کی سی اور لوگ اُس وقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں، جب کہ اُن کے بائیں طرف کافرشتہ آٹھ سال تک پکھنہ لکھے۔

10۔ حاجی لوگ قلب کو لے کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر بھی انہیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مگر ابلِ محبت اور عاشق لوگ، دل سے حبابِ عظمت کے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ اور اگر اُس کے سوا کسی اور چیز کو دیکھے پاتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں۔ وہ تو صرف اُسی کے مشاہدہ کو

پسند کرتے ہیں۔ اور عارف ایسے بھی ہوتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے۔ اور عارف جس میں تقویٰ ہے وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے۔

11- محبت کا شمرہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے سرور اور اشتیاق اس قدر ظاہر ہو جتنا اُسے اپنے سے روا رکھے۔ لیکن جسے خود خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے، جنت میں اسکے لقاء کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اہل سلوک اور اہل محبت اس بات میں ملتے جلتے ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں، اس ڈر سے، کہ کہیں دور نہ کر دیے جائیں، کہ تو میرے لاکیت نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ، اگر موت کے وقت ایمان سلامت نہیں لے جا رہے تو سمجھو کہ، تو نے جو کچھ بھی کام کیا ہے اور سارے اعمال اور ساری طاعت کو رایگاں کیا ہے۔

12- صوفی اور عارف وہ ہیں، جن کے دل کدورت اور بشریت سے آزاد ہوں۔ دنیا اور حب دنیا سے صاف جب اُن میں یہ اوصاف پائے جائیں گے، تو اعلیٰ درجہ پائیں گے۔ اور تمام مخلوق سے بر گزیدہ کہلا جائیں گے اور غیر دوست سے دور بھاگیں گے۔ اور پھر وہ مالک کے ہو جائیں گے کہ مملوک کے۔

13- عارف دنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے، چونکہ وہ دنیا سے بیزار ہوتا ہے اور اُسے غل و عش اور حسد وغیرہ کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ عارف اس وقت تک رو تارہتا ہے۔ جب تک راہ میں ہوتا ہے۔ لیکن جب حقائق قرب، کوپنچ جاتا ہے اور اُسے وصال حاصل ہوتا ہے تو رونا بس ہو جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہیں، جنہیں خداوند تعالیٰ کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے، کہ انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں۔ مگر جس کے دل میں خداوند تعالیٰ کی دوستی قرار پکڑتی ہے اُسے واجب ہے کہ دونوں جہان کی خبر رکھے۔ درنہ وہ عاشق صادق نہیں۔

14- عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اُس سے تعلق ہو جاتا ہے تو وہ منزل قرب میں ساکن ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں جب اُس سے پوچھا جاتا ہے، کہ تو کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے، تو وہ اس کے سوا کوئی جواب نہیں دیتا کہ، خداوند تعالیٰ کے ساتھ۔ جب عارف کی نگاہ عالم

واحدانیت اور جلالِ ربوبیت پر پڑتی ہے، تو وہ ناپینا ہو جاتا ہے، تاکہ غیر کی طرف نہ دیکھ سکے۔

جب خداوند تعالیٰ کسی بندے کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اپنی محبت اُس پر غالب کرتا ہے۔

دوسری مرتبہ جب آدمی کی یہ حالت ہوتی ہے، تو دوست اُسے 'فردانیت' کی سرائے میں لاتا ہے، تاکہ باقی رہے۔ اولیاء وہ ہیں، جنہیں کسی کام میں اُس کے سوا چیز نہیں۔ اس واسطے کے، دوستی تو خداوند تعالیٰ سے کرنے اور دیکھنے کسی غیر کی طرف۔ حتیٰ کہ جو شخص دوست کو دیکھتا ہے، اس کے لیے مناسب نہیں کہ، روزِ قیامت بھی کسی غیر کو دیکھے۔

15۔ عارف وہ ہے، جو دنیا سے روگردانی کرنے، اور جو کچھ اُس کے پاس ہو، راہِ خدا

میں صرف کردے عاشقوں کا ایشار، عاشقی اور بے نیازی ہے۔ محبوں کا ایشار، آرزو نہ کرنا ہے۔

محبت میں صادق وہ ہے کہ، والد اور خویش واقربا سے قطع تعلق کرنے۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے۔ محبت وہ شخص ہے کہ کلامِ الہی کے حکم پر چلے اور دوستی خدا کے حق میں صادق ہو۔ اور راہِ محبت میں عاشق و شخص ہوتا ہے۔ جو دونوں جہان سے دل اٹھا لے۔

درویشی اس بات کا نام ہے کہ، جو آئے اُسے محروم نہ کیا جائے اور جو کچھ ملے، اسے راہ

خدا میں صرف کر دینا چاہیے۔

16۔ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔ جن چیزوں کو خداوند تعالیٰ دشمن جانتا ہے اُس سے دشمنی کی جائے مثلاً، دنیا اور نفس۔ عارف محبت میں اُس وقت کامل ہوتا ہے جب گفتگو درمیان سے اٹھ جائے۔ اور ایسا ہو جائے کہ دوست رہے یا وہ عارفوں میں صادق وہ ہے کہ جس کی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی کی ملکیت ہو۔ محبت جب مملکت کا دعویٰ کرنے تو محبت کے درجے سے گرجاتا ہے اور اہلِ محبت وہ لوگ ہیں جو صرف دوست کی بات سنتے ہیں۔

17۔ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ ان کا توکل سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی پر نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی چیز پر توجہ کریں۔ متوكل درحقیقت وہ ہے جو، خلقت کی مدد اور تکلیف کی حکایت و شکایت نہ کرنے۔ اہلِ توکل پر تجلیاتِ شوق میں، ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر انہیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے، یا

تلوار سے زخمی کیا جائے، یا کسی اور طرح رنج والم پہنچایا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

عارف کا توکل حق پر اس قسم کا ہوتا ہے کہ وہ عالم شکر میں متھیر رہتا ہے۔ محبت و فا کا دعویٰ ہے۔ وصال اور حرمت باطل، جو فریضہ نمازوں میں، اپنے نفس، کان اور سر کا خیال رکھے۔

18- عارف وہ شخص ہوتا ہے، جو صبح اٹھنے تورات کے متعلق اُسے کچھ یاد نہ ہو۔ جو شخص بزرگی کا دعویٰ کرئے اور اُس میں مراد پائی جائے تو سمجھو کو وہ جھوٹا ہے۔ دعویٰ محبت میں وہ شخص مرد ہے، جو اپنی مراد سے درگزر کرئے۔ اور مراد حق اختیار کرئے۔

اُس وقت وہ حق تعالیٰ کا دوست کہلانے کا مستحق ہوتا ہے، جب حق تعالیٰ اُسے دوست کہے تو وہ بندگی کا جواب کہے۔ کیونکہ، اہل محبت کا نہ نام ہوتا ہے نہ جواب نہ رسم۔

19- عارف آفتاب کی طرح ہوتا ہے، جو سارے جہاں کو روشنی بخشتا ہے۔ جس کی روشنی سے کوئی چیز بھی خالی نہیں رہتی۔ اور دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرئے۔ کیونکہ دل یا رکیلے پیدا کیے گئے ہیں۔ خاص کر اس واسطے کہ عرش کے گرد طواف کریں۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، اے میرے بندے، جب میرا ذکر تجھ پر غالب آجائے، تو میں تیرا عاشق ہو جاؤں گا۔ یعنی تیرا محبت

20- عارفوں کی شرح میں آیا ہے کہ جب آدمی باطہارت سوتا ہے تو فرشتے اُس کی جان عرش کے نیچے لے جاتے ہیں اور حکم ہوتا ہے کہ اسے نوری خلعت پہنادو۔ اور جب وہ سجدہ کر چلتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے کہ اسے واپس لے جاؤ، کیونکہ یہ نیک ہے اور باطہارت سویا ہے۔ اور یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ۔ فرشتے اُس کے ہمراہ رہیں جو صبح تک اُس بندے کی بخشش کیلئے، خداوند تعالیٰ سے اتنا کرتے رہیں۔ اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے، اس کی جان کو پہلے آسمان، ہی سے واپس کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اوپر جانے اور خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرنے کے لائق نہیں ہوتا۔

21- محبت کے چارے معنی ہیں۔

(1) ذکرِ خدا میں دل و جان سے خوش رہنا۔ (2) ذکرِ خدا کو بڑا جانا (3) قطع تعلق

کرنا (4) اپنی اور جو اُس کے سوا ہے، سب کی حالت پر رونا۔

محبوب کی یہی صفت ہے کہ ان کی محبت پر یہ معنی ایشارہ ہوں پھر مزید چار منزیلیں، محبت، علم، حیاء اور تعظیم، بھی طے کرنا ہیں۔ اور سب سے پہلے جو چیز انسانوں پر فرض ہوتی وہ معرفت تھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے۔

جب حق تعالیٰ محبوب کو اپنے انوار سے زندہ کرنے گا تو انہیں روایتِ نصیب ہوگی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی۔ چونکہ حق تعالیٰ زبان، جہت و مکان سے بے نیاز ہے۔ اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے او ساف سے متصف ہوئے۔ جب صاحبِ محبت مر جاتا ہے تو اسے جلدی بخش دیا جاتا ہے۔ اور رو ز قیامت، آمنا و صدقنا، عاشقوں کو محبوب صادق بنادے گا۔

22- دل وہ ہے جو، اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو اور خداوند تعالیٰ اس کے اعمال پر غالب ہو۔ اس کا اپنے آپ پر چھ اعتمدار نہ ہو اور عرش تک اُسے قرار نہ ہو۔ اہل عشق دوست کے سو، غیر کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ اس واسطے کہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے تو اسے ہر قسم کا اندوہ لائق ہوتا ہے۔ جس کو دوست کی خدمت سے انس نہیں اُسے سب سے وحشت آتی ہے۔ اور جو دوست سے دل نہیں لگاتا، وہ ہی درست ہے۔ اور اہل محبت کا، وہ گروہ ہے کہ، ان کے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

23- محبت میں عارف وہ شخص ہے، جسے کوئی شے عجیب معلوم نہ ہو، کیونکہ تسلیمِ دعویٰ، صرف ایک چیز میں نہیں ہوتا جب کہ با تھرست دیا جائے۔ یقین بمنزلہ نور ہے۔ جس سے انسان منور ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ محبوب اور متفقیوں کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

جسے محبت دی گئی ہے، اسے فخر و وحشت بھی دی گئی ہے تا کہ دنیا پر فریفته نہ ہو جائے۔ سب سے عمدہ وقت وہ ہے، جب دل میں کوئی وسوسا اور خیال نہ ہو اور لوگوں سے رہائی حاصل ہو۔ علم ایک ایسی چیز ہے، جو محیط ہے اور معرفت اس کی ایک جز ہے۔ اور جب تک نارف، کامر، خانم نہیں ہوتا، اس کا کوئی فعل ساف نہیں ہوتا۔ جس کو وہ دوست رکھے گا، اس کے سر پر بلاء بھی بر سائے گا۔

24۔ مجنون وہ ہے، جو آغازِ عشق میں ناچیز ہو جائے۔ اور دوسرے تیرے درجے میں گم ہو جائے۔ فنا و بقاء کیا ہے، بقاء، بقاءِ حق ہے اور فنا، فناۓ نفس ہے۔ تحرید کیا ہے، وہ صفاتِ محبوب کا ذہن نشین کرنا ہے، یعنی جو مجھ سے محبت کرتا ہے، میں اُس کے لیے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔

محبت کے ضمن میں، فکروں کا اجتہاد کرنا ہے۔ تاکہ رضاۓ حق حاصل ہو سکے۔ اور محبت میں عارف وہ ہے جو ذکر کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے۔

25۔ آدمی کی اصل یا نی اور خاک سے ہے۔

جس پر پانی غالب ہے۔ اگر وہ اطافت و ریاضت سے جمال کے دیکھنے میں خود پسندی سے کام لے تو وہ مقصود حاصل نہیں کر سکتا۔ جس پر خاک غالب ہے، تو وہ سختی کے وقت بھی نیک پایا جاتا ہے۔ تاکہ کسی کام کے لائق ہو جائے چار چیزیں نہایت نفیس گو ہر ہیں۔

(1) پہلا وہ درویش، جو اپنے آپ کو دولتِ مند ظاہر کرئے

(2) دوسرا بھوکا، جو اپنے آپ کو پیٹ بھرا ظاہر کرئے

(3) تیسرا غناک، جو اپنے آپ کو خوش ظاہر کرئے

(4) چوتھا، جس سے دشمنی ہو اُسے دوستِ دکھائی دے

ہم ملکِ الموت کے گرد گھومتے ہیں۔ جہاں وہ جاتا ہے وھیں اُسے پکڑتے ہیں۔ موت ایک پل ہے جو دوست سے ملاقات کرتا ہے۔ بغیر ملکِ الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں۔

26۔ اہلِ محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔

اول ندامست، دوئم گناہوں کو چھوڑ دینا، سوم، اپنے آپ کو ظلم و جحکڑے سے پاک رکھنا۔

توبۃ النصوح، میں تین باتیں ہیں۔ اول کم کھانا، روزے کیلئے، دوئم، کم سونا، طاعت

کیلئے، سوم کم بولنا، دعا کیلئے پہلے سے خوف، دوسرے اور تیسرا سے محبت پیدا ہوتی ہے پس، خوف کے ضمن میں گناہ ترک کرنا ہے، تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو۔ رجاء کے ضمن میں طاعت

کرناسے، تاکہ جنت میں مقام حاصل کر سکے، اور ابدی زندگی حاصل کر سکے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی۔ جو اماں ملی تو کہاں ملی  
میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں  
(اقبال)

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی  
خودی کی خلوتوں میں کبریائی  
زمین و آسمان و کرسی و عرش  
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی  
خودی کی جلوتوں میں گم رہا میں  
کہ اپنے آپ میں گویا نہ تھا میں  
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوہ دوست  
قیامت میں تماشا بن گیا میں  
(اقبال)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ، اپنی کتاب فوائد السالکین۔  
مرتبہ۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں یوں فرماتے ہیں۔

### سلوک کے درجات

- 1۔ بعض نے سلوک کے 180 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور 80 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔
- 2۔ طبقہ جنیدیہ نے، سلوک کے 100 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور 17 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔
- 3۔ طبقہ بصریہ نے سلوک کے 80 درجات مقرر کیے ہیں۔ اور کشف و کرامات کا آخری یعنی 80 وال درجہ ہی مقرر کیا ہے۔

4- ذوالنون مصری نے سلوک کے 70 درجات مقرر کیے ہیں اور 25 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

5- ابراہیم بشر حافی نے سلوک کے 55 اور خواجہ بازیزید عبداللہ بن مبارک اور سفیان ثوری علیہم الرضوان نے سلوک 45 درجات مقرر کیے ہیں اور سب نے 13 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

6- شجاع کرمانی، خواجہ سمنون محب اور خواجہ محمد عرشی نے سلوک کے 20 درجات مقرر کیے ہیں اور 10 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

تاہم جو شخص اسی 10 والی درجے کو سلوک کے درجات مقرر کرے تو 5 والی درجے کو کشف و کرامات کا درجہ مقرر کیا گیا ہے۔

7- طریقت کے بعض اماموں نے سلوک کے 30 درجے بھی مقرر کیے ہیں اور 8 وال درجہ کشف و کرامات کا رکھا ہے۔

8- خواجہ گان چشت میں کامل وہ ہے جو سلوک کے 15 والی درجے تک پہنچ جائے اور اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔

9- دائرہ محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے مرد بھی ہیں، جو ان مذکورہ بالامراۃ کو طے کر کے لاکھوں درجے اور بھی طے کر جاتے ہیں۔ پھر بھی اپنے دوست کا ذرہ بھر بھید ظاہر نہیں کرتے اور انہیں نہ دبھی خبر نہیں ہوتی۔

10- کامل مرد وہ ہے جو اس وقت تک کشف و کرامات نہ کرے جت تک تمام درجات طے نہ کرے۔

بعض اولیاء اور مشارخِ جنہوں نے، کشف و کرامات کے مقررہ درجے میں پہنچ کر، کشف و کرامات ادا کرنے والی دو نئی درجے میں رہ گئے۔ جن کو کامل نہیں کہا جا سکتا اور صرف کامل کی دعائیانے والی دو نئی درجے ادا جسے یہ حالت ہوتی ہے کہ کامل وجہا تا ہے۔ تو بحاظِ مقامِ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

اور عالم تحریر میں پڑ جاتا ہے اور پھر ان کا فراق وصل سے بدل جاتا ہے۔

**فرمایا یہ کہ:-**

ابلِ سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے۔ تاکہ اسرارِ الٰہی کو پوشیدہ رکھ سکے۔ اس واسطے کہ یہ بھید دوست کے بھید ہیں۔ پس جو کامل حال ہے وہ کبھی بھیدوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ جب تک درویش سب سے یگانہ نہ بن جائے اور ہر وقت مجرد نہ رہے اور دنیا کی کوئی آلاش باقی نہ رہے وہ ہرگز قرب کے مقام کو نہیں پہنچتا۔ کہ، اگر تو بھید کو ظاہر نہ کرئے تو دوسرے بھیدوں کو لاائق بنتا ہے۔

اور جب وہ دیکھے کہ تو ابھی ساتویں پردے میں ہے۔ تو وہ اپنی نعمت تجھ سے چھین کر کسی دوسرے کو دے دے گا۔ کہ اگر، منصور حلاج، کامل ہوتا، تو ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا چونکہ کامل نہیں تھا۔

اس واسطے، دوست کے اسراء کے شربت کا ذرہ بھروس نے ظاہر کر دیا اور جان سے مارا گیا۔

اُس عاشق پر ہزار افسوس ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی دستی کا دم مارے اور پھر جو اسرارِ الٰہی اُس پر نازل ہوں، ان کوفور ادویوں کے سامنے ظاہر کر دے۔

کہ کامل مردوں کا حال یوں ہے کہ وہ خوفِ الٰہی کے مارے حیران رہتے ہیں۔ لعنتی شیطان کے قصے کے خیال میں کہ اُس نے 6,36,000 (چھ لاکھ چھتیس ہزار) سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ لیکن جب حکم کے باوجود حضرت آدم کو سجدہ سے انکار کیا تو مردود ہو گیا۔

کہ جب لطفِ الٰہی کی نیم چلتی ہے تو لاکھوں شرایوں کو صاحب سجادہ بنادیتی ہے اور بخش دیتی ہے۔ اور خدا نہ کرئے، اگر قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں سجادہ نشینوں کو راندہ درگارہ بنادیتی ہے اور شراب خانوں میں دکھیل دیتی ہے۔ پس ائے بھائی، درویشی کی راہ پر چلننا اور بات ہے اور ذخیرہ جمع کرنا اور بات ہے۔ یا تو درویش بن جا اور یا ذخیرہ جمع کرنے والا۔ اور فرمایا کہ:-

جو شخص خدا کی بندگی میں مشغول ہو اُس برا جب نہیں کہ وہ سلام کا جواب دے آنے والے شخص پر جائز ہے کہ وہ سلام نہ کہے۔

عوارف المعرف میں ہے کہ۔ جب یہ آئت نازل ہوئی کہ۔

”وَتَعِيهَا أُذْنُ وَأَعْيْتُه“

یعنی، سُنیں اُس کو یاد رکھنے والے کا ان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔ میں نے چاہا کہ، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیرے ایسے کان بنادے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔ میں اُس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہ تھی۔

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں  
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں  
ستم ہو کہ ہو وعدہ بے حجابی  
کوئی بات صبر آزمہ چاہتا ہوں  
بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی  
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں  
اور

بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاثرا  
نظر تیری مست میں ہشیار کیا تھی  
(اقبال)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ اپنی کتاب، راحت القلوب، مرتبہ از،  
حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ میں فرماتے ہیں کہ۔

فرمایا کہ: (1) عشق مجازی میں جب تک آدمی کسی کو دیکھنہ میں لیتا، اس کا عاشق نہیں ہوتا۔  
جب تک اُس کے دوستوں سے دوستی نہیں کرتا۔ اُس سے آشنائی حاصل نہیں ہوتی۔ پس طریقت  
اور حقیقت میں بھی یہی حکمت ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی شناخت نہیں ہوتی یا جب تک اُس کے  
اولیاء سے تعلق پیدا نہیں کیا جاتا۔ خواہ ہزار سال بھی عبادت کرئے، اُسے طاعت میں ذوق

حاصل ہی نہیں ہوتا، کیونکہ اُسے معلوم ہی ہیں ہوتا کہ وہ طاعت کس لیے کرتا ہے۔

پریشان آشناٰی کارڈ بار

پریشان تر مری رنگیں نوائی

کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل  
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی  
اقبال

اور جو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں کمی نہیں کر دیا اور جس میں دوست کی رضاۓ ہے وہی کام ارتا ہے اور نفس کے ساتھ غازیوں کی طرح پیش آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی وہی چیز موجود کر دیتا ہے کہ نہ میں اُس بندے کی رضاۓ ہوتی۔

2۔ طالب کو ہر حالت میں مظلوم کے عشق و محبت اور اس کی یاد میں رہنا چاہیے، ہر گھری، ہر روز، ہر لحظہ اور ہر حالت میں اُسی کے عشق میں رہنے، تاکہ ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اس سے پہلے گزرے ہیں۔ جیسا کہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا ہے کہ، طریقت کی راہ تسلیم ہے۔ اگر کوئی شخص کردن پر توار مارے تو اُسی پر راضی رہے اور دم نہ مارے۔

جس کی یہ حالت ہو وہ درویش ہے۔ اور اگر عابد سے کوئی وردیا و طائف فوت ہو جائے تو وہی اُس کی موت ہے۔

3۔ مر، ان خدا کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ بقول جوگی، آدمی کے نفس کیلئے دو عالم ہیں۔ (1) علوی (2) سفلی۔ چوٹی سے ناف تک عالم علوی ہے اور ناف سے قدموں تک عالم سفلی ہے۔ آپ نے اس کی تصدیق فرماتے ہوئے یوں تشریح فرمائی۔ کہ عالم علوی میں صدق و صفاء اخلاق حمیدہ اور نیک معاملہ ہے اور عالم سفلی میں تمام نگہداشت پر پارسائی اور زہد ہے۔ اور فرمایا کہ، مردے سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا، یعنی ناراً ضمکی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اور فرمایا کہ جو اس راہ

میں اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دعویٰ کرئے اور دنیا کی محبت اُس کے دل میں ہو، وہ جھوٹا مدعی ہے۔

4۔ اگر عالم ہے اور عقل نہیں ہے تو علم اسے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ جب عقل اور علم دونوں حضرت آدم کے سامنے پیش کیے گئے تو وہ سوچ میں پڑ گئے کہ کوئی چیز قبول کروں۔ بس انہوں نے عقل کو قبول کیا اور سوچا اس واسطے کہ اس سے علم بھی حاصل کرلوں گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بے شک عقل اور علم ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ کیونکہ عقل کیلئے علم ضروری ہے اور علم کیلئے عقل۔ اور ہر چیز کی انتہا عبادت ہے اور عبادت کی انتہا عقل ہے۔ اس واسطے کہ بغیر علم کے عبادت کرنا فضول تکلیف ہے۔ اور علم بغیر عقل کے، مفت کی سر دردی ہے۔ اور عقل سب سے شریف چیز ہے۔ اس واسطے کہ اگر عقل نہ ہوتی تو معرفت الہی کا علم بھی نہ ہوتا۔ علم ایک ایسا بادل ہے جو باراںِ رحمت کے سوانحیں برستا۔ جو شخص علم میں مشغول ہے اُسے تاریکی کا کیا ذر۔

علم تو وہ علم ہے جس کو اہل جہان نہیں جانتے اور زهد وہ زهد ہے جس کی زاہد وں کو خبر نہیں۔ اور علماء علم سے غافل ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے، دنیا کو اپنا قبلہ گاہ۔ بنایا ہوا ہے اور شریعت کو کھیل سمجھ رکھا ہے۔ درحقیقت عالم وہ شخص ہے، جس کو علم نبوی حاصل ہو۔ اور علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علم آسمانی ہے، جو بذریعہ وحی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا۔

5۔ معرفت کے بارے میں گفتگو ہوئی، تب فرمایا:-

جس شخص کو اپنی شناخت نہیں وہ حرص وہوا میں بتلا ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے آپ کو پہنچان لے اور دنیا میں دل نہ لگائے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت نصیب ہوتی ہے کہ اگر اُس کے سامنے اٹھا رہ ہزار عالم بھی کیے جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ اور ہلی معرفت کو تو کل ہوتا ہے۔ اور وہ تو کل علوی، علم اور شوق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس جس وقت یہ مقام سیر ہوتا ہے تو اُس وقت اگر اُسے آگ میں بھی جلاویں تو اُسے خربنہیں ہوتی۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے تو اُس پر ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور اُس کو حیرت اور دہشت کی سرائے میں لا تا ہے۔ جو اس کی بزرگی کا مقام ہوتا ہے۔ پس

وہ شخص اللہ تعالیٰ کی حماسٹ میں ہوتا ہے۔

کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ، میں دو چیزوں سے بہت ڈرتا ہوں، ایک درازی اہل و عیال سے، کہ یہ آخرت کو فراموش کرادیتی ہے۔ دوسرے ہوائے نفسانی کی متابعت سے، اس واسطے کہ، نفس بندے کو یادِ حق سے باز رکھتا ہے۔

عقل کے درخت کو سوچ بچار کا پانی دینا چاہیے، تاکہ خشک نہ ہو جائے۔ اور پھلے پھولے۔ غفلت کے درخت کو جہالت کا پانی دینا چاہیے تاکہ نہ بڑے۔ توبہ کے درخت کو ندامت کا پانی دیں تاکہ بڑے ہے۔ اور محبت کے درخت کو خلوص کا پانی دیں تاکہ اس کی نشوونما ہو۔

ترے شیشے میں مے باقی نہیں بے  
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے  
سمندر سے ملے پیاسے کو شبہ نہ  
بخلی ہے یہ رزاق نہیں ہے  
راز ہے راز ہے تقدیر جہاں تگ و تاز  
جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز  
جوش کردار سے شمیر سکندر کا طوع  
جوش کردار سے کوہ الوند کا سینہ بھی گداز  
(اقبال)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ اپنی کتاب اسرار الاولیاء ”مرتبہ۔ حضرت بدر الدین الحنفی علیہ الرحمہ“ میں فرماتے ہیں کہ:-

چہ پرسی از نمازِ عاشقانہ  
رکو عش چوں سجدوں محرمانہ

تب و تاب یکے اللہ اکبر  
نہ گنجد در نماز پنجگانہ  
اور

بے خطر کو د پڑا آتشِ نمرود میں عشق  
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی  
اقبال

## 1۔ عاشق

1۔ عاشق کو مشاہدہ دوست میں ہر وقت حضور حاصل ہے۔ عاشق خواہ کھڑا ہے، تو بھی مشاہدہ حق میں مشغول ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی مشاہدہ حق میں غرق ہے۔ اور اگر سویا ہوا ہے تو بھی مشاہدہ کے خیال میں مستغرق ہے۔ اور عاشق کیلئے غیب و حضور یکساں ہیں قیامت کے دن جب عاشقوں کو مقامِ تحلی میں لا یا جائے گا۔ تو حکم ہو گا، کہ آنکھیں کھولو۔ ہر ایک عاشق کو سامنے لا کر الگ الگ ان پر تحلی ہو گی۔ وہ سات ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے۔ اور جب وہ ہوش میں آئیں گے تو ”هل من مذید“ کی فریاد کریں گے۔ اس طرح، سات ہزار مرتبہ، تحلی ہو گی۔ پھر اپنے مقام میں واپس آئیں گے۔ اور روزِ قیامت جنت میں تمام انبیاء، تمام اولیاء، پر ایک مرتبہ تحلی ہو گئی۔ اور حضرت بوکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ایک مرتبہ الگ تحلی ہو گی۔ عاشقوں کے دل ہر وقت حجابِ عظمت کا طواف کرتے ہیں اگر تھوڑی دیر عاشق کا دل اس نعمت سے محروم رہے۔ تو عاشق ناچیز ہو جاتا ہے۔ ان کے دلوں پر متواتر انوارِ تحلی اور اسرارِ الہی نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ ان میں مستغرق رہتے ہیں۔

2۔ خائف۔ یعنی ڈرنے والا۔ اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہوں، اور جس دل میں یہ باتیں نہیں وہ خائف نہیں اُول۔ روزے کی خاطر، کم کھانا۔ دوسرا۔

نماز کیلئے، کم بولنا۔ تیرے۔ ذکر کے واسطے، کم سونا۔

اگر زندگی، زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق ہے تو، "محبت" میں ہے۔ اگر ذوق ہے، تو "ذکر" میں ہے اگر ہر روز، ہر گھری، عاشق پر انوار و اسرار کی تحلی، ہزار مرتبہ بھی ہو، تو بھی وہ سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ "هل من مذید" ہی پکارتا ہے۔ اور یہ فریاد اس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک 'مشاهدہ' کی تمام مرادیں اُسے نہیں ملتیں۔ جو عشوق کا عاشق ہے اور جو اُس کی نظر میں ہے وہ سب منظور ہے۔ عاشق اور عشوق کی گلی یہ بات عشق کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا کامل عاشق ہے، مشاہدہ کے شروع میں، بے خودی میں اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ وہ مستغرق ہوتا ہے، لہذا مشاہدہ کے وقت بے ہوش ہو جاتا ہے۔

اے درویش! تجھے معلوم ہے کہ دل پر کیا کیا، انوار اور اسرار نازل ہوتے ہیں، جن میں وہ مستغرق رہتا ہے۔ اور اُس کو اپنا درد بناتا ہے۔ عاشق جانتا ہے یا عشوق، کہ ان میں باہمی کیا معاملہ ہے۔ اور کام و نی لوگ کرتے ہیں۔ جو ہر وقت مشاہدہ دوست میں ہیں اور ان کا کوئی وقت مشاہدہ سے خالی نہیں۔ اور عشقِ حقیقی میں لوگوں میں جو عشق کی سلسلہ جنبانی ہوتی ہے وہ عشوق کے مشاہیدے کے سبب ہوتی ہے۔ جب لوگ مجاہدہ میں مبالغہ کرتے ہیں تو مکاشفہ حاصل ہوتا ہے اور جب مکاشفہ، مجاہدہ ہو جاتا ہے، تو عاشق، عشوق کے حضور سے مشرف ہوتا ہے۔ اور عشق بڑھ جاتا ہے۔ اور مرتبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور حجاب درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ اور کسی خاص مقام پر پہنچ کر عاشق کو قرار حاصل ہوتا ہے اور پھر عالم تحریر، میں پڑ جاتا ہے۔

4۔ عاشقوں کا ولولہ اور زمزمه، جوابِ بداء سے انتہا تک ہے وہ اُسی روز سے ہے جو عشق کی اُس صورت پر مفتون ہوئے تھے، پس اے درویش! تجھے قدر ہی معلوم نہیں کہ تیرے دل کے اندر، ایسی خوبصورت نعمت مقام کیے ہوئے ہے۔ اور روح کو، جو تمام اعضاء کی بادشاہ ہے۔ پیدائش میں اُس دل کو دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں پر عشق ہے وہاں پر دل بھی ہے۔ اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جس کے دل میں اسرارِ دوست اور انوارِ عشق کا مقام ہوا اور اس کی قرب

میں عشق کی جگہ ہوا اور حقیقی عاشق کا شور و غونمای وقت تک ہوتا ہے کہ جب تک وہ اپنے مقصد تک نہیں پہنچتا جب معشوق کا وصال حاصل ہو جاتا ہے تو شور و غونما جاتا رہتا ہے۔

5۔ عشق کا آغاز حضرت آدم سے ہوا ہے، جب آپ کو دنیا میں پیدا کیا گیا تو آپ کو عشق کا جملہ کرایا گیا۔ آپ دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ پس اے درویش! یہ سب جنبش عشق کی وجہ سے تھی۔ کہ جنت کے نگارخانہ پر لات مار، تردیوانوں کی طرح سے وہاں سے نکل آئے۔ اور دنیا کے حرابے میں آ کر قرار لیا۔

آپ سے لغزش و قع میں آئی تھی، اس لیے فرشتوں کو حکم ہوا، کہ اے فرشتو! میں آدم کیانے غم خوار پیدا کرنا چاہتا ہوں، تاکہ اُس سے الفت کرئے۔ نہیں تو یہ برداشت نہیں کر سکے گا اور بلاک ہو جائے گا۔

فرشتوں نے سرجدے میں رکھ دیا۔ اور عرض کہ۔ جو کچھ تو جانتا ہے، وہ ہمیں معلوم نہیں۔ تو حاکم ہے جس طرح تیرا حکم ہے۔

حکم ہوا، کہ اے فرشتو! دیکھو! کہ ہم وہ مونس کس طرح پیدا کرتے ہیں۔ حضرت آدم تباہی پڑھنے تھے کہ آپ کے پہلو سے حضرت ۃ اپیدا کیں۔ جو سلام کر کے آپ کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ آپ نے ان کی صورت دیکھ کر پوچھا، کہ تو کون ہے۔ کہا۔ کہ میں تیرا جوڑا ہوں، جس سے تجھے قرار حاصل ہوگا۔

6۔ عشق بڑی دولت ہے۔ اس قسم کی بے بہانگت کسی مقرب فرشتے کو نہیں ملی۔ یہ صرف آدمی کو ملی ہے۔ جس وقت عشق پیدا کیا گیا، تو اُسے حکم ہوا کہ، اے عشق! تو جا کر دردمند آدمیوں کے دل میں قرار پکڑ۔ کیونکہ وہی تیرے رہنے کے قابل ہے۔

جس روز حق تعالیٰ نے عشق کو پیدا کیا۔ تو شوق کے لاکھوں سلسلے اور ریشے پیدا ہو گئے۔ پھر مومنوں کی روحوں کو بلا یا گیا۔ اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ۔ عشق کو ہزار ناز اور کرشمے سے ان روحوں کے سامنے لاو۔ پھر جو روحیں، عشق و محبت کے لا اُق تھیں، وہ آگے بڑھیں اور انہوں نے محبت کے

ریشے۔ اور عشق کی زنجیر کو ہاتھ مارا۔ پہلے مرحلے میں غرق ہوئیں ان کا نام و نشان تک مت گیا۔ وہ انبیاء، اولیاء اور عاشقوں کی رو جیس تھیں۔ بعض رو جیں دیکھ کر مستغرق ہوئیں۔ وہ اہلِ مجاز کی رو جیں تھیں۔ جو شخص پہلے عشقِ مجازی میں بنتا ہوتا ہے اور جب وہ عشقِ حقیقی کی طرف آتا ہے تو اسے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔

7۔ عشق کی آگ ایسی ہے، جو درویش کے دل کے سوا، اور کبھی قرآنیں پکڑتی۔ اگر صاحب ذکرا پنے سینے سے آہ نکالے تو مشرق سے مغرب تک جو پھیلے ہے، سب کو جلا کر ملیا میٹ کر دے۔ درویش کے سینے میں اس قسم کی آگ رکھی گئی ہے کہ اگر خدا نخواستہ ایک شعلہ اُس کا نکل جائے تو عرش سے تحت السری تک سب کچھ جلا کر راکھ کر دے۔

اگر آتشِ محبت کے بال مقابل دوزخ کی سی لاکھوں آئیں جائیں تو صاحبِ عشق جب اپنے سینے کی آہ نکالے گا، تو سب کو نابود کر دے گا۔ اس واسطے کہ محبت کی آگ سے بڑھ کر تیز آگ اور کوئی نہیں۔ اس لیے کہ، در سینہ عاشقان ہمہ درونہند۔

8۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرتا چاہا، تو زمین کا ایک ایسا قطعہ تھا، جسکی طرف شوق و اشتیاق، انوارِ تجلی اور اسرارِ عشق کی نگاہ سے دیکھا تو وہ قطعہ ملنے لگا اور ابتداء بی میں عالم سکر میں پڑ کر فریاد کرنے لگا، ”اَنَا الْمُشْتَاقُ فِي لِقَاءِ رَبِّ الْعَلَمِينَ“۔ یعنی دونوں جہانوں کے پروردگار کے دیدار کا مشتاق ہوں۔ پھر اس زمین سے اہل عشق پیدا کیے گئے۔ اس لیے درویشوں کو ولوہ ابتداء سے انتہا تک رہتا ہے۔ اور دریائے محبت میں غرق رہتے ہیں۔

9۔ تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے۔

(1) سماع کے وقت اہل سماع پر (2) درویشوں کے مجاہدے کے وقت (3) جب کہ عاشق انوارِ تجلی کے عالم میں مستغرق ہوتے ہیں۔ فقراء اہل عشق ہیں۔ اور علماء اہل عقل ہیں۔ اسی وجہ سے اُن کے مابین تضاد رہتا ہے۔

کام سے واقف وہی لوگ ہیں۔ جن میں یہ دوں باتیں، یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہیں۔ اور راہِ سلوک میں، درویش کا عشق، علماء کی عقل پر غالب ہے۔ جو شخص محبت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ معشوق کا دروازہ اُس وقت تک کھٹکھٹا تارہتا ہے، جب تک کہ اُس کے قلب میں جان ہے۔ اس واسطے کے شائد کسی وقت کھل جائے اور کسی مرتبے کو پہنچ جائے۔

اے درویش! مردانِ خدا، ایسا کرتے ہیں کہ ہر درماندہ کو نعمت عطا کر کے وہاں سے چل دیتے ہیں۔

## 2۔ محبت

اے درویش (1) جہاں پر محبت آتی ہے۔ دوئی درمیان سے اٹھ جاتی ہے۔ محبت کے معاملے میں یگانہ ہونا چاہیے۔ تاکہ محبت کے وصال خانہ میں دخل پاسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ہرگز ہر گز داخل نہ ہو سکے گا۔ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی طرح ہیں۔ اگر محبت کا نجح اُس میں بوسا جائے تو اُس سے طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔ پس اُس سے تو اوروں کو بھی حصہ دے سکتا ہے۔ اور تیرے لیے کافی ہوتا ہے۔ اور تو جب تک سانپ کی طرح کنچلی نہ اتارے گا۔ تو کبھی محبت کا دعویٰ تجھے سے صادق نہیں آئے گا

2۔ جس طرح اولیاء میں احوال ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء میں بھی تھے۔ درویش کے احوال محبت حق کی زیادتی کے باعث شوق میں ہیں۔ جب درویشوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ تو تجلیٰ دوست کے نور میں اس قدر جو ہوتے ہیں کہ کسی مخلوق کو یاد نہیں کرتے۔

احوال ایسے ہوتے ہیں کہ جب کوئی صاحب سر کسی چیز میں جھو ہوتا ہے، تو وہ اُسی حالت میں مستغرق ہوتا ہے۔ اور جب اسرارِ دوست کے کسی سر میں، یعنی احوال میں، مستغرق ہوتا۔ اس وقت ضرور دوست کی کوئی نہ کوئی بات مجھ پر کشف ہوئی۔

3۔ عشقِ حقیقی میں ثابت قدم وہ ہوتا ہے جس کا دل اور زبان آپس میں موافق ہوں۔

اس واسطے کے عشقِ حقیقی، پہلے دل پر ظاہر ہوتا ہے اور پھر زبان پر۔ جب دل اور زبان، عشق سے آپس میں مل گئے تو محبتِ حق ہو گئی۔ عشق کا پہلا مرتبہ آنکھ میں ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ جس کام میں مشاہدہ کی نعمت ہے اُس کی کوشش کریں۔ اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کونہ دیکھیں۔ زبان تمام اعضاؤں کی بادشاہ ہے۔ جب زبان سلامت ہے تو سمجھو کہ سارے اعضاء سلامت ہیں۔

4- محبت کے سات سو مقام ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ جو بائیں دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اُس میں صبر کرے۔ کتابِ محبت میں ہے کہ، حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ہے کہ، حضور فرماتے ہیں کہ، حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ کی طرح ہے، جو ہر دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ بلکہ صرف اُس دل میں۔ جو اُس کے شایانِ شان ہو۔ اور وہ آسمانی قضاۓ ہے، جو درد بھرے دل میں قرار پکڑتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، محبت ایک بچھوکی طرح ہے۔ جس پروہی شخص قدم رکھتا ہے۔ جو انٹھارہ ہزار (18,000) عالم کا خیال نہ کرئے۔ اور کسی کو نیچے میں نہ دیکھے۔ مگر دوست کی محبت میں لگانہ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ، عاشقوں کے تمام آعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں۔ وہ جو شخص سرشت سے لے کر اب تک۔ رَبِّ ارْنِي اُنْظُرْ الِّيْكَ۔ کادم مارتا ہے۔ وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے پس اے درد لیش! جس کی آنکھ میں عشق کا سرمدہ لگا ہوا ہے۔ اُس سے عرش سے لے کر تخت السراء تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

5- محبتِ حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اُس کی یاد میں رہے۔ اور لحظہ بھر بھی اُس کی یاد سے غافل نہ رہے ابیل سلوک کہتے ہیں کہ۔ لوگ اکثر اُسی چیز کا ذکر کرتے ہیں جس سے ان کی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ وہ یادِ خدا سے ایک دم بھی غافل نہیں ہوتا۔ یعنی جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے اُس کا ذکر کرتا ہے۔ حق تعالیٰ کی محبت، ایسا بادشاہ ہے کہ جب کسی دل میں مقام کرتا ہے تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اُس

کے سوا اور بھی کوئی اُس میں رہے۔ اور محبت آتشِ الٰہی کی تلوار ہے۔ وہ جس چیز پر گزرتی ہے۔ اُس کے مکملے ملکڑے کر دیتی ہے۔ اور محبت کی کوئی انہتا نہیں۔

6۔ اگر اہل محبت کو تمام چیزیں آراستہ کر کے دی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ تو صرف جمالِ حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اور اگر حلال اور بے حساب، ساری دنیا حق تعالیٰ کے دوستوں کو دی جائے، تو بھی انہیں اُس کے لینے سے شرم آتی ہے۔ جیسا کہ مرد کو مردار سے حق تعالیٰ کی محبت، انسان کے تمام اعضاء میں ہے۔ اور اُس نے انسان کی سرشت اپنی محبت سے کی۔ پس اے درویش! آدم زاد کے اعضاء کا کوئی ذرہ بھر بھی، محبتِ حق سے خالی نہیں۔ اور مجانِ حق کا دل ایسے چراغ کی طرح ہے۔ جوانوار کی قندیل میں رکھا ہے اور جس کی روشنی سے سارا جہاں منور ہے۔ پس ایسے شخص کوتار کی کا کیا ذر۔ نفس کی خاموشی یا وحی حق ہے۔ جو یادِ حق میں ہے، اُس کا دل نہیں مرتا۔ اور جو یادِ الٰہی سے خالی ہے۔ اُس پر نعمتِ اثر نہیں کرتی۔ اور بھوک ایک بادل ہے۔ جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ محبت اس بات کا نام ہے کہ دنیا و مافیہا سے دل نہ لگایا جائے۔

7۔ محبتِ حق عشق کا بادشاہ ہے۔ جو تحنت پر بیٹھا ہے اور ہاتھ میں فراق اور تحریر کی تلوار لیے ہوئے ہے۔ اور وصال کی نگس اُس نے قضاۓ کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔ اور ہر دم ہزار سر تلوار سے اڑاتا ہے۔ پس اے درویش! جو عاشقِ حق ہے۔ اگر ہر لحظہ اُس کا سر، ہزار مرتبہ اڑا یا جائے تو پھر اور سر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہزار مرتبہ اُس کا سر کاٹا جائے تو بھی پاؤں پیچھے نہ ہٹائے۔ محبتِ مشاہدہ ہے اور مشاہدہ سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کی محبت والوں کو حضور حاصل وصالی دوست کے سوا کسی اور بات پر راضی نہیں ہوتے۔ حق تعالیٰ کی محبت والوں کو حضور حاصل نہیں ہوتا جب تک وہ خلقت سے تنہائی اختیار نہ کریں۔ اور خلقت میں اپنا مقام نہ بنائیں۔ دوستوں کو دشمن۔ اور بیوی، بچوں کو تیتم اور اسیر خیال نہ کریں۔

جب ایسا کریں گے تب وہ کسی مقام پر پہنچ سکیں گے۔ جو شخص اپنے دل کو لذت اور شہوت سے مارڈا الہا ہے اور اُسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر نداشت کی زمین میں دفن کرتا ہے۔ وہ محبت ہے۔

8۔ اہل محبت کو چار مقام کے سوا اور کہیں قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔

(i) گھر کے کونے میں جہاں کوئی شخص مراحم نہ ہو۔

(ii) مسجد میں، جو دوستوں کا مقام ہے۔

(iii) قبرستان میں، جو کنہ سے عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔

(iv) ایسی جگہ جہاں پر کسی کا نزرنہ ہو۔ صرف وہ ہو یا ذات حق

فرمایا کہ۔ میرے نزدیک، کالے دانے کے برابر دوستی حق، بغیر دوستی حق کے بہتر نہ ار  
سالہ، عبادت سے بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ، جب میں ذکرِ مومن بندے پر غالب آتا  
ہے، تو میں، جو اس کا پروار گارہ ہوں۔ اُس کا عاشق ہو جاتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ناص کر اس واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ عرش کا طواف کریں۔ اور نیل  
تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) جو پیار کی طرح جگہ سے نہیں ملتے۔ وہ بخوبی کے دل ہیں۔ (2) بعض ایسے ہیں۔  
جو درخت کی طرح جڑ سے تو قائم ہیں۔ لیکن ان کی شہنیاں وغیرہ، جو اس سے حرکت کرتی  
ہیں۔ (3) بعض پتوں کی طرح ہیں کہ۔ ہوا جس طرف چاہتی ہے۔ انہیں پھر لیتی ہے۔

9۔ محبت میں صادق و شخص ہے۔ جو دوست کی یاد کے سوا، اور کسی بات کو پسند نہ کرے۔  
جود نیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ اور اس کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ اُسے قیامت کے  
دن کسی قسم کا عذاب نہ ہو گا۔ اور وہ مجھشیر کے مذاب سے بے خوف ہو گا۔ جو شخص یادِ خدا میں رہتا  
ہے۔ اُسے ضرور قیامت کو اس کا مقصود مل جائے گا۔ اور وہ تکلیٰ کے اعزاز سے مشرف ہو گا۔

10۔ اہل محبت و داؤگ ہیں۔ جو دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔ اس واسطے  
کہ، جو شخص دوست کے بغیر کسی اور چیز سے خوش ہوتا ہے وہ درحقیقت، ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے، اور  
جو دوست سے محبت بردا ہے تو اُسے کبھی وحشت نہیں ہوتی۔ جسکی ہمت محبت کی طرف ہو۔ وہ جلدی خدا  
رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور جسکی ہمت ہے، جسکی طرف نہیں ہوتی۔ وہ دوسری نے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جب

صاحب محبت سلطنت کا دعویٰ کرئے تو وہ جان لے کہ محبت جاتی رہے گی۔

11- خوف - حق تعالیٰ کی طرف سے، بے آدب بندوں کیلئے تازیانہ ہے۔ تاکہ وہ اللہ کے ڈر سے گناہ سے باز آ جائیں اور سیدھی راہ پر چلیں۔ خوف اس کے عدل اور امید اُس کے فضل کی وجہ سے ہے اور اُس کی درگارہ کا معزز زبندہ وہ ہے۔ جس میں یہ دونوں باتیں ہوں۔

انبیاء اور اولیاء۔ خوف خدا کے مارے۔ اسی طرح پکھلتے آئے ہیں جیسا کہ سونا کٹھالی میں۔

اس واسطے کہ انجام کسی کو معلوم نہیں کہ جہاں سے کیسے جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:-  
جو شخص اپنی ملکیت میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے۔ اس کو ظلم نہیں کہتے۔ ظلم اُسے کہتے ہیں۔ جو کسی دوسرے کی ملکیت میں تصرف سے کیا جائے۔

12- عقل مندوہ شخص ہے۔ جو سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور کسی سے کسی طرح کی امید نہ رکھے۔ اور سجادے پر بیٹھنے کا مستحق وہ شخص ہے جو عالم توکل رہے اور کسی مخلوق اور کسی چیز کی توقع نہ رکھے۔ اگر اُس میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو وہ سجادہ نشینی کے لاکن نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل تصوف کے نزدیک جھوٹا مدعی ہے جو شخص عالم توکل میں حق تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتا ہے۔ اسے عالم غیب سے روزی پہنچتی ہے اور جو کچھ وہ طلب کرتا ہے اُسے مل جاتا ہے۔ اور اہل توکل پر حقائق میں ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اگر انہیں اُس وقت آگ میں بھی پھینک دیا جائے تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

13- محبت بدرجہ کمال کو اُس وقت پہنچتی ہے جب عشق میں اپنی عیب شناسی نہ کر سکے اور خلقت کے ساتھ محبت نہ کرے۔ اور جب ایسی حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔ اور درویش وہ ہے جو اپنے دل کے خزانے تلاش کرے۔ پس اگر اُسے وہ موقع مل جائے جسے محبت کہتے ہیں۔ تو وہ شخص درویش صفت ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تک۔ اندھے پن۔ گونگے پن۔ اور بہرے پن سے پہنچ سکتے ہیں۔ جب یہ تمام پنیں جاتی رہتی ہیں تو تمہارا کام خدار سیدھا ہو گیا۔ لیکن جب تک یہ دشمن ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

### 3- درویش

1- تین باتیں درویش کیلئے ضروری ہیں۔ (i) خوف (ii) امید (iii) محبت

(i) دل میں خوف ہونے سے ترکِ گناہ حاصل ہوگا۔ جس سے نجات کی امید ہو سکتی ہے۔

(ii) دل میں امید رکھنے سے جنت میں مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(iii) مکروہات سے پرہیز کرنے کو محبت کہتے ہیں۔ جن سے رضاۓ حق حاصل ہوتی ہے۔

2- درویشی اس بات کا نام ہے کہ۔ (i) جو کچھ اُسے دن کو بلے رات کو ایک پیسہ بھی نہ

بچائے اور اگر رات کو بلے تو دن کیلئے کچھ نہ رکھے۔ سب کا سب راہِ خدا میں صرف کر دے۔

(ii) سر سجدے نہ اٹھایا جائے۔ کپڑے نہایت عمدہ پہنے جائیں۔ اور جو کچھ ملے اس کا

نہایت لذید کھانا پکا کر درویشوں کو کھلایا جائے۔ اور بچا کر کچھ نہ رکھے۔ بلکہ جو کچھ ملے سب راہ

خدا میں صرف کر دے۔ درویشی یہ ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم میں جو۔ سونا۔ چاندی۔ ب۔ اگر اُسے

ملے تو سب راہِ دوست میں صرف کر دے۔

3- درویشی کے ستر ہزار مقام ہیں۔ جب تک درویش ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا۔

اسے درویش نہیں کہا جا سکتا۔ اس واسطے کہ ان مقامات میں ستر ہزار عالم ہیں۔ جب تک درویش

ان تمام عالموں سے واقف نہیں ہوتا اور ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا۔ اسے درویش نہیں کہہ

سکتے۔ ستر ہزار مقامات جو درویش کو طے کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں سے پہلے ہی مقام پر یہ

کیفیت طاری ہوتی ہے کہ ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرش کے گرد کھڑا ہو کر ساکنان عرش کے

ہمراہ ادا کرتا ہے۔ جب وہاں سے آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے۔ اور

جب وہاں سے آتا ہے تو جہان کو اپنی دو انگلیوں کے مابین دیکھتا ہے۔ پس اے دویش۔ یہ درویشی

کی ابتدائی حالت ہے۔ جب وہ ستر ہزار مقام طے کر لیتا ہے۔ تو پھر اس کی کیفیت عقل و فہم میں

نہیں آ سکتی۔ اس میں غیر کی گنجائش نہیں اور یہ بھید مولیٰ اور بندے کے درمیان ہے۔ جس کو کھول کر کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

بہت سے آسمان کے رہنے والے ایسے ہیں جو اہل زمین سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں اور بہت سے اہل زمین ایسے ہیں جو اہل آسمان سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں۔

اس بات سے اصلی مقصود یہ ہے کہ تجھے درویشی کا مرتبہ معلوم ہو جائے یعنی درویش، ایسے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے ایک ہی قدم میں عرش کے نیچے اور اپر پہنچ جاتا ہے۔ علماء قبلہ کو دیکھتے ہیں، اگر نہیں دیکھتے تو، ولی اطمینان کر کے قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن فقراء، جب تک عرش کو نہیں دیکھتے اور وہاں نہیں پہنچ لیتے، نماز ادا نہیں کرتے۔

4۔ کامل حال درویش وہ ہیں جنہیں کسی اور کی حاجت نہیں بلکہ اسرارِ نعمت، جوان میں ہے۔ آنے والوں کو حصہ دیتے ہیں، اور ان کا مدعا پورا کر کے لوٹاتے ہیں۔

لیکن کوئی درویشی کا دعویٰ کرنے اور بادشاہوں اور امراء کے پاس روپے پیسے کی خاطر آنے، تاکہ اپنی فضرویات مہیا کر سکے تو سمجھ لو کہ اُسے نعمت حاصل نہیں۔ اگر اُسے سمجھ حاصل ہوتا تو بھی مخلوق کے دروازے پر نہ جاتا اور کسی سے توقع نہ رکھتا۔ جہاں پر درویشی کا قدم آتا ہے۔ وہاں پر کسی کا آنڑہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ درویشوں پر خود نعمت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور سلطنت کا خزانہ درویشوں کے سپرد ہوتا ہے، تاکہ جیسے چاہیں، درویشوں کی معافی کی خاطر خرچ کریں۔ پس انہیں، وہ سرے کی احتیاج ہی کیا ہے۔ جب درویشی کو حالت ہوتی ہے تو عرش سے لے فرش تک ساری چیزیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ہوئی ہیں۔ اور ہر چیز جو حق کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ اُس میں بھی وہ پہنچے ہونے ہیں۔ اور جب اہل تقوف، مخلوق میں مشغول ہوتے ہیں تو قربِ خالق سے دور جا پڑتے ہیں۔

5۔ غرضِ عمر بخش شکم پستی کرنے، درویشی کرنے ہے۔ درویشی اس بات کا نام نہیں کہ لگو، بلکہ سچھ پا پھرہ پہنچنے اور ایکہ لقمه کی خاطر در پدر ما را پھر جائے اور اپنے جیسوں کے آگے باتھے

پھیلاتا پھرئے۔

درویش کا ہر ایک مقام خوف اور امید سے خالی نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک مقام پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے۔ وہ اُس کی آزمائش کے واسطے ہوتی ہے۔ اگر وہاں سے ذرہ بھر تجاوز کر جائے تو پھر اسے مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص مصیبتوں میں صابر اور خوش، انھارہ ہزار عالم سے لے زر جائے تو اُس کا کام دو بالا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو سلوک کے مذہب میں درویش کہتے ہیں۔ اور درویشی اس بات کا نام ہے کہ جب درویش راقبہ میں سر نیچا کرتا ہے، تو انھارہ ہزار عالم کو دیکھتا ہے۔ اور جب چلتا ہے، تو عرش سے تحت السری تک پھرتا ہے اور دریشوں کا یہ پہلا مرتبہ ہے۔

5۔ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

(1) بعض تو ایسے ہیں، جو دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کی یاد میں رہتے ہیں اور اُس کی طلب کرتے ہیں ایسے لوگ بہت ہیں۔

(2) بعض ایسے ہیں، جو اسے دشمن سمجھتے ہیں اور اُس سے محبت نہیں کرتے۔

(3) بعض ایسے ہیں کہ نہ اسے دوست سمجھتے ہیں اور نہ دشمن اور اس قسم کے لوگ پہلی دو قسموں سے اچھے ہیں۔

6۔ راہِ طریقت۔ اور مذہبِ تصوف، کا یہ اصول ہے کہ، انسان ہر وقت خاموش اور عالم تحریر میں مستغرق رہے۔ نہ رسوم کسی کام کی ہیں، نہ علوم۔ بلکہ جو کچھ ہے اخلاق میں ہے رسوم و علوم سے نجات نہیں بلکہ اخلاق سے نجات حاصل ہو گئی، اہلِ تصوف، دنیا و ما فیہا کے دشمن اور مولا کے دوست ہیں اور وہ ایسے قوی ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ میں جب مستغرق ہوتے ہیں تو انہیں کسی مخلوق کی خبر تک نہیں ہوتی۔ گفتگو کو درمیان سے نکال دیتے ہیں۔ اور جب تک زندہ ہیں، حق تعالیٰ کی دوستی ان کے دل میں رہتی ہے۔ تصوف مولیٰ کی خالص دوستی کا نام ہے اور اہلِ تصوف کو دنیا اور آخرت میں محبتِ مولیٰ کا شرف حاصل ہے۔ صوفی وہ شخص ہے، کہ جب صفائی حاصل کرئے تو کوئی چیز اُس سے پوچھیدہ نہ رہے۔ اہلِ تصوف کے ستر مراتب ہیں۔ اور ان میں سے ایک مقام

اس جہان کی تمام مرادوں سے نامراد ہونا ہے اور تصوف اس بات کا نام ہے کہ صوفی کے ملک میں پہنچنے ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی چیز کا مالک ہو۔

محبت اور تصوف میں کمالیت اس بات کا نام ہے کہ پانچوں وقت کی نماز عرش پر ادا کرنے۔

7۔ جس چیز کو اللہ دشمن سمجھتا ہے۔ تو بھی اُسے دشمن سمجھا اور اُس کے پاس سے بھی نہ گزر۔ اُس کی دوستی یاد شمنی کا ذکر کسی سے نہ کر۔

دنیا سے جس قدر محبت کرنے گا اسی قدر آخرت سے دور رہے گا۔ مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے یہی دنیا ہے جو فساد کی جڑ ہے۔ جب تو کسی درویش کو دنیاوی جاہ و منزلت کی طلب میں دیکھے، تو جان لے کہ وہ ابھی گھر اُنی کے چنگل میں ہے۔

دنیا مردار ہے، اُس کے طالب گئتے ہیں۔ اور دنیا کو منافق کے سوا کوئی طلب نہیں کرتا۔

کیونکہ یہ منافقوں کا مقام ہے تمام بدیاں اگر ایک گھر میں جمع کی جائیں تو وہ گھر دنیا ہے۔ پس جس کے دل میں دنیا کی محبت مکرم ہے، وہ خدا سے دور ہے اور جس پر دنیا تنگ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ دنیا کو ہر روز پانچ مرتبہ ندا آتی ہے کہ، اے دنیا! تو ہمارے دوستوں کیلئے تلخ ہو جا۔ تاکہ وہ تجھے نیک نگاہ سے نہ دیکھیں، اور اپنے طالبوں کیلئے میٹھی بن جا۔ تاکہ وہ تیراز یادہ ذکر کریں اور انہیں مزہ دے۔ تاکہ وہ رنج و مصیبت میں پھنسیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہے، دنیا اُس کی خدمت کرتی ہے۔ اور جو دنیا کی طاعت کرتا ہے، وہ رنج و مصیبت میں بیتلہ ہوتا ہے۔ جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ سے غافل ہے، اسی قدر دنیا میں مشغول ہے۔ دنیا میں تین کام سب کاموں سے بہتر ہیں۔

(1) دنیا کو پہنچانا اور اُس سے بچنا۔ (2) حق تعالیٰ کی طاعت کرنا اور ادب ملحوظ رکھنا۔ (3) آخرت کی آرزو کرنا اور اُس کی طلب میں کوشش کرنا۔

جو تمیشِ دُلت کو یاد رکھتا ہے۔ اُس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ جو جس قدر موت سے

غافل ہوگا، اُسی قدر دنیا کا ذکر اُس کے دل میں مستحکم ہوگا۔ اور طاعت اُس کے دل پر گراں گزرے گی۔ اور وہ گناہ آسانی سے کرئے گا۔ قیامت کے دن دنیادار دوزخ میں اس واسطے نہ ڈالے جائیں گے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور اُن سے محبت کرنے والے، اُن کی ذلت کو دیکھ لیں اور افسوس کریں۔

وعظ و نصیحت، صرف کہنے سے اثر نہیں کرتی، تا وقتیکہ خود نمونہ بن کر نہ دکھایا جائے اور ذخیرہ کرنا درویشی نہیں۔

8۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ دنیا اہل دنیادرویشوں کے قدموں کے برکت سے قائم ہیں۔ اگر درویش جہان میں نہ ہوتے، یا زمین انہیں قبول نہ کرتی، تو دولت مندوں کو میرا قہر نگل جاتا اور سب کو ہلاک کر دیتا۔

اور اگر رسول خدا، درویشی قبول نہ فرماتے، تو درویشی کی برکت اس جہان میں نہ ہوتی اور کوئی زندہ نہ رہتا۔ سب ہلاک ہو جاتے۔ اگر محبت ہے تو یہی درویشوں کی محبت ہے۔ ایک مرتبہ جبرائیل امین نے رسول خدا کو یہ حکم خداوندی سنایا کہ، اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور انہیں پاس بٹھاتے ہیں، تو آپ کے ساتھ دوستی کریں اور اُن سے مل بیٹھیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا فرماتے ہیں کہ، صابر درویش کی دور رکعت نماز کوشان کر دولت مند کی ستر رکعت پر شرف حاصل ہے۔ اور شاکر دولت مندوہ ہوتا ہے جو اپنا مال و اسباب را خدا میں صرف کر دے۔ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائے گی۔ اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ، ترازوئے صراط کے پاس جا کر اُن اشخاص کو اپنے ہمراہ جنت میں لے جاؤ جنہوں نے دنیا میں تم سے نیک سلوک کیا۔ کوئی راحت درویشوں کی محبت سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن یہ ایک دشوار کام ہے۔

9۔ فاقہ کی رات درویش کیلئے معراج کی رات ہوتی ہے۔ اگر شہروں اور مقاموں میں

درویشوں کی برکت نہ ہوتی تو غیر آباد ہو جاتے۔ جو شہر اور مقام دنیا میں آباد ہیں تو سب درویشوں کی برکت سے ہیں۔ کوئی درویش کسی شہر سے آرزو ہو کر نہیں جانا چاہیے، نہیں تو وہ شہر بر باد ہو جائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی شہر یا محلے کو بر باد و تباہ کرنا چاہتا ہے یا مصیبت، قحط اور وباء میں بتاء کرنا چاہتا ہے یا لوگوں کو پریشان اور تباہ کرنا چاہتا ہے تو، اس شہر، مقام یا محلے سے مشائخ اور علماء کو اٹھایتا ہے۔ جب شہر سے کوئی درویش یا عالم فوت ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے اور روتے ہیں پس! جس شہر میں درویش نہیں اس میں خیر و برکت نہیں۔

10۔ معتبر ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کا ظاہر و باطن حق سے آراستہ ہو، اور کسی قسم کا ریاء، حسد، بعض اور کھوٹ ان کے ظاہر و باطن میں نہ ہو۔ طاعت کریں خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر۔ نہ کہ خلقت کو دکھانے کی خاطر۔ جو متعدد ظاہر میں عبادت کرنے اور باطن اُس کا خواب ہو، اس کی برائیک عبادت لپیٹ کر اُس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ بلکہ راہِ سلوک میں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں اُس کے ایمان میں خلل نہ آ جائے۔ کیونکہ اے درویش! لوگ اگر ایمان سلامت لے جائیں تو سمجھو کہ انہوں نے کچھ کام کیا متعبدوں کی چار قسمیں ہیں۔

(1) وہ جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہوتا ہے۔ لیکن باطن خراب ہوتا ہے۔ یہ وہ ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کو دکھاوئے کی خاطر بہت عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں عزیز جانتے ہیں اور ان کا دل دنیا میں مشغول ہوتا ہے۔

(2) وہ جن کا ظاہر خراب لیکن باطن طاعت سے آراستہ ہوتا ہے وہ مجانین، یعنی دیوانے ہیں۔ جو باطن میں حق تعالیٰ میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور ظاہر میں ان کے پاس کوئی سروسامان نہیں ہوتا۔ اور یہ دیوانے لوگ حق تعالیٰ کی یاد میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ کسی کو ان کے حال کی خبر نہیں ہوتی، اسلیے ہے کہ ان کا ظاہر خراب ہوتا ہے۔

(3) وہ جن کے ظاہر و باطن دونوں خراب ہوتے ہیں۔ وہ عوام الناس ہیں، جنہیں

طاعت وغیرہ کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

(4) وہ جن کے ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔ وہ مشائخ ہیں۔ اگر اتفاق سے اُن سے کچھ طاعت، ریاء کے طور پر ظاہر ہو جائے تو اپنے آپ کو اس وقت تک مجاہدہ میں رکھتے ہیں کہ جب تک اس ریاء سے بری نہ ہو جائیں۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو جس وقت حالت ہوتی ہے۔ اگر اس وقت تلوار کے لامسوں والے کیے جائیں۔ یا وہ ذرہ ذرہ کر دیے جائیں۔ تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

11۔ درویش پرده پوشی کا نام ہے۔ پس درویش کو چاہیے کہ ان چار چیزوں سے دور رہے۔ (1) آنکھیں اندھی بنالے تاکہ لوگوں کے عیب نہ دیکھے۔ (2) کانوں کو بہرا بنالے تاکہ نہ سننے کے لاٹق باتیں نہ سئے۔ (3) زبان کو گونگی کرئے، تاکہ نہ کہنے والی بات نہ کہے۔ (4) پاؤں والنگڑا کرئے تاکہ جہاں جانا نا مناسب ہو، وہاں نہ جائے۔ پس اگر یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں تو درویش ہے ورنہ دروغ گو مدعی ہے۔

((ii)) زہدا و درویشی تین چیزوں کا نام ہے۔ جس میں ہوں اس میں زہد ہے۔ (1) دنیا کو پہنچانا اور اس سے وسیع دار ہونا۔ (2) اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا اور ملحوظ خاطر رکھنا۔ (3) آخرت کی آرزو کرنا۔ اور اسکی طلب کی کوشش کرنا۔

مرید اس قدر ذکر کرئے کہ اُس کے بدن کا ہر بال زبان بن جائے۔ اور مناسب بلند آواز سے کہے۔ سعادتِ ابدی ذکر میں رکھی گئی ہے۔ انسان کو دن رات بیٹھے اٹھتے سوتے جاگتے۔ پاکیزگی پلیڈی میں (سوائے قضاۓ حاجت کے وقت) یادِ الہمی سے غافل نہیں رہنا چاہتے۔ لوگوں کو ذکرِ الہمی چھ باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

(1) ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کو خیال کرئے کہ وہ دل کو دیکھ رہا ہے۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے باز رکھتا ہے۔ (2) جو شخص ذکر کے وقت گناہوں کی فکر میں رہا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اسے دو رپھینکتا ہے۔ (3) ذکرِ الہمی کی کثرت کرئے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کو دل میں محکم

کرئے۔ (4) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے۔ تو وہ اسے دوست بنالیتا ہے۔ (5) جو شخص ذکر الہی کثرت سے کرتا ہے۔ دیو، پری وغیرہ کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور قبر میں اللہ تعالیٰ اُس کا مونث ہوتا ہے۔ (6) کوئی کام ذکر الہی سے بڑھ کرنہیں۔ اسے بڑھنا چاہیے اور یہ تمام طاعتوں سے بڑھ کر ہے۔

(iii) اللہ تعالیٰ نے جس روز سے دنیا کو پیدا کیا ہے اُسے دشمنی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور اگر تمام بدیوں کو ایک مکان میں جمع کر دیں تو اُس کی چابی دنیا ہے۔ اور جودا نا ہے، اُس گھر کی اور چابی کی پرواہ نہیں کرتا۔

جب حکمت آسمان سے نیچے اترتی ہے تو اُس دل میں قرار نہیں پکڑتی جس میں یہ چار خصلتیں پائی جاتی ہوں۔ (1) دنیا کی حص۔ (2) اس بات کی فکر، کہ کل کیا کریں گے۔ (3) مسلمانوں کے ساتھ بعض اور حسد۔ (4) شرف و جاہ کی دوستی۔ جو شخص چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے چار چیزیں اٹھا لیتا ہے۔

(1) جو شخص زکوٰۃ اٹھائے، اللہ تعالیٰ اُس مال اٹھا لیتا ہے۔ (2) جو شخص صدقہ اور قربانی نہ دے۔ اللہ تعالیٰ اُس سے آرام اٹھا لیتا ہے۔ (3) جو شخص نماز کو ترک کر دے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی موت کے وقت اُس سے ایمان چھین لیتا ہے۔ (4) جو شخص دُعاء نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول نہیں کرتا۔

زکوٰۃ تین قسم کی ہوتی ہے۔

(1) زکوٰۃ شریعت۔ یہ ہے کہ اگر چالیس درہم ہوں تو ان میں سے پانچ درہم را خدا میں صرف کر دے۔

(2) زکوٰۃ طریقت۔ یہ ہے کہ چالیس میں سے پانچ اپنے پاس رکھے اور باقی را خدا نے ف کر دے۔

(3) زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہ بچائے اور تمام را خدا میں تقسیم کر دے۔

درویشی قناعت میں ہے۔ جو کچھ اُسے ملے۔ یہ نہ کہنا چاہیے کہ ایسا ملنا چاہیے تھا۔ اور انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میں کچھ کرتا ہوں۔ جو کچھ ظاہر و باطن میں حرکات و کفالت اُس سے ظہور میں آتی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا چاہیے۔ یہ سب اُنکی مرضی سے ظہور میں آ رہی ہیں۔

(نوٹ۔ ضمن نمبر 11 کے اقتباسات راحت القلوب سے ہیں)

#### 4۔ متفرقات

1۔ تمام اسرارِ الہی، تعداد میں ستر ہزار ہیں۔ جو ہر روز عالمِ نور ان سے نازل ہوتے ہیں۔ اور اسرارِ الہی کا پہلا مقام یہ ہے کہ۔ جب عاشق پر اسرارِ الہی نازل ہوتے اگر ان میں سے ایک ذرہ بھی باہر نکلے تو تمام جہان منور ہو جائے۔ لیکن اگر اُسی مقام پر کم حوصلگی کا منظاہر کرتے ہوئے عاشق اُن اسرار کو ظاہر کر دے تو سرمو، بر باد ہو جائے۔ جیسا کہ منصور خان چ ہوا تھا۔ ایسے لوگوں کی سزا وہی ہوتی ہے۔ کہ، جو بادشاہوں کے بھید ظاہر کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ اور راہ خدا میں ایسے مرد بھی ہوئے ہیں کہ، ایک ساعت میں دوست کے اسرار کے لاکھ دریاپی جاتے ہیں۔ لیکن ذرہ بھر بھی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

تاہم جب کوئی دوست، دوست کے، اسرار سے مالا مال ہوتا ہے، اگر اُس وقت اُنکی زبان سے کوئی بات نکل بھی جائے، تو کوئی عیب کی بات نہیں۔ کیونکہ جب جگہ ہی نہ رہے، تو پھر وہ اُسے کہاں رکھے۔ یہ تو کاملوں کی حالت ہے۔

لیکن وہ شخص، جو ابتداء ہی میں اپنے اسرار غلباتِ شوق کی وجہ سے ظاہر کر دے، تو وہ کم ہمتی سے کام لیتا ہے۔ کیونکہ جہاں تک نگہداشت کی حد ہے وہاں تک تو انہیں محفوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن جب زیادہ ہو جائیں اور وہ کچھ ظاہر کر دے، تو بعض اہل سلوک اُسے جائز کہتے اور معاف کرتے ہیں۔

صاحب اسرار، میں ذاتی قوت، اس قسم کی ہونی چاہیے کہ جو سر حق، اُس پر نازل ہوں، انہیں وہ محفوظ رکھ سکتے۔ اور اس راہ میں، صادق اور عاشق، وہی ہے کہ، عالم اسرار میں سے، جو مصیبت وغیرہ، اُس پر نازل ہو، اس پر صبر کرنے اور راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کرامت چھپائے رکھنا ایسے ہی فرض کیا ہے، جیسا کہ پیغمبروں پر مجذعے کا ظاہر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ۔ جو شخص اظہارِ کرامت کرنے گا گویا وہ فرض کا تارک ٹھہرے گا۔

2۔ مجاہدہ یہ ہے کہ، نفس کو بُری حالت میں ترسانہ کر مارنا۔ یعنی۔ (1) جو اُس کی خواہش ہو، اسے نہ دی جائے۔ (2) جس طاعت پر نفس راضی نہ ہو، وہی طاعت کی جائے۔

ایک صاحب حال، جب یادِ الہی میں مستغرق ہوتا ہے تو، مصیبت اور نعمت دونوں، اُس کے سامنے ہوتی ہیں۔ جس کے نصیب میں مصیبت ہوتی ہے اُسے مصیبت دیتے ہیں۔ اور عقل مندوہ شخص ہے کہ، جب وہ مستغرق ہو تو مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ ان کی زبان سے کیا نکل جائے۔

2۔ دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور وہ دل کیسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش ضروری کام کیلئے دروازے پر آئے اور وہ اُس کی حاجت روائی میں مشغول نہ ہو۔

جیسا کہ کسی بزرگ کے بارے میں ایسی ہی شکافت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ، اُس پر واجب تھا کہ وہ حاجت مندوں کے کام میں مشغول ہو جاتا۔ اور انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ ورد چھوڑ کر شکافت کنندہ کا کام سرانجام دیتا۔ اور اُس کے بعد پھر ورد میں مشغول ہو جاتا۔

جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا چاہتا۔ یا سلام کرنا چاہتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی اُسے سلام کرتے اور مصافحہ کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کی بڑی عزت اور حرمت فرمایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دینے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بوسہ دیتے۔

جبکہ سرویر کا ناتصالی اللہ علیہ وسلم خیر طلب کرتے ہیں۔ تو ہم دوسروں کو تو ضرور ہی بزرگوں کے دست بوسی سے خیر طلب کرنی چاہیے۔ بزرگوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و

برکت ہے۔ اور جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دے گا تو وہ ضرور بخشا جائے گا۔ اس واسطے کے مشائخ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک ہے۔ جو مشائخ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑتا ہے۔ درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چوتے ہیں کہ شائد کسی مغفور کا ہاتھ میں آجائے۔ جس کی برکت سے وہ بخشنے جائیں۔

جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ۔ جو لوگوں کو پانی پلائے۔ اسے سب سے بعد پینا چاہیے۔ اور اسی طرح کھانا کھائیں۔ میزبان پر واجب ہے کہ۔ خود ہمہن کے ہاتھ بھالائے لیکن پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پاک کرئے۔ اور ہاتھ دھلانے والے پر واجب نہیں کرو وہ بیٹھے۔ خادم پہلے کھانا نہ کھائے۔

### 3۔ حکایات

(1) حضرت جنید بغدادی، جب سجادے پر بیٹھ کر یادِ حق میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا تو وہ چھوڑ چھاڑ کر، اس سے باقی کرنے لگتے اور باتوں ہی باتوں میں، وہ جس حاجت کیلئے آتا، پوری کرتے۔ اور جب وہ واپس چلا جاتا۔ تو آپ تلاوت میں مشغول ہوتے۔

(2) جس وقت حضرت خواجہ شبیل تلاوت میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا، تو آپ فوراً اٹھ کر اس کی دستِ بوسی کرتے اور اس میں مشغول ہو جاتے۔ اور وہ جب تک بیٹھا رہتا اس سے باقی کرتے رہتے اور جب وہ چلا جاتا، تو پھر یادِ الہی میں مشغول ہو جاتے۔

(3) حضرت بابا فرید علیہ الرحمہ اپنی بابت فرماتے ہیں کہ:-

میں جب لوگوں کی آمد و رفت سے تنگ آگیا اور تہائی اختیار کرنا چاہی، تو دل میں خیال آیا کہ، خواجگان نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ سب سے مصافحہ کرتے تھے۔

سو میں چھت پر بیٹھتا اور دونوں ہاتھ یونچ لٹکا دیتا۔ لوگ آکر ہاتھ کو بوسہ دیتے جاتے تھے اور مصافحہ کرتے جاتے تھے۔ کثرتِ ہجوم کی وجہ سے ہر روز تقریباً، دس کرتے پھٹ جاتے تھے۔ جو لوگ بطور تبرک لے جاتے تھے۔ مجھے ان کی حسن عقیدت پر تعجب آتا تھا۔ کہ دیکھو، کیسے رائے

الاعتقاد ہیں۔ اور جمعہ کے دن، جب نماز پڑھ کر واپس آتا تو، لوگوں کی بھیڑ سے ٹنگ آ جاتا۔

مزید فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزیز ہے۔ وہ خلقت میں بھی عزیز ہے۔

4۔ جب انسان پر رنج و مصیبت نازل ہو تو سمجھنا چاہیے کہ کس سبب سے اور کہاں سے نازل ہوئی ہے۔ اور اسے تنبیہ کے طور پر لینا چاہیے۔ جو شخص ہر وقت طاعت میں رہتا ہے۔ اُسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ نہ اس واسطے کہ اُس کی رسی دراز ہوتی ہے بلکہ اس واسطے کہ اُسے ایسے کاموں سے باز رکھا جاتا ہے کہ جو خواری اور بے عزتی کا باعث ہوتے ہیں۔

درد و زحمت بڑی اچھی چیز ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کرتی اور گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور جب لوگ مصیبت میں صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔ یہاں میں صحبت کی علامت ہے اُس کے سبب آدمی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

اس راہ میں عاشقوں نے درد و بلاء کو اپنی خوراک بنایا ہے۔ اور جس دن اُن پر باعث نازل نہیں ہوتی وہ اپنا ماتھ سمجھتے ہیں۔ اور جب کبھی کسی درد و بلاء میں مبتلا ہوتے ہیں تو شکرانے میں بزرگعت نماز ادا کرتے ہیں۔ راءِ محبت میں صادق وہ شخص ہے جو بڑی خواہش سے درد و بلاء کیلئے التماس کرنے کیونکہ درد و محنت عاشق کیلئے اسرار و انوارِ الہی ہے۔ اور جو اس جہاں میں ذرا بھر بھی درد نہیں رکھتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس اس بات کو مذکور کر کے پیغمبر وہ اولیاء اور عاشقوں نے بڑی خواہش سے درد و بلاء کیلئے التماس کی ہے۔

اے درویش! ہم مسافر ہیں۔ اور ہم بلاء کے سر پر بیٹھے ہیں اور ہر بلاء دنیا ہے۔ اچانک ہی ہماری عمر کی بساط پیٹ لی جائے گی اور ہمارا مقام و منزل قبر بنے گی۔

5۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کام میں ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے کام میں ہوتا ہے۔ اس صورت میں مرید کو چاہیے کہ اپنے آپ کو ترقی دے اور بندے کو سمجھنا چاہیے کہ سب درد و محنت اللہ تعالیٰ کی طرف آتے ہیں اور اپنے نفس کا خود طبیب بننا چاہیے۔ اور تصوف کے مذہب اور راہِ سلوک میں، وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں جو یادِ حق میں نہیں۔ اس واسطے کہ وہ جس دم یادِ الہی سے غافل رہتا ہے،

اُسے کیا معلوم ہے کہ، اُس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے، یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

اہلِ تصور صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یادِ حق میں مستغرق ہوا اور ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اور ان لوگوں کے دل جو یادِ الٰہی سے غافل ہیں اب لِ تصور انہیں زندہ شمار نہیں کرتے۔ اور اپنی بابت فرماتے ہیں کہ:-

اسفوس اُس گھری پر۔ جب میں یادِ حق میں بھوں اور کوئی مجھے یاد آ جانے اور میں یادِ حق سے غافل ہو جاؤں

6۔ قرآن شریف کی تلاوت تمام عباداتوں سے افضل ہے اور دنیا اور آخرت میں اُس کا درجہ ملتا ہے اور اُس کے بے شمار فائدے ہیں۔

(1) تلاوت قرآن پاک سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔ ہر حرف کے بد لے ہزار سالہ عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں اُس کے نامہ اعمال سے ہٹائی جاتی ہیں۔

(2) جو شخص دوست سے کلام کرنا چاہتا ہے۔ وہ کلام اللہ میں مشغول ہو۔ جو از عالم میں ہے۔ وہ قرآن شریف پڑھتے وقت انسان پر منکشف ہوتا ہے۔ اور لوگوں کو سخنور اور منہدہ کی نعمت تلاوت قرآن کے وقت حاصل ہوتی ہے۔

ہر روز ستر مرتبہ، انسان کے دل میں سے یہ ندا ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو سارے کام چھوڑ کر تلاوت قرآن پاک کر۔

(3) قرآن مجید پڑھتے وقت کئی آدمی بخشے جاتے ہیں۔

(i) وہ جو، جس نے پڑھنے والے کو پڑھایا ہو۔ (ii) پڑھتے والا۔ (iii) سننے والا، پاس پڑھوئی۔ انسان کو قرآن شریف کی تلاوت میں شغف رہنا چاہیے۔ اس واسطے کے، عاشق اور معشوق میں گفتگو سے باہمی الفت بڑھتی ہے۔ اور جس طرح انسان تہائی میں کامِ اللہ کا ذوق حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تہائی میں قیامت کے دن اُس پر تجلی ہوگی۔

جب انسان قرآن شریف پڑھے تو اُس کے معانی وغیرہ کا خیال رکھے اور اُس وقت کسی مخلوق کا خیال دل میں نہ لائے۔ راہ سلوک میں اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں۔

(4) جب اس طرح سے قرآن شریف پڑھا جائے تو:-

فرشته ایک لاکھ حوروں کے ساتھ۔ پڑھنے والے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ اور وہ فرشته حوروں کو اس طرح کہتا ہے کہ آنکھیں دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتیں۔ پھر وہ فرشته فرط محبت سے اپنا منہ، پڑھنے والے کے منہ پر رکھتا ہے۔ اور جب تک وہ شخص زندہ رہتا ہے۔ فرشته اُس کے ہمراہ رہتا ہے۔ اور پھر وہ فرشته مع حوروں کے اُس کے ہمراہ جنت میں آ جاتا ہے۔

(5) جب کلام مجید کا حافظ، فوت ہو جاتا ہے تو اُسکی جان نوری قندیل میں ڈال کر عرش کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور ہر روز اُس پر ہزار مرتبہ انوارِ تجلی کرتے ہیں۔ قیامت کے روز کلام مجید کے حافظ کو فرمان ہوگا کہ جنت میں جاؤ۔ اور اُس پر الگ تجلی ہوگی۔

(6) انسان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اور امامان دین میں سے، کسی کی زیارت کیلئے قرآنی تلاوت اور ”سورۃ فاتحہ“ کے ختم میں مشغول ہونا چاہیے۔ تاکہ کلام اللہ اور آن کی روحوں کی برکت سے، اُس کے دینی و دنیاوی کام بخوبی سرانجام ہوں۔ اس کو عزت و مرتبہ حاصل ہو۔ وہ صاحبِ قرب ہو جائے اور اُسے اسرارِ تجلی حاصل ہوں۔

7۔ علم اور علماء سے محبت۔ (1) رسول خدا فرماتے ہیں کہ جو شخص علم اور علماء سے محبت کرتا ہے۔ اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔ پچھی محبت آن کی پیروی میں ہے۔ جب کوئی آن سے محبت کرے گا تو ضرور آن کی متابعت کرے گا۔ اور ناشائستہ حرکات سے باز رہے گا۔ اور جب یہ حالت ہوگی تب اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(2) علماء اور مشائخ کی دوستی رسول خدا کی دوستی ہے۔ ابلیس یعنی، سب کو دھوکا اور فریب دے جاتا ہے۔ لیکن علماء اور مشائخ کو نہیں دے سکتا۔ اس واسطے کبھی علماء اور مشائخ کی دوستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ اور جس دل میں علماء اور مشائخ کی محبت ہو اس کے خرمن گناہ کو آن کی محبت کا

ایک ذرہ جلا کرنا چیز کر دیتا ہے۔

(3) علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ اور مشائخ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ۔ اگر علماء اور مشائخ کی برکت جہان میں نہ ہوتی تو لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے ہر روز ہزاروں بلاعیں نازل ہوا کرتیں۔ اور ابیل زمین کی زندگی علماء اور مشائخ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ جب بالائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں تو اُس شہر پر کم نازل ہوتی ہیں۔ جس میں علماء اور مشائخ ہوں۔ اُس شہر پر ہزارافسوس ہے۔ جس میں علماء اور مشائخ نہ ہوں۔

(4) رسول خدا نے اپنی امت میں سے انہی دو گروہوں پر فخر کیا کیونکہ وہ یعنی علماء اور مشائخ، دین کے ستون ہیں۔ جو ان کا ہو، رہتا ہے وہ عذاب قیامت سے رہائی پا جاتا ہے۔

(5) حدیث میں آیا ہے کہ، ایک عالم فتنہ ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے۔ جو راتوں جا گئیں اور دن کو روزہ رکھیں۔

عالم کی ایک دن کی عبادت اور اُس کی عبادت کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے جو عالم نہ ہو۔ جب عالم یا شیخ فوت ہو جاتا ہے تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، اس کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

8۔ مراتب، خانقاہی راشدین، بنیسر حضرت خواجہ عثمان احمد رفی، بحوالہ، انہیں الارواح۔

حضرت جبرایل نے حضور گیو عرض کی کہ حکم الہی یوں ہے کہ۔

(1) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم پر جتنے بال ہیں۔ آپ کی امت میں سے اُسی قدر آدمیوں کو ہم نے دوزخ کی آگ سے نجات دی اور اُسی قدر ثواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کیا۔

(2) جس قدر ریس، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے ان پندرہ، آزاد کردہ غلاموں کے بدن میں ہیں، ان سے پچاس گزنا، آپکے امتی میں نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیے اور اُسی قدر ثواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا۔

(3) جتنی رگیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُن سو آزاد کردہ غلاموں کے بدن میں ہیں، اُن سے سو گنا آدمی، میں نے آپ کی امت کے بخش دیے۔ اور اُسی قدر ثواب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنائت ہوا۔

(4) ہمارے علیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں۔ ہم نے دنیا میں اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں۔ تیری اور علیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضاۓ پر ہم نے ہر عالم میں سے دس ہزار کو دوزخ کی آگ سے نجات دی مزید فرمایا کہ: لائق فرزند وہ ہے جو کچھ، اپنے پیر کی زبان سے سنے۔ ہوش کے کانوں سے سنے اُسے بجالائے۔ اسے اپنے شجرہ میں لکھ لے۔ تاکہ شرمندہ نہ ہو۔

## 5۔ حصولِ رزق

(1) مردِ خدا ہی ہے۔ جو ذرۂ بھر بھی راہِ خدا سے باہر نہ ہو۔ اور رزق کی خاطر کبھی پریشان نہ ہو۔ اور شریعت و طریقت میں صادق بندہ وہ ہے۔ جور و زی سے دل نہ لگائے۔ بلکہ فارغِ ولی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے۔ اور جان لے کہ جو کچھ میرے مقدار میں ہے وہ مجھے مل کر رہے گا۔ اور اُس سے کچھ ذرۂ بھر بھی کم نہ ہو گا۔

(2) نعمت کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے۔ جور و زی سے دل نہ گائے کہ آج تو میں نے کھالیا ہے۔ کل کیا کھاؤں گا۔ اور ایسے اشخاص کو، اصحاب طریقت بے دین اور بد دیانت کہتے ہیں۔

(3) اہلِ سلوک لکھتے ہیں کہ، جس طرح سوت انسان کو ڈھونڈتی ہے اور اُس کے کندہ ہے پکھی ہے، اسی طرح رزق بھی لکھا ہوا ہے اور وہ انسان کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جہاں کہیں آدمی جاتا ہے، رزق اُس کے ہمراہ بتاتا ہے۔ اور اگر بتھتا ہے تو رزق بھی اُس کے پاس ہی بتھتا ہے۔

(4) مولیٰ کا طالب بن، تاکہ جو کچھ مولیٰ کی ملک میں ہے۔ وہ تیری طلب کرئے۔ کیونکہ جو شخص مولیٰ کی طلب میں ہوتا ہے اور وہ دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتا، تو دنیا ہزار آرزو سے اُس کے بھیچے پڑتی ہے اور وہ اُس سے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُس سے پڑتی ہے اور وہ اُسے آنکھ

اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُس سے اس طرح بھاگتا ہے، جیسے مسلمان مردار سے۔ اور جب کوئی مسلمان، دنیا طلب کرتا ہے، تو وہ ہرگز اُس کو نہیں پاسکتا۔ بلکہ وہ اُس سے اس طرح بھاگتی ہے، جیسے مسلمان مردار سے۔

دنیا آخرت کی کھیتی سے مراد یہ ہے کہ، اُس میں صدقہ زکوٰۃ اور سخاوت کرنے اور آئندہ کیلئے کچھ بولے تاکہ پھل اٹھا سکے۔

(5) جتنے متوكل ہیں انہیں رزق وغیرہ کاغم ہے اور نہ اندریشہ اس واسطے کے، جو کچھ قسمت میں ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔ تو پھر غم اور اندریشہ کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ درویش اگر سو سال بھی مارا مارا پھرئے اور اپنے حصے سے بڑھ کر رزق طلب کرنے تو، مقدر سے زیادہ، ذرۂ بھر بھی نہیں ملے گا۔ اے درویش! جہاں تو جائے گا، پروردگار۔ تو ہی ہے وہ تو نہیں بدل جائے گا۔ جو کچھ اُس نے لکھ دیا ہے وہ پہنچا دے گا اہلِ سلوک، جسے دیکھتے ہیں کہ رزق کیلئے پریشان ہے توہ درویشوں کو حکم کرتے ہیں کہ، اسے اسکی گردان سے پکڑ کر خانقاہ سے نکلا دو۔ کیونکہ وہ بداعت قاد اور توکل سے بے بہرہ، درویش ہے۔

### (6)۔ رزق چار قسم کا ہے۔

(i) رزق مفہوم = یہ وہ ہے جو قسمت میں اس کے اندر لوچ محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ اور وہ ضرور ملے گا۔

(ii) رزق مذموم = یہ وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اُس پر صبر نہ کرنے جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے۔

(iii) رزق مملوک = یہ وہ ہے کہ، نتمدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے۔ جس کے پارے میں سالکوں نے کہا ہے کہ، تجارت وہ شخص کرتا ہے، جیسے حق تعالیٰ کے فضل، کرم سے انکار نہ ہو۔ مگر درویش کیلئے مناسب یہی ہے کہ، جو نتمدی یا اسباب اسے ملے،

سب راہ خدا میں صرف کر دے اور ذرا بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

(۱۷) رزق موعود = یہ وہ ہے کہ، جس کا اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے وعدہ کیا ہے۔ یعنی، نیک لوگوں کو رزق کے اندر یہ سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ، اللہ تعالیٰ نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ اُن کو بے مانگے رزق پہنچے گا۔ اور جو ان کی ضروریات ہیں، اُن کو مہیا کی جائیں گی۔

## 6- توبہ

توبہ کی تین قسمیں ہیں

(۱) ماضی = یہ کہ دشمنوں کو راضی کرئے اور توبہ کرتے وقت معدۃت کرتے = (۲) حال = یہ کہ، کیسے ہوئے گناہ سے مذمت حاصل ہو = (۳) مستقبل = یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنے =

حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کیلئے توبہ کرنی فرض ہے اور خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ میں نے توبہ فرض کر دی، جب تک خلقت اس جہان میں ہے اور جب تک تیرست فرزند توبہ کریں گے میں ان کی توبہ قبول کروں گا۔ مرنے سے پہلے توبہ کرلو۔ پھر بعد میں افسوس کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ حدیث میں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مغرب کی طرف، راست کی توبہ کیلئے ایک دروازہ بنایا ہے۔ جسکی فرائی ستر سال کی راہ کے برابر ہے۔

توبہ دو قسم کی ہے۔ ایک توبہ نصوحی، یہ کہ اُس کے بعد انسان گناہ کے نزدیک نہ پہنچے۔ دوسری توبہ یہ ہے کہ انسان دن رات توبہ کرے اور توڑا لے اور ایسی توبہ اچھی نہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شاہ علیہ الرحمہ نے توبہ کی چھ اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جو یہ ہیں:-

(۱) دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ (۲) نفس کی توبہ (۳) آنکھ کی توبہ (۴) کان کی توبہ (۵) ہاتھ کی توبہ (۶) پاؤں کی توبہ۔

(۱) دل اور زبان سے توبہ = جب توبہ میں دل سے تصدیق نہ کرئے۔ اور زبان سے اقرار

نہ کرئے تو، توبہ درست ہو، ہی نہیں سکتی۔ اس واسطے کہ جب دل میں دنیا کی دوستی، کھوٹ، حسد، دکھ، ریا، فحش اور براہی وغیرہ، رہے اور وہ اس سے پاک نہ ہو جائے اور سچے دل سے ان معاملات سے توبہ نہ کرئے تو اس کی توبہ شمار نہیں ہوتی۔

مثلاً ایک شخص گناہ لر رہا ہے اور اُسی وقت توبہ حجاب اور آفت کا موجب ہوتی ہے۔ جب تک ان شہوات اور خواہشات سے توبہ نہ کرئے اور تمام آعضاء کو پاک نہ کرئے تو ہرگز کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

= زبان = زبان خاص کر ذکر اور قرآنی تلاوت کیلئے بنائی گئی ہے اور اگر تو آخرت میں اپنے آپ کو سلامت لے جانا چاہتا ہے تو ناشائستہ لفظوں سے اپنی جان کو بچا۔ جب صحیح ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان، اگر تو اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھے گی تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

زبان کی توبہ یہ ہے کہ تو، توبہ کے بعد زبان کو ہر ناشائستہ کلام سے دور رکھے اور بے ہودہ بات نہ کرئے اور نہ کہنے والی باتوں سے توبہ کرئے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ، تازہ وضو کر کے دو گانہ ادا کرئے پھر قبلہ رخ بیٹھ کر یہ دعا کرئے کہ:-  
پروردگار، میر، میر ازبان کو بُرا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا کسی اور بات کے کہنے پر، اسے جاری نہ کر۔ اور جن باتوں میں تیری رضا نہیں، ان کے بیان کرنے سے باز رکھ۔

جب عالم نورانی سے تجلی اللہ کے اسرار و انوار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں اور جب زبان اور دل آپس میں موافق ہو جاتے ہیں تو پھر عشق کے انوار وہاں مکان کرتے ہیں اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے موافق نہیں تو محبت کے انوار وہاں سے واپس چلے آتے ہیں۔ اور ایسے دلوں پر جاتے ہیں جو زبان سے موافق ہوتے ہیں۔

(2) نفس کی توبہ = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

میں اپنی حکمت سے اُسے مخلوق کے درمیان معزز کروں گا جو، دایکر دنیا و محبت سے

محفوظ رکھتا ہے اور جو اپنے نفس کو نظر بازی سے محفوظ رکھ سکے۔ اسے ترکِ گناہ سے معزز بناؤں گا جو میرے سواب کو بھول جائے گا اور اُسے روزِ قیامت بھی معزز بناؤں گا۔ سب سے بڑی صادقت یہ ہے کہ، انسان اپنے نفس پر سکھرائی تو، تاکہ نفس شہوت رافی نہ کر سکے۔ اور اس کام کیلئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ یہی درویش کے کام کا خلاصہ اور درویش کا جو ہر ہے۔

نفس کی توبہ یہ ہے کہ، نفس کو تمام خواہشات اور ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے۔ اور نفس کی خواہش کے مطابق کام نہ کیا جائے۔ اور ان سب امور سے توبہ کی جانے جو اس زمرے میں آتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ، جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشاتِ نفس کو روکے تو اُس کا مقام جنت میں ہو گا۔

(3) آنکھ کی توبہ = آنکھ کی توبہ تین قسم کی ہے۔

(1) ممنوعہ اشیاء کے دیکھنے سے (2) اگر مسلمان بھائی کوئی عیب کرے اور وہ کچھ دیکھ لے، تو اس سے توبہ کرئے کہ میں نے کیوں دیکھا (3) اگر آنکھ دیکھ لے تو کسی کے آگے بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہے کہ جب اُسکی آنکھ میں مشاہدہ حق کا سرمه لگ جائے تو آنکھ بند کرے اور غیر کی طرف نہ دیکھے۔ اور صرف روزِ قیامت تجھنی حق کو ہی دیکھے اور وہ بھی اُس وقت جب دوست اُس کی منت کرے۔ کہ اب آنکھ کھل۔ تب کھونے دوسرے یہ کہ، جس آنکھ نے دوست کا جمال دیکھا ہو، حیف ہے کہ پھر وہ کسی اور کو دیکھے اور اگر وہ دیکھے تو اسکا اندازہ ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ قیامت کے دن جب اُنہوں تو جمالی دوست ہی میں آنکھ کھولے۔

(4) کان کی توبہ = کان کی توبہ یہ ہے کہ تم اس ناقابل شنید باتوں سے توبہ کرئے اور کوئی ممنوعہ شے نہ سنے۔ پھر اس کی توبہ شمار ہو گی۔ انسان کو جو قوتِ ساعت دی گئی ہے تو اس واسطے کے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ سنے۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جا رہا ہو، کان لگا کر نہ سنے۔

نہ اس واسطے کے، جہاں برائی، تمسخر اور سخراو غیرہ ہو رہا ہے۔ اس واسطے کے حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو اس قسم کی آوازیں سنے گا، روزِ قیامت سیسہ پکھا کر اس کے کانوں میں ڈالا جائے

گا۔ پس اے درویش، درویشوں۔ نہ اپنے آر کو خاتمت سے اور اس کی صحبت سے دور رکھا ہے۔ اور تنہائی اختیار کی ہے۔ تاکہ ناقابل شنیدنا تھیں نہ سنیں۔ یہی کان کی توبہ ہے۔

(5) ہاتھ کی توبہ = ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ چھوٹی جائے۔ جس کا پکڑنا منع ہے۔ اور ایسی تمام باتوں سے پرہیز کرنے جو اس زمرے میں آتی ہوں اور ان سے توبہ کرئے۔

(6) پاؤں کی توبہ = پاؤں کی توجیہ یہ ہے کہ جس مقامات پر جانا مناسب نہیں وہاں نہ جایا جائے اور خواہش سے پاؤں باہر نہ رکھے۔ کہ اس کی توبہ، توبہ شمار ہو۔

حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا تنج بخش علیہ الرحمہ اپنی کتاب کشف الجب میں فرماتے ہیں کہ = آداب تجروہ میں یہ شامل ہے کہ، آنکھ ناشائستہ چیزوں پر نہ ڈالے۔ ناقابل شنیدی چیزوں کو نہ سے۔ ایسی چیزوں کے متعلق نہ سوچے، جو سوچنے کے لائق نہ ہوں۔ نفسانی خواہش کی آگ کو بھوک۔ ہے فرد کرنے۔ ذل کو دنیا اور دنیا کی دلچسپیوں سے بچائے۔ اپنی خواہش نفس کو علم اور الہام نہ کہے۔ شیطانی شعبدوں کی تادیل نہ کرنے۔ اور یہی مقبول طریقت ہونے کا راستہ ہے۔

## 7۔ گودڑی، صوف، خرقہ، گلاہ

(1) گودڑی اور صوف ان بیاء کا لباس ہے۔ پس اے درویش، یہ لباس ایسے شخص کیلئے جائز ہے جس کا ظاہر و باطن بُری صفات سے خالی ہو۔ اس لیے کہ صوفی وہ شخص ہے جس میں دنیاوی یا بشری کسی قسم کی آلاش یا کدورت نہ ہو۔ اور خرقہ وہ شخص پہنتا ہے جو دونوں جہان سے قطع تعلق کرنے اور اپنے پیروں اور مشائخ کے طریق کار کا پابند ہو۔ اور اگر تو خرقہ پہننا چاہتا ہے تو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر پہن، نہ کہ خلقت کو رکھانے کیلئے۔ تاکہ وہ تیری عزت کریں۔

(2) اس راہ میں، پیر میں ذاتی قوت ہونی چاہیے تاکہ اگر کوئی مرید سونے کی خاطر حاضر ہو تو وہ نور معرفت سے اس کے قلوب بذریعہ کو دیکھے اور دنیاوی غم و عشق سے صاف کر کے چند مدت

اپنے پاس رکھ کر اسے مجاہد کا حکم کرئے۔ پھر جب اُس میں حرص و ہوا کی کدورت باقی نہ رہ جائے، تو پھر اگر اُس کو خرقہ دے تو جائز ہے۔ اور خرقہ اور کلاہ اس کو دینا جائز ہے، جس نے اپنے آپ کو مجاہدے اور محبتِ اولیاء میں پاک کر لیا ہو۔

(3) جو شخص خرقہ پہن کر خرقے کا حق ادا نہ کرئے تو، نہ وہ شخص قابل اعتبار ہے اور نہ ہی وہ خرقہ۔ قیامت کے روز کئی ایسے خرقہ پوش بھی ہوں گے، جن کے لگے میں آگ کے خرقے پڑے ہوں گے خرقہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس جو شخص بے خرقہ ہے بے صحت اور بے ارادت ہے۔ اور اگر کسی کو مرید بناتا ہے تو وہ خود گمراہ ہوتا ہے نہ کہ مرید۔

(4) خرقہ کی ابتداء حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہوئی، جس روز ان کو ڈھینگی میں رکھا گیا۔ تو حضرت جبرایل نے بحکم خداوندی ان کو بہشتی خرقہ لا کر پہنایا۔ پھر وہی خرقہ علی الترتیب، حضرت الحق، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف کو پہنایا گیا۔ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خرقہ عطا ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

(5) گودڑی پہننے کی ابتداء بھی خرقہ کی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ہوئی۔ جو کہ سیاہ رنگ کی، حضرت جبرایل نے ان کو لا کر دی، اور ان کو خداوند تعالیٰ کا یہ پیغام بھی سنایا، کہ یہ گودڑی ہم نے خاص تیرے لیے جنت میں بنائی ہے، اسے پہن لو اور اپنے فرزندوں میں اس کا رواج کرنا اور آخری پیغمبر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تک پہنچانا۔

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا، تو آپ نے وہ گودڑی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنانت فرمائی اپنے امت تک پہنچانے کا حکم صادر فرمایا۔

(6) یہ لباس اُس شخص کیلئے جائز ہے، جس کا ظاہر و باطن، دنیاوی آلاتشوں سے بالکل صاف ہو، اور اہل صفحہ، وہ درویش ہے کہ جب وہ انبیاء اور اولیاء کا لباس پہنے۔ تو اُس کا حق بھی ادا کرنے تاکہ قیامت کو شرمندہ نہ ہو۔

(7) جب درویش صوف پہن لے تو، اُس پر واجب ہے کہ وہ گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار،

کرئے اور دولتمندوں سے ملنا جانا چھوڑ دے۔ جب تک صوفی کا دل غل و غش، حسد و کینا، جریس و ہوا اور تکبر و ریاء، سے پاک نہ ہو جائے اُسے صوف اور گودڑی پہنانا جائز نہیں۔

جب صاحبِ تصوف، گودڑی کو عہدے اور اپنے اقتدار کا وسیلہ بنائے تو وہ جسمانی، رہا، بندی ہے۔ جو شخص حرام اور مشتبہ لقے سے پرہیز نہیں کرتا اور با دشایوں کی صحبت نہیں پیو رہتا، اسے گودڑی اور صوف پہننے کی اجازت نہیں۔

(8) حضرت آدم کو صفائی اللہ، اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے علم ملؤی میں نہ بنتھے ف کو قبول کیا۔ اور ابلی تصوف کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔ جو شخص اس لباس کی بے عنانی نہیں کرتا۔ دنیا میں مشروعہ آمدی سے زیادہ حریصوں کی طرح لا ج نہیں کرتا وہ صابر اور متولی ہے۔ گودڑی اور صوف کے رنگ میں اختلاف ہے بعض مشائخ کی رائے میں مرثیہ پہنچے۔ کیونکہ یہ شیطانی لباس ہے۔

## کلاہ = (عمامہ)

(1) کلاہ دو قسم کی ہے، ایک لاطیہ، جو سر سے ذرا نیچے کی ہے۔ دوسرا ناشرہ جو سر سے اوپر انھی رہے۔ لاطیہ قسم کی کلاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے سر مبارک پر رکھی ہے اور ناشرہ، جو سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اسے بعض مشائخ اپنے سر پر رکھتے ہیں، جسے حضور ﷺ نے بہت کم اپنے سر مبارک پر رکھا ہے۔

(2) کلاہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے۔ حضرت جبرايل جنت سے چار کلاہ لائے اور حضور ﷺ کو دیے اور عرض کی کہ پہلے خود سر مبارک پر کرو اور پھر جیسے مرضی ہو دوا اور اپنا خلیفہ بناؤ۔ لہذا حضور ﷺ نے ان کو پہلے خود، اپنے سر مبارک پر رکھا اور پھر ایک گوشہ کلاہ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنائت فرمایا۔ اور فرمایا کہ، یہ آپ کا کلاہ ہے۔ جیسے مرضی ہو عطا کرنا۔ پھر دو گوشہ کلاہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عنائت کر کے فرمایا کہ، یہ آپ کا کلاہ ہے، جسے چاہیں

عنائت کریں۔ پھر سہ گوشہ کلاہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عنائت فرم اور پھر چہار گوشہ کلاہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ، اے علی رضی اللہ عنہ، یہ کلاہ تیرا ہے۔ صوفیا میں سے جسے چاہے عنائت کر۔ اور مجھے یہی فرمان تھا کہ چہار گوشہ ٹوپی علی رضی اللہ عنہ کو دینا۔

(3) ٹوپی سر پر لینا تو سہل ہے، لیکن اُس کے احکام و شرائط بجا لانا بہت مشکل ہے۔ اور اگر اُس کے احکام و شرائط کا ایک ذرہ بھر بھی بجانہ لائے تو وہ جھوٹا مند عی خمہرتا ہے۔ نہ کہ صدق اور راست گو۔

(4) کلاہ سر پر وہ شخص رکھتا ہے جو دنیا سے بالکل قطع تعلق کرئے اور دولت مندوں اور اہل دنیا کی صحبت ترک کر دے۔ اور کلاہ کا جو حق ہے وہ ادا کرئے۔ تا کہ روزِ قیامت حضور ﷺ خلفاء اور مشائخ طبقات سے شرمندہ نہ ہو۔

(5) پیر کو کلاہ اُس شخص کو دینی چاہیے جس کا ظاہر و باطن روشن ہو۔ جب کوئی کلاہ کا خواستگار ہو تو پیر پہلے نورِ معرفت سے اُس کے باطن کو دنیاوی آلاتشوں سے صاف کرئے اور جب اُس کا ظاہر و باطن صاف ہو جائے اور کسی قسم کی کوئی آلاتش باقی نہ رہ جائے تو پھر کلاہ دے۔ اگر ایسا نہ کرئے گا تو پیر خود بھی گمراہ ہو گا اور مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔

(6) اہل کلاہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے سر نہیں بُجھاتے۔ اور اے درویش، اتنے اہل خرقہ و کلاہ، جو روزی کی خاطر در بدر پھرتے ہیں اور روٹی کے محتاج ہیں اُس کی یہی وجہ ہے کہ وہ بد دیانت ہیں۔

جب کسی اہل کلاہ کو بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا دیکھے تو اُس سے کلاہ چھین لینی چاہیے۔ اہل کلاہ کو کلاہ، سزا تو دیتی ہے لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سزا انہیں کہاں سے ملی ہے۔ اگر وہ کلاہ کا حق ادا کریں تو کبھی بے یقینی کا نشان تک اُن میں نہ پایا جائے اور دنیا اور آخرت میں بالکل محفوظ رہیں۔ اور اہل کلاہ کی جو بے عزتی ہوتی ہے وہ اسلیے کہ وہ کلاہ کا حق ادا نہیں کرتے۔

(7) اے درویش، کلاہ کے چار گوشے ہیں۔

پہلا شریعت کا، دوسرا طریقت کا، تیسرا معرفت کا اور چوتھا حقیقت کا، پس جوان چار خانوں میں استقامت کرئے گا اُس کیلئے کلاوہ سر پر کرنی جائز ہے۔

(8) اے درویش، جب تک تو چار عالموں سے اپنے آپ کو نگاہ میں نہیں رکھ سکتا، تیرے لیے کلاہ پہنانا واجب نہیں۔ جو یہ ہیں۔ اول عالم چشم، یعنی آنکھ کو تمام ناقابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔ دوسرے عالم گوش یعنی کانوں کو ناقابل شنید باتوں کے سننے سے روکے۔ تیسرا عالم زبان، جب تک زبان کو گونگا نہ بنائے، کلاہ کا مستحق نہ ہو گا۔ چوتھے عالم دست و پائے۔ یعنی جب تک ہاتھ اور پاؤں کو ممنوعہ افعال سے نہ روکے گا، کلاہ کے لائق نہ ہو گا۔

(9) کلاہ کے مزید چار خانے ہیں۔ پہلا اسرار و انوار کا۔ دوسرا محبت و توکل کا۔ تیسرا عشق و اشتیاق کا۔ چوتھا رضاہ اور موافقت کا۔ جو کوئی شخص کلاہ سر پر کرتا ہے تو یہ چاروں امور اس کی چوٹی میں جمع ہونے چاہیں۔

(10) کلاہ اُس کے سر پر کرنی جائز ہے جو (i) اٹھارہ ہزار عالم سے بیزار ہو (ii) دنیا و ما فیہا کو تین طلاق دے (iii) اپنا تمام مال و اسباب را خدا میں صرف کر دے اور اپنے لیے کچھ بھی بچا کرنے رکھے

(11) کلاہ پوش، جس قدر طاعت و عبادت و مجاہدہ کرتا ہے اُسی قدر اس پر رحمت حق کا سایہ ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ کلاہ رحمت الٰہی کا سائبان ہے۔ اور انسان اُس وقت تک خدار سیدہ نہیں ہو سکتا، جب تک کلاہ نہ پہنے اور کسی کا مرید نہ بنے۔ اور بہت مجاہدہ نہ کرئے۔ دین و دنیا کی سعادت کلاہ میں رکھی ہے۔ جو اسے پہن کر اُس کا حق ادا کرتا ہے۔ اُسے دین و دنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

(12) جس نے فقراء اور اہل تصوف کے بارے میں، حسد و کینے سے اس واسطے کام لیا کہ وہ متقد میں کی باتوں کی تحقیق کرئے تو سمجھ لو کہ، اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور

اُس پر فقر کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہو گا۔

اے درویش، فقر اور تصوف تو بہت ہیں اور بے شمار ہیں لیکن ان مقامات کو غل و غش باطل کر دیتے ہیں۔ اور غل و غش اُس وقت پیدا ہوتے ہیں، جب صاحب تصوف کے دل میں دنیاوی مرتبے اور مال و دولت کا خیال آئے۔

(13) درویش خلق کو کلاہ، اس وقت عنانست کر سکتا ہے جب اُس میں یہ چار باتیں پائی جاتی ہیں۔ (i) قضائے حاجت کے سوا مصلے سے نہ اٹھے۔ اور کثیا کا دروازہ کسی کیلئے کھلانہ رکھے۔ مگر اُس وقت جب کہ عالم غیر سے کوئی چیز میسر ہو۔ (ii) جب کوئی کلاہ کیلئے ملتمن ہو، تو جب تک نورِ باطنی سے اُس کے ظاہر و باطن کو روشن نہ دیکھے لے، کلاہ نہ دے۔ (iii) اُس کے مجلس خانے میں علم کا چرچا ہو۔ اور جب کوئی کسی چیز کے متعلق اُس سے سوال کرے تو فوراً اشافی و کافی جواب دے اور یہ نہ کہے کہ فلاں کتاب میں دیکھو۔ (iv) اُسے ولائت حاصل ہو۔ یعنی مرید کا ہاتھ پکڑتے ہی اُسے خدار سیدہ بنادے۔ اور وذانت کسی کو نہ کر سرے۔ اور اگر کوئی بھی لاکن نہ ملے تو سب ہمراہ لے جائے۔

= پیر و مرید = 8 =

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اپنی کتاب راحت القلوب، مرتبہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں فرماتے ہیں کہ: شیخ دایہ کی طرح ہوتا ہے اور مرید پیچے کی طرح۔ لیکن اگر کسی کا شخص کامل نہ ہو تو اہل سلوک کی کتاب کو پیش نظر رکھئے اس کی متابعت کرئے تاکہ ارادت اور مقرارض کے برابر ہو۔ جس نے سعادت حاصل کی خدمت سے کی، اور جب تو درویشوں کی خدمت نہ کرئے گا کبھی مقام پر نہ پہنچے گا۔ ایک روز پیر کی خدمت کرنا بے صدق ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

پیر کا فرمان، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے۔ پس جو پیر کا فرمان بجالاتا ہے گو

یا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بحالاتا ہے۔ اور مرید کو چاہیے کہ وہ پیر کا فرمان، دل و جان سے بحالائے۔ اور اگر ساری عمر پیر کے ہمراہ، حج کی راہ میں پیر کو سر پر اشائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

جس شخص کو اپنے پیر کے حق میں نیک عقیدہ نہیں وہ مرید ہی نہیں۔ اور شیخ یا پیر ناراض ہو کر جہاں کو درہم کر سکتا ہے۔ اور درویش جب درویشوں کے پاس آتے ہیں تو طاقت نہیں، تو بہتر ہے کہ وہ مرید نہ بنائے۔

(2) جو پیر اہل سنت والجہ عست کے طریق پر نہ بند نہیں۔ یا اس کے افعال و اقوال، حرکات و سکنات اور طریق کا رقرآن و حدیث کے مطابق نہیں تو وہ پیر نہیں، بلکہ وہ اس راہ میں راہزن ہے۔ بہت سے مرید جو گمراہ ہوتے ہیں تو اس کا بھی سبب ہوتا ہے کہ ان کے ہدایات نہیں ہوتے۔

(3) جو درویش ابھی ستر پر دوار میں ہے اور اُسے ذہن بھی روشنی نصیب نہیں، اور خلقت سے گوشہ گیری حاصل نہیں۔ اور خود اسی مفتر افسوس اور خرقہ کی رسوم سے باقی نہیں؛ اور وہ را کو مرید کرنا چاہتا ہے تو وہ جان لے کر وہ صرف اُسے زور بخی، پلک، خرد بھی گمراہ ہے اور وہ مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔

(4) درویش کو عالم صاحبِ قوت ہونا چاہیے تاکہ مفتراض اور خرقہ کی رسوم میں اہل سنت و الجماعت کے خلاف نہ کرے۔

فقیر کیلئے اہل دنیا سے میں جوں خالی از نقصان نہیں۔ اسکی راہ کے چلنے والے کو بغیر ضرورت گھر سے نہیں نکلنا چاہیے اور وہ بلا ضرورت یا تباہی نہ کرے۔ پھر اپنی بندگی کی تاثیر دیکھے کہ، اُس میں کس قدر روشن ضمیری پیدا ہوئی ہے۔

(5) مفتراض میں اس قدر کام ہیں کہ ہر چندیں اُن کو نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ یہاں پر کام، حسن ارادت اور کمالیت سے ہے۔ اس واسطے کہ مفتراض سیر الحی ہے اور قطع علاقہ ہے۔ اور اس راہ میں بغیرِ مجاهد و اور مشتقت، قبولیت کا اثر نہیں ہے۔

### 3۔ ہدایات

(1) پیر، جمعرات یا سوموار کے روز نمازِ چاشت کے وقت۔ خدا کے پیاروں اور نیک مردوں کو جمع کرنے پھر قبلہ رخ ہو کر سجادے پر بیٹھے، پھر دور کعت نمازِ استخارہ ادا کرنے۔ پھر مرید کو سامنے بٹھا کر، متبرک آیات پڑھ کر اُسے دم کرنے۔ اور ان آیات کو پڑھنے سے قبل، مرید سے کہے کہ وہ استغفار پڑھے اور مرید کے منہ میں ڈالے اور یہ نیت کرنے کہ، اے پور دگار، اپنے اس بندے کو اپنی راہ کی طلب میں، اُس کے ذوق سے شیر میں بنا۔

(2) پیر، قبلہ رخ ہو کر مقراض لے اور کوئی خیال دل میں نہ لائے پھر بلند آواز سے، تین مرتبہ تکبیر یا لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، کہے پھر ایک مرتبہ چہارم کلمہ (کلمہ توحید) پڑھے پھر اکیس مرتبہ ”درود شریف“، اور اکیس مرتبہ ”استغفار“، پڑھے پھر، مقراض سے سامنے کا بال کترے اور کہے کہ، اے بادشاہ، یہ تیری درگاہ سے بھاگا ہوا بندہ تھا۔ اب تیری غلامی میں آنا چاہتا ہے اور تیرا حلقة بگوش بننا چاہتا ہے۔ پھر دائیں طرف کا ایک بال اور پھر بائیں طرف کا ایک بال کاٹے پھر پیر، اگر خلوت کے لائق ہے تو خلوت اختیار کرنے، نہیں تو سکوت اختیار کرنے اور پھر تلقین کرنے۔

(3) مقراض چلانا حضرت ابراہیم نے شروع کیا جسکی تلقین حضرت جبرایل نے کی اور مقراض کی روائت حضرت خواجہ حسن بصری نے حضرت علی سے فرمائی ہے اور حضرت علی اہل صفحہ کے خلیفہ ہیں۔ اس طرح مقراض چلانا دوسرے طریقوں سے بہتر ہے۔

## 9۔ آداب سماع۔ بحوالہ، کشف المحبوب

”از حضرت داتا گنج بخش، علی ہجوری علیہ الرحمہ“

شعر نہنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، نے اشعار نے ہیں، اور اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، نے بھی اشعار نے اور کہے ہیں۔ (1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”ان من الشعور لحكمة“ ”الحكمة ضالة المؤمن حيث وجدها فهو حق بها“

یعنی۔ بعض اشعار حکمت ہیں حکمت مومن کی کھوئی ہوئے چیز ہے، جہاں ملے، وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ۔ اب ل عرب میں، سب سے سچا کلام بعید شاعر کا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعر کے متعلق دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ:- ”کلام حسنہ و قبحہ قبیح“۔ یعنی۔ شعروہ کلام ہے کہ، اس کا مضمون اچھا ہو تو شعر اچھا ہے، اور بُرا ہو تو شعر بُرا ہے۔

(ii) خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، ”قَرِيزِيدْ فِي الْخَقْ مَا يَشَاء“۔ یعنی وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے، زیادہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ ”رَيْنُوا أَصْوَأْ تُكُمْ بِالْقُرْآن“، یعنی، قرآن مجید پڑھتے وقت اپنی آوازوں کو سنوارو۔ ”من ارادن فلیستمع صوت دائود، فلیستمع صوت ابی موسی' الاشعري“ یعنی جو حضرت دائود کی آواز سننے کی تمنا رکھتا ہو وہ حضرت ابو موسی' الاشعري کی آواز نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:-

میرے پاس ایک کنیز گارہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، جب کنیز کو علم ہوا، اور ان کی آہٹ سنی تو وہ بھاگ گئی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسکرانے کا سب پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، ایک کنیز گارہی تھی تمہارے پاؤں کی آہٹ سن کر بھاگ گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، میں یہاں سے نہیں باوں گا جب تک وہ چیز نہ سن لوں، جو حضور ﷺ نے سن تھی۔ تو حضور ﷺ نے کنیز کو بلا یا، وہ گانے لگی اور حضور سنتے رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الشریعہ، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے مجھے شعر پڑھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ کیا، امیہ ابن ابی الصلت، کے اشعار سن سکتے ہو، میں نے سوا اشعار سنائے۔ ہر شعر کے بعد حضور ﷺ فرماتے اور سناؤ۔ آخر میں فرمایا، امیہ اپنے اشعار میں قریب قریب مسلمان تھے۔

(iii) گمراہی میں بہتالوں نے کلامِ حق سناؤ دہ مزید گمراہ ہو گئے۔ جیسا کہ،  
نظر بن الحارث، نے کلامِ پاک سُن کر کہا کہ،  
هذاً أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ.

یعنی، یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ایک جماعت نے  
”لَا تُدِرِّكُ كُنْهُ الْأَبْصَارِ“

کو ردہت باری کی نفی کی دلائل بنالیا۔ ایک دوسری جماعت نے  
”ثُمَّ أَسْتَوْيَ عَلَيَّ الْعَرْشِ“

کو جہت و مکان کا ثبوت کیجھ لیا۔ ایک تیسرا جماعت نے۔

”وَجَاءَ رَبُّكَ وَالَّذِيْكُ صَفَاً حَصَفاً“

کو حق تعالیٰ کی آمد پر ہا کہ کبھی پوچھ کر ان کی طبیعت میں گمراہی تھی اس لیے ان کیلئے کلامِ حق کا سننا سودمند نہ ہوا، اور یہ ایل خداوندی قرآن مجید میں کبھی بھٹک گئے، اور اس کے برعکس اہل حق ان بالحل لوگوں کی باتیں کر بھی راویہ دایت پر کامران رہے، جیسا کہ۔

حضرت عبد اللہ بنی اللہ عنہ بن سعد بن ابی جوبہ رضی اللہ عنہم وحی تھے، نے کلامِ پاک سُن کر کہا۔

”فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحَدٌ مِنِ الْغَالِقِينَ“

(iv) ایک گروہ تو وہ ہے جو، روایات کی بناء پر، اور اسناد کی متابعت کے طور پر سماع کو

حرام سمجھتا ہے چونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کی کنیز کو، گانے پر تنبیہ کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو درے اگائے، جو گاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس وجہ سے اعتراض تھا کہ انہوں نے گنے والی اونڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، کو اس جبشی عورت کو دیکھنے ہی سے منع فرمایا، جو گارہی تھی، اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ، وہ شیطان کی رفیقہ ہے۔

اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو اشعار اور قصائد کو گانے سے روکتی ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گانے کو مکروہ سمجھنے کی سب سے بڑی دلیل اجماع امت ہے، اور ایک گروہ نے اُسے مطلق حرام کہا ہے۔

(v) سماں سننے والے، دو جماعتوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ اول وہ لوگ، جو معانی پر کان رکھتے ہیں۔ اور دوئم وہ لوگ، جو صرف آواز پر جھوٹتے ہیں۔

دونوں کے اچھے اور بُرے پہلو ہیں اور خوش الہامی طبیعت میں خروش پیدا کرتی ہے۔ اگر طبیعت حق آشنا ہے تو خروش بھی حق ہو گا اور اگر طبیعت باطل پرست ہے تو خروش بھی باطل ہو گا اور اگر طبیعت میں فساد ہے تو سماں کا اثر بھی فساد ہی ہو گا۔ کمال ولاست یہی ہے کہ، ہر چیز وہی کچھ نظر آئے جو وہ اصل میں ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو نظر کا قصور ہے۔ اور جب صحیح نظری یہی ہے کہ، ہر چیز اپنے اصلی روپ میں نظر آئے تو درست سماں بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

**”اللَّهُمَّ أَرْنَا حَقَائِقَ كُلِّ الْأَشْيَاءِ كَمَا هِيَ“**

یعنی، اے اللہ، تو جملہ اشیا کی وہی حقیقت دکھا، جو ہے۔

(vi) ایک جماعت کے خیال میں سماں کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لہو لعب کرنے والے، یعنی لاهی، جو کامل فتنہ ہوتے ہیں اور خوف میں بتلارہتے ہیں۔

دوسری قسم کے لوگ، یعنی الٰہی، جو کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے، اپنے مجاہدہ اپنی ریاضت اور قطع تعلقات کی بناء پر فتوں سے بچ رہتے ہیں اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوتا۔  
ایک اور جماعت نے کہا ہے کہ، جیسا کہ، حضور ﷺ نے فرمایا۔

”من حسن اسلام، المرء ترك مala يعنيه“

یعنی، آدمی کا اچھا اسلام یہ ہے کہ، وہ اُن باتوں کو چھوڑ دے جن کی اسکو ضرورت نہیں، یعنی اُس سے روکش ہو جائے۔ کچھ خاص صوفیانے کہا ہے کہ۔ سامع کی حیثیت خبر کی ہے اور اُس کی لذت حصول مراد ہے، اور یہ بچوں کا کھیل ہے۔ مشاہدہ میں خبر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور صرف مشاہدہ سے کام رکھنا چاہیے۔ اور ہم الٰہی ہیں، لاحقی نہیں لہذا سامع کا ترک، ہمارے لیے بہتر ہے، اور ہم اُسی چیز میں مشغول رہنا چاہتے ہیں جو ہمارے وقت کے موافق ہو۔

(i) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ، نے فرمایا کہ۔

”السمع وارد الحق القلوب الى الحق يزعج فمن اصغى اليه بحق

تحقق ومن اصغى اليه بنفس تزندق“

یعنی، سامع فیضان حق ہے، جو دلوں کو رو بہ حق کرتا ہے، جس نے حقیقت کو مدد نظر رکھا، وہ حق کی طرف گامزن ہوا، جس کے سامنے ہوائے نفس رہی، وہ بھٹک گیا۔ انہی کا قول ہے کہ۔  
اہلِ حقیقت سامع میں رو بہ حق ہوتے اہل ہوس دور دراز کی تاویلیوں میں الجھ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (ii) حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

”السمع ظاهر فتنة و باطنہ عبرة، عرف الاشارة حل له استماع العبرة

والا فقد استدعى الفتنة و تعرض للبلية“

یعنی، سامع بظاهر فتنہ ہے اور باطنًا عبرت، جو اداشناس ہے، اُس کیلئے عبرت سننا مباح ہے ورنہ سراسر طلب فتنہ ہے اور مصیبۃ کو دعوت دینا ہے ایک اور شیخ بزرگ فرماتے ہیں کہ۔ سامع باطن میں پوشیدہ چیزوں کو دیکھنے کیلئے باطن کو ابھارتا ہے، تاکہ پیوستہ حاضر حق رہے۔

حضرت ابو علی رودباری علیہ الرحمہ سے سماع کے متعلق کسی نے سوال کیا تو آپ نے جواب فرمایا۔

”لیتنا تخلصنا آسابر اس“

یعنی، کاش ہم سماع سے سر اسرائیل نکلیں۔

(iii) حضرت حصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ۔

”الیش تعلم بالسماع ینقطع اذا انقطع ممن یستمع منه ینبغی ان یکون  
سماعک متصلًا غیر منقطع“

یعنی، اُس سماع کا کوئی کیا کرئے، جو منقطع ہو جانے والا ہو جیسے گا نے والا ختم کرئے تو اس کا اثر بھی زائل ہو جائے سماع تو متصل اور غیر منقطع ہونا چاہیے۔

(iv) آپ (حضرت علی ہجوری علیہ الرحمہ) کے شیخ طریقت فرماتے ہیں کہ۔ سماع اہل عجز کا زادِ سفر ہے۔ جو مقام پر پہنچ گیا اُس سماع کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ مقامِ وصل پر سننے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ سننا خبر ہوتا ہے اور خبر غالب سے متعلق ہوتی ہے۔ عالم مشاہدہ میں سننے کا کوئی مقام ہی نہیں رہتا۔

(viii) سماع آفتاب کی مانند ہے کہ وہ تمام چیزوں پر ہے مگر ہر چیز کو اپنے ظرف کے مطابق حرارت، ذوق اور مشروب حاصل ہوتا ہے۔ از روئے تحقیق اہل سماع کو تین درجوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک مبتدی، دوسرا متوسط، تیسرا کامل۔ جاننا چاہیے کہ، سماع فیض حق ہے اور انسانی نفس کو ہزل اور لہو سے پاک کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ، سماع کے عالم میں غلبہ حال، ایسا ہونا چاہیے کہ، بدکاروں کو بدکاری سے نجات دے۔

ایسے گمراہ بھی موجود ہیں کہ جو، بدکاروں کے سماع میں شامل ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ، ہم را حق میں سماع کرتے ہیں۔ فاسق اور فاجر لوگ، ان کے نیال ہو کر زیادہ فسق و فحور میں بنتلاء ہو جاتے ہیں۔ اور یہی ان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے۔

(x) رقص اور اس سے متعلق امور۔ شریعت اور طریقت میں رقص کی کوئی اہمیت نہیں، کیونکہ انس مندوں کے نزدیک بااتفاق رائے۔ جب اچھی طرح بھی کیا جائے تو۔ کھیل تماشا بنے۔ اور جب بے ہودہ طور پر کیا جائے تو۔ بجز لغویات کے کچھ بھی نہیں۔

مشکنخ کرام میں سے کسی بھی بزرگ نے رقص کو قابل تعریف نہیں سمجھا۔ اور بودالل اصل حصہ معرضِ بیان میں لاتے ہیں وہ بالکل باطل ہیں۔

چونکہ ابلیں وجد کی حرکات اور ان کے اعمال برابر ہوتے ہیں، اس لیے اکثر ہے: وہ لوگ اس رقص کی تقلید کرتے ہیں اور مبالغہ کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور رقص کو اپنا شعار بنایتے ہیں۔

غرض تا چنان اور رقص کرنا، شرعاً اور عقل، قابلِ مذمت ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ، لوگوں پر غمیت کے ہو یہ ارالیکی حرکات کے مرتب ہوں۔

جب سبکِ سرمی کا نسبہ ہوتا ہے تو ایک قسم کا خفتانِ رونما ہوتا ہے اور پابندیِ رسوم اٹھ جاتی ہے۔ ہ انضرافی کیفیت، وہ رقص، وہ ناپنا، کسی صورت میں بھی طبع پر ورنہیں ہوتا، درحقیقت وہ صرف جانگدہ زی سے جو اسے رقص کہتا ہے وہ حقیقت سے بہت دور ہے۔

(x) آداسِ ساری۔ سماع کی چند تراکظ ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

1. جب تک ضرورت نہ ہو، نہ کیا جائے اور اس کو عادت میں شامل نہ کر لیا جائے۔ سماع پر درست بعد آننا چاہیے تا کہ اس کی عظمت کم نہ ہو۔ سماع کی جگہ عوام سے خالی ہونی چاہیے۔ سماع کے وقت پیر کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اور قول بھی شریعت کا احترام کرنے والے ہوں۔

(ii) دل دنیا کے مشاغل سے خالی ہو اور طبیعت لہو لہب اور تکلف سے تنفر ہو۔

دل میں جب تک سماع سننے کی طاقت نہ ہو اس کا سننا اور اس میں مبالغہ کرنا ضروری نہیں اور جب قوتِ رونما ہو تو، اس کو رد نہیں کرنا چاہیے۔

اسی قوت کی متابعت میں رہنا چاہیے۔ اگر وہ حرکت کا تقاضا کرے تو حرکت کرنی چاہیے اور اگر وہ حرکت کا تقاضا نہ کرے تو ساکن رہنا چاہیے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ، حرکت،

و جداً و قوت طبع میں فرق برقرار رکھا جائے۔

(iii) سننے والے کو، قبول حق کے ظرف کے مطابق، فیضان ہوتا ہے، اور وہ اُسی قدر داد دے سکتا ہے۔ جب اُس کا غالبہ دل پر طاری ہو تو، تکلفاً اُس کو دور نہ کرئے اور جب غالبہ کم ہو رہا ہو تو، تکلفاً اُس کو جذب کرنے کی کوشش نہ کرئے۔ اور حرکت کی حالت میں کسی سے سہارے کی توقع نہ رکھے، اور اگر کوئی سہارہ دے تو منع نہ کرئے۔

(iv) اگر ایک جماعت پر سماع طاری ہو جائے اور کسی ایک کو اُس سے کچھ حصہ نہ ملے تو، محروم رہنے والے کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ، دوسروں کی کیفیت سکر کو اپنے صحوبہ کے انداز سے دیکھے۔ اُسے اپنے وقت پر مطمئن رہنا چاہیے تاکہ، اُسے بھی حصہ ملے اور وہ بھی برکات سے فیض اٹھائے۔

(v) سماع میں کسی کو دخل انداز نہیں ہونا چاہیے۔ اور صاحب وجد کی کیفیت کو شوریدہ نہیں کرنا چاہیے، اور اُس کی حالت میں تصرف جائز نہیں رکھنا چاہیے اور صاحب وجد کی نیت کو نہیں تولنا چاہیے۔

(vi) اگر قول اچھا گارہا ہے تو اُسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ تو اچھا گارہا ہے۔ اور اگر وہ برا کا رہا ہے۔ یا وہ ناموزوں شعر سنارہا ہے تو طبیعت کو پرائندہ نہیں کرنا چاہیے اور اُسے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اس سے بہتر گاؤ۔

طبعیت میں اُس کی نسبت خصوصت پیدا نہیں ہونی چاہیے اور اُس کو درمیان میں نہیں رکھنا چاہیے بلکہ بحوالہ حق چھوڑ دینا چاہیے اور اچھی طرح سمعنا چاہیے۔

## نصیحت

از حضرت دامتا گنج بخش علیہ بحیری رحمۃ اللہ میں علی بن عثمان الجذابی، اس بات کو عزیز رکھتا ہوں کہ:- مبتدی سماع نہ سنے۔ تاکہ اُس کی طبیعت پر اگنڈہ نہ ہو جائے۔ سماع میں بہت بڑے خطرے اور خرابیاں ہیں کیونکہ، عورتیں چھتوں کے اوپر اور مرداناوں سے درویشوں کو سماع کی حالت میں دیکھتی ہیں۔ جس سے ابیں سماع پر سخت حجابات پڑ جاتے ہیں۔

اور چاہیے کہ، جوانوں میں سے کسی کو وہاں نہ بٹھائیں۔ جاصل صوفیاء نے ان تمام باتوں کا طریق بنالیا ہے اور صداقت سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ نوجوانوں کی طرف دیکھنا۔

نوجوانوں کو دیکھنا اور ان کے ساتھ مجالست کرنا منع ہے۔ اور اُس کو جائز سمجھنے والا گمراہ کافر ہے۔ اور جو کچھ اس بارے میں بطور دلائل لایا جائے، اُس کی بنیاد باطل اور جہالت پر ہے۔

### 10۔ وجود، وجود، تو اجد، جامہ دری

بحوالہ، کشف المحب، از حضرت داتا گنج بخش، علی ہجویری علیہ الرحمہ وجود اور وجود، مصدر ہیں۔ ایک کا مطلب غم اور دوسرے کا مطلب پالینا ہے۔ فاعل دونوں کا ایک ہوتا ہے اور بصورت مصدر ان میں فرق نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ۔

”وَجَدَيْجِدُوْجُودًا وَوَجَدَانًا۔“

جب پالیا تو

”وَجَدَيْجِدُ وَجَدَانًا“

جب مغموم ہو تو پھرو ہی

”وَجَدَيْجِدُجَدَةَ“

جب امیر ہو گیا، جب غصہ میں آگیا تب

”وَجَدَيْجِدُ مَوْجُودَةَ“

ان میں فرق مصادر کی وجہ سے ہے افعال کی وجہ سے نہیں۔

2۔ صوفیاء کے نزدیک، وجود اور وجود سے دو حالتوں کا اثبات ہے جو سماع میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ ایک حال غم سے قریب ہوتا ہے اور دوسرا تحصیل غم کے قریب۔ غم کی حقیقت۔ محظوظ سے دوری اور مراد کا گم ہو جانا اور حصول مراد کا حاصل کرنا ہے۔

خزان اور وجود، میں فرق یہ ہے کہ، خزان اُس غم کو کہتے ہیں کہ جو اپنے مقدر کا ہو۔ اور وجود

اس غم کو، جو غیر کی جانب سے محبت کے طور پر ملے۔ اور یہ تغیر، سب طالب سے نسبت رکھتے ہیں۔

یہ مشاہدہ میں طرب کے برابر ہے اور طرب کو طلب کے ذریعے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ الغرض وجد، طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے جسے بیان کرنا، مکاشفہ میں غیبت کے برابر ہے۔

3۔ وجود، محبوب کی طرف سے محبت کے حق میں ایک فیض ہے، جسے اشارہ تابانا ناممکن ہے۔ یہ وجد کی ایک غمناک کیفیت ہے جو، فرحت یا سنجیدگی سے، یا غم یا خوشی سے رونما ہوتی ہے۔ اور وجود، دل سے غم کا دفعہ ہونا اور مقصود کا پالینا ہے۔

اہل وجد یا تو غلبہ شوق سے مضطرب ہوتا ہے اور یا مشاہدہ سے سکون حاصل کر کے کیفیت کشف حاصل کرتا ہے۔ یعنی یا تو وہ، رنج نالہ یا گریہ سے مضطرب ہوتا ہے اور یا خوشی اور سرور سے سکون پذیر ہوتا۔

4۔ صوفیاء کرام، میں اس بات پر اختلاف ہے کہ:- وجد، کامل تر ہے یا، وجود۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ، وجود، مریدوں کی اور، وجد، عارفوں کی صفت ہے۔

دوسرਾ گروہ کہتا ہے کہ، وجد، مریدوں کا سوز ہے اور، وجود محبوب کا تحفہ ہے۔

چونکہ عارفوں کا مقام مریدوں سے بلند تر ہوتا ہے، اس لیے عارفوں کی صفت بھی مریدوں سے بلند تر اور کامل تر ہوتی ہے۔ جو چیز معرضِ حصول میں آسکتی ہے، وہ دائرہ ادرار کی بھی آسکتی ہے، اور جنسی صفت سے موصوف ہوتی ہے اور ادارک موجود ہوتا ہے۔

خدا کی ذات کی کوئی حد نہیں۔ الغرض جو کچھ طالب نے پالیا، وہ بجز شرب کے کچھ بھی نہیں۔ اور جو کچھ نہیں پایا، طالب کو اس سے کچھ تعلق نہیں، اور وہ اس کی طلب سے عاجز ہے۔

محبوب کا مقام، مریدوں سے بالاتر ہے، اس لیے کہ، تحفے کا سکون، سوز سے کامل تر ہے۔

5۔ ایک روز حضرت شبلی علیہ الرحمہ، اپنے حال کے جوش میں حضرت جنید علیہ الرحمہ نے پاس آئے اور آپ کو غمگین دیکھ کر پوچھا کہ، اے شیخ کیا بات ہے تو، حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ:-

”جس نے طلب کیا، وہ مغموم ہوا“

تو حضرت شبلی علیہ الرحمہ، نے جواباً عرض کیا کہ نہیں اے شیخ، بلکہ:-

”جو مغموم ہوا، اُس نے طلب کیا“

حضرت جنید علیہ الرحمہ، کا اشارہ، وجد کی طرف اور حضرت شبلی علیہ الرحمہ، کا اشارہ، وجود کی طرف تھا۔ اور آپ (حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ) کے نزدیک، حضرت جنید علیہ الرحمہ، کا قول زیادہ درست تھا۔ کیونکہ جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ، اُس کا خالق اُس کی جنس سے نہیں تو، اُس کا غم و الام اور دراز ہو جاتا ہے۔

6۔ علم کا غلبہ، وجد کے غلبہ، سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ کیونکہ، وجد کے عالم میں واجد، خطرہ میں ہوتا ہے۔ مگر علم کی قوت ہو تو، عالم امن کے مقام پر ہوتا ہے۔ ان سب چیزوں سے مراد یہ ہے کہ، تمام حالات میں طالب کو، علم اور شریعت کا تابع ہونا چاہیے، کیونکہ۔

اگر وہ وجد، سے مغلوب ہو جائے گا تو وہ، قابل خطاب، نہیں رہے گا۔ اور جب وہ قابل خطاب نہیں رہے گا تو وہ، عذاب اور ثواب، سے بھی آزاد ہو گا۔ اور اُس عالم میں اُس کی شکل دیوانے کی سی ہو جائے گی۔ اور اولیاء اللہ اور مقربین سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

7۔ جب علم کا غلبہ ہو تو، بندہ اللہ تعالیٰ کے، اوامر و نواہی، کی پناہ میں ہوتا ہے اور عزت و عظمت سے بہرہ ور، اور جب حال کی قوت، علم پر غالب ہو تو، بندہ حدودِ خداوندی سے خارج ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور وہ قابل خطاب نہیں رہتا، وہ یا معز و رہوتا ہے اور یا مغروف۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ۔ راستے دو ہیں۔ یا علم و عمل۔ اور یا ایسی روشن، جو بغیر علم کے ہو۔ علم، بے عمل بھی ہو تو، عزت و شرف ہوتا ہے۔ اور عمل، نیک بھی ہو تو، جہالت کی وجہ سے ناقص ہوتا ہے۔ حضرت بايزيد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ۔ اہل ہمت کا کفر، اہل آرزو کے اسلام سے بلند تر ہے۔ یعنی، اہل ہمت کیلئے کفر ان اور ناشکری ممکن ہی نہیں۔

8۔ تو واجد، وجد کے لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے، اور یہ، انعامات و شوابدِ حق، کو دل کے

حضور پیش کرنا ہے۔ اور صلکانیاں اور انہی آرزوں کا، موجز ہوتا ہے۔

ایک گروہ، اس معاملے میں پابند رسم ہے۔ صوفیاء کی ظاہری حرکات، اور ان کے تشریف، اور ان کے اشارات، کی تقلید کرتے ہیں۔ اور حرامِ محض ہے۔ ایک ابل، حقیقت کا ابودہ ہے جو، ان حرکات اور رسم سے، صوفیاء کے احوال اور ان کے مقام، کی طلب کرتے ہیں۔

۱۰۔ جامدِ رمی

۱۰۔ پہ جامدِ رمی کیلئے، تصوف میں کوئی جواز وجود نہیں ہے۔ اور ہمارے وقت، ۲۰۰۰ سال، میں پامدِ رمی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ صرف بے بے کے برابر ہوئی، لیکن امر، سنت والا، عذوب، جائے اور قابل خطاب نہ ہے اور بے خبر ہو جائے تو۔ اسے معزود رکھنا چاہیے۔ بے کی پرانی حالت طاری ہو جائے۔ اور کوئی جماعت اس کی موافقت میں، جامدِ رمی کرنے تو بامار ہے۔

۱۰۔ اہلِ طریقتوں کے خرقے دو طرح کے ہیں:-

ایک ۱۰۔ جس لوسائع کے دوران میں درویشیں، پہاڑے دوسرے وہ کہ، کچھ لوگ اپنے پیر کی، اور منتدا، کے حکم سے کسی کے پہاڑیں。(i) ان ہرم سے استغفار کی حالت میں، (ii) یا وجد میں، بے وہی کے عالم میں۔

ان سب خرقوں میں مشکل ترین خرقہ، سماں ہوتا ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں، ایک مجروح، دوسری درست، (i) جامد مجروح، کیلئے دو شریں ہیں، یا تو اسے ہی کرو اپس کر دیا جائے یا کسی اور درویش کی نذر کر دیا جائے، اور یا تبر کا مکڑے مکڑے کر کے باندھ دیا جائے (ii) اگر درست ہو تو، دیکھنا پڑے گا کہ، سماں کرنے والے درویش کی کیا مراد تھی۔ اگر اس کی مراد قول کو دینا ہے تو، اس کو ملے اگر جماعت کو دینا ہے تو، اسکو ملے۔ اگر بغیر کسی مقصود کے بے تو، فیصلہ پیر پر موقوف ہے کہ، وہ کیا حکم دیتا ہے۔

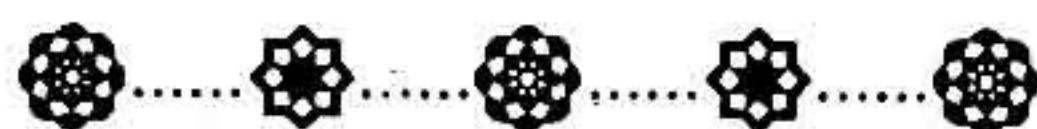
زمانے کی گردش جو دانے  
حقیقت ایک تو باقی فدائے

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا  
 فقط امروز ہے۔ تیرا زمانہ  
 اقبال

فالحمد لله رب العالمين

والصلوة والسلام على رسوله محمد وآلـه واصحـابـه اجمعـين،  
 تسلـيمـاً كثـيرـاً كثـيرـاً.

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
 وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طلحی  
 اقبال



# علمی پبلشرز البو

فرق لله رب العالمين

